کنزالہدایت

کنزالہدایت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کنز الہدایت

سوانح حیات

حصہ اول

سلطان الاولیاء والعارفین امام الاتقیاء والسالکین

حضرت خواجہ محمد بخش صاحب رح

حسب الارشاد حضرت خواجہ پیر محمد سرور سلطان صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ دربار لکھن شریف جلو موڑ لاہور

حصہ اول

ترتیب کنندہ و مؤلف دلاور حسین قادری

حصہ دوئم

ترتیب کنندہ و مؤلف ڈاکٹر خلیل احمد خلیل

باتعاون حق نواز پاکپتن شریف

کتابت ڈان پرنٹرز وحدت روڈ لاہور
فون : ۷۵۸۱۴۳۸

اشاعت جولائی ۱۹۹۹ء

پریس عباس پرنٹرز
لاہور

قیمت مجلد ۱۰۰ روپے
تعداد ایک ہزار۔

فہرست مضامین

(حصہ اول)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
17	مقام بندگی	36
18	استقامت	59
19	دعوت حق	62
20	حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار پر حاضری	67
21	کرامات	112
22	مریدین کی خبر گیری	152
23	مرید کے باغی ہونے پر سزا	176
24	ولادت آفتاب ولایت	189
25	وصال مبارک	198
26	خرقہ خلافت	204
27	اقوال زریں	212
28	شجرہ طریقت	215
29	ختم شریف	216
30	شجرہ عالیہ (منظوم)	227
31	مناجات	232
32	سلام	234

5
لا اله الا الله
محمد رسول الله

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

عَلَيْهِمْ ۵ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ع

اگست ۱۹۹۵ء

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَہٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَصْحٰبِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ

سرِّ سرّم جانِ جانم تن نیم
من نیم باللہ یاراں من نیم
نورِ پاکم آمدہ در مشتِ خاک
کورِ چشماں را ولے روشن نیم
نورِ نورم نُورِ نورم نُورِ نور!
من چراغِ پنبہ در روغن نیم

——— شیخ فریدالدین عطارؒ

جُملہ معشوق است و عاشق پردۂ
زندہ معشوق است و عاشق مردۂ

——— (مولانا رومیؒ) ———
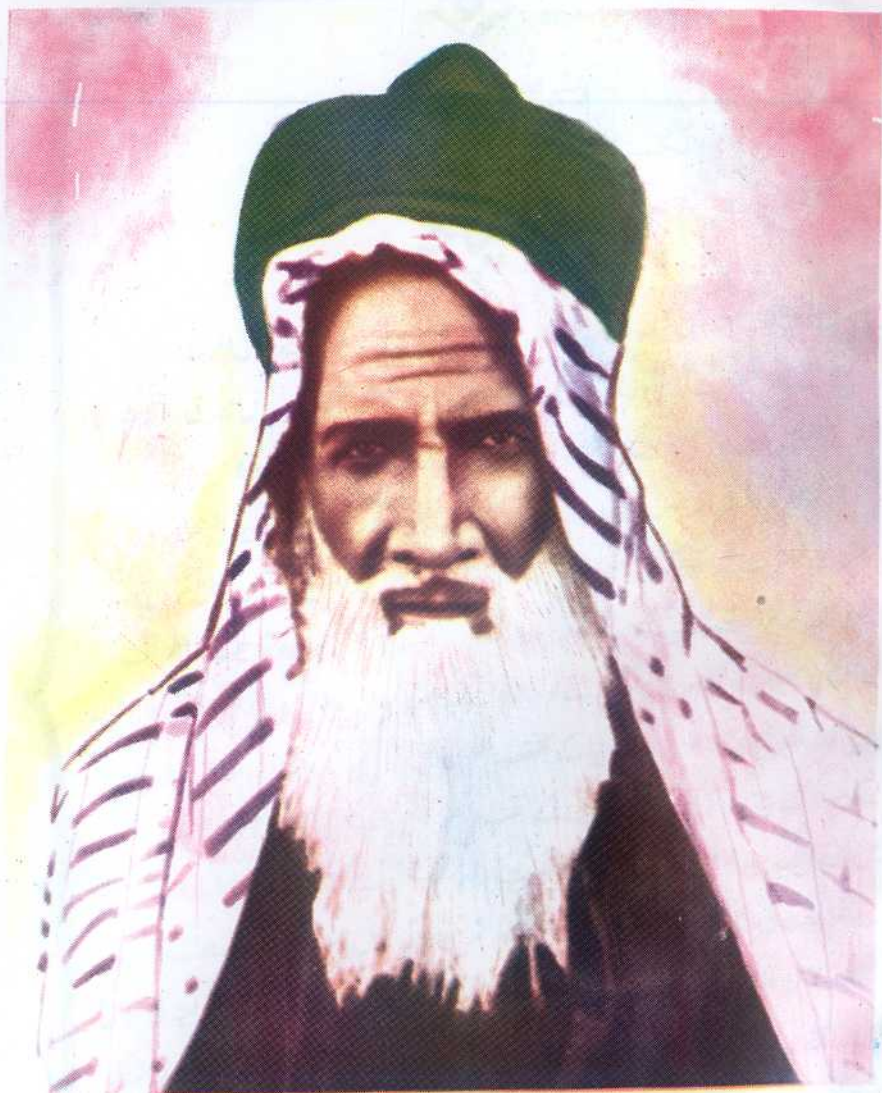
حضرت پیر خواجہ محمد بخش صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؕ

دیباچہ

سب تعریف اللہ جل شانہ کے لئے ہے جس نے تمام بنی آدم سے یثاق الست بربکم لینے کے بعد حضرت آدم کو زمین پر اتارا اور فرمایا کہ جب بھی تمہارے پاس میری ہدایت آئے تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی اسے کوئی خوف اور رنج و غم نہ ہو گا
انبیاء کرام کا سلسلہ انسانوں کی ہدایت کے لئے لگاتار چلتا رہا اور سید الانبیاء سید البشر سرور کائنات حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا دین اور اپنی نعمتیں مکمل کر دیں مولا کا یہ کرم امت محمدیہؐ کے لئے تا قیامت جاری ساری ہے نور ہدایت و شریعت کو اطراف عالم میں پھیلانے کیلئے رسولؐ اکرم نے اولیاء کا انتخاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اولیاء امتی کاالانبیاء بنی اسرائیل یہ غلامان رسولؐ دنیا کے مختلف خطوں میں روشنی کے مینار ہیں اور نور ہدایت کے سر چشمے ہیں جو حق کے متلاشیوں کے قلب و نظر کو سیراب کرتے ہیں انہی غلامان رسولؐ میں سے ایک مرد کامل صاحب ارشاد حضرت خواجہ محمد بخشؒ نے سخت محنت ریاضت استقامت سے طریقت کی اعلیٰ ترین منازل طے فرمائیں اور شریعت کی مکمل پاسداری کرتے ہوئے ولایت کے بلند ترین مقام پر فائز ہوئے اور لکھن شریف میں چشمہ فیض جاری کیا حضرت خواجہ کی سوانح حیات لکھنے کہ وجہ یہ ہے کہ اگر طالب میں حقیقی طلب ہو گی تو اس کی طلب و ہمت میں مزید اضافہ ہو گا نیز بندے کے غرور میں کمی پیدا ہو گی اگر وہ بدباطن نہیں ہے تو بذات خود اولیاء کرام کے مطالعہ کرے گا اور ان کے مراتب کا صحیح اندازہ کر سکے گا جیسے قرآن حکیم میں فرمان ہے اے نبی ہم گزشتہ رسولوں کے واقعات اس لئے آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں تا کہ آپ کے قلب کو سکون حاصل ہو اور آپ کا قلب مضبوط ہو جائے

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ
شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ

شجرہ نسب

۱. حضرت علی المرتضیٰ
۲. حضرت امام حنیف
۳. عباس علی
۴. ناصر علی
۵. دادن شاہ
۶. ابن شاہ
۷. قطب شاہ
۸. کھوکھر
۹. ویر
۱۰. جمشید
۱۱. بیومان
۱۲. تاج دین
۱۳. صادق علی
۱۴. کرامت علی
۱۵. محمد علی
۱۶. نوازش علی
۱۷. سجوار خاں
۱۸. کریم بخش
۱۹. ملک بلند خاں
۲۰. خواجہ محمد بخش
۲۱. خواجہ محمد عارف حسین
۲۲. خواجہ محمد سرور سلطان

اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخش کا سلسلہ نسب اٹھارہ واسطوں سے امیر المومنین حضر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ سے جاملتا ہے۔

وطن مالوف

حضرت صاحب خواجہ محمد بخشؒ کے دادا کوٹلی علیوال ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ جہاں وہ چھ سو ایکڑ اراضی کے مالک تھے ہندوستان میں انگریزوں اور صوبہ پنجاب میں رنجیت سنگھ کی حکومت تھی جو خصوصی طور پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تھے۔ وہ خود اور ان کے کارندے طرح طرح کے حیلے بہانوں اور جبرواستبداد سے مسلمانوں کو "شدھی" کرتے۔ ان حالات میں آپؒ کے دادا اور والد کو دین اور اسلام کی حفاظت اور رنجیت سنگھ کے جبروتشدد کے خلاف چار جنگیں لڑنا پڑیں اور ہوا وہی جو دین کی حفاظت کرنے والوں کو درپیش ہوا کرتا ہے۔ آپؒ کے عزیزوں کو کوٹلی علیوال سے ہجرت کرنا پڑی اور سارنگ را آ گئے یہاں چند یوم رہے پھر موضع بوت دروازہ بھگتانوالہ اپنے رشتہ داروں کے ہاں منتقل ہو گئے۔ حالات نے یہاں بھی موافقت نہ کی تو موضع نیشتہ المشہور اٹاری شام سنگھ فروکش ہوئے۔ مشیت ایزدی کو ابھی بھی کچھ اور منظور تھا ڈیڑھ سال اٹاری شام سنگھ میں قیام کے بعد موضع "لکھن کے" ضلع لاہور کی طرف کوچ کیا اور یہیں مستقل رہائش پذیر ہوئے۔

ولادت

حضرت خواجہ محمد بخشؒ کے والد ملک بلند خاں نے موضع "لکھن کے" میں اکیس بیل گاڑیاں کاروبار کے لئے بنائیں۔ جن کے ذریعہ دہلی سے کشمیر تک بیوپاریوں کے مال لاد کر پہنچائے جاتے۔ دوران سفر ان بیل گاڑیوں میں سے ایک بیل گاڑی پر سامان خوردونوش رکھا رہتا جہاں پڑاؤ ہوتا ملک بلند خاں ہندو اور مسلمانوں میں اللہ کے نام پر علیحدہ علیحدہ لنگر تقسیم کر دیتے۔

موضع "لکھن کے" میں جس جگہ کو ملک بلند خاں صاحب نے رہائش کے لئے منتخب فرمایا۔ وہاں ایک بیری کا درخت ایستادہ تھا جس کے متعلق "لکھن کے" اور اس کے گردو نواح میں یہ بات مشہور تھی کہ جو دعا اس بیری کے نیچے مانگی جائے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ جناب ملک بلند خاں نے اس بیری کے درخت کو کاٹ ڈالا اور اس کو کمرہ میں بطور شہتیر استعمال کر لیا اور یوں ایک بدعت کا خاتمہ کر دیا۔ مزید برآں اب اس بیری کے درخت کا کٹنا اس لئے بھی ضروری ہو چکا تھا کہ اب اس مرجع الخلائق مستجاب الدعوات کا ظہور ہونے والا تھا۔ جس کی خاطر مشیت آپؒ کے آباؤ اجداد کو کوٹلی علیوال سے یہاں لائی تھی وہ آفتاب شریعت ۲۳ نومبر ۱۸۱۹ء کو روشن عالم ہوا فضاؤں میں صدا گونج اٹھی۔

سبحان اللہ ——————— سبحان اللہ

عہد طفولیت

حضرت خواجہ محمد بخش ؒ کی عمر ابھی پانچ سال ہی کی تھی ۔ آپ ؒ
کی والدہ محترمہ رحلت فرما گئیں آپ کی پرورش و تربیت اب آپ ؒ کے
والد کے ذمہ آن پڑی ۔ یہ اسی تربیت و رجوع کا اثر تھا کہ آپ ؒ نو
عمری میں ہی رکوع و سجود میں مشغول ہو گئے ۔ جب آپ ؒ کی عمر ۶
سال ہوئی تو آپ ؒ کے والد کاروبار کے سلسلہ میں ملیر کوٹلہ جانے لگے تو
آپ ؒ کو ساتھ لے لیا۔

ملیر کوٹلہ پہنچ کر اس قافلہ نے جامع مسجد کے قریب پڑاؤ کیا
نماز عصر کا وقت ہوا ۔ آپ ؒ والد کے ساتھ مسجد تشریف لے گئے نماز
کے بعد مسجد کے پیش امام مولوی کریم بخش صاحب نے دعا کے لئے
ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ ان کی نظر آپ ؒ پر پڑی وہ والہ شیدا ہو گئے اور
پھر خود ہی تعارف کے محتاج بن کر خاطر و مدارت کرنے لگے اور آپ ؒ
کو گود میں لے کر پیار کرنے لگے ۔ مولوی کریم بخش صاحب کی کوئی
نرینہ اولاد نہ تھی انہوں نے اجنبیت کے باوجود آپ ؒ کے والد سے
آپ ؒ کو گود لینے کی خواہش کی یہ مشیّتِ ایزدی کا رحم و کرم تھا کہ
آپ ؒ کے والد آپ ؒ کو مولوی کریم بخش صاحب کی گود میں دینے کو تیار
ہو گئے اور پھر خود چند روز ملیر کوٹلہ میں قیام کے بعد شاہ دیاں ٹاہلیاں
راولپنڈی کے قریب ایک سرائے جس میں اس وقت ان کے بڑے
بھائی قیام پذیر تھے تشریف لے آئے ۔ ادھر مولوی کریم بخش آپ ؒ کی
بہت عزت و تکریم کرتے اور آپ ؒ کو گود میں بٹھا کر قرآن حکیم
پڑھاتے ۔ یوں وقت گذرا آپ ؒ کا سن مبارک بارہ کو پہنچا۔ آپ ؒ نے

اس دوران نصف سپارہ قرآن حکیم تلاوت فرمالیا - کیونکہ آپؒ کا زیادہ وقت ذکر الٰہی رکوع و سجود اور تہجد گذاری میں گزر رہا تھا اس لئے مزید تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ شاید اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ النبیؐ الامی کا یہ غلام خاص بھی اُمّی ہی رہے اور اسے علمِ لدُنّی سے سرفراز فرمایا جائے -

---

خرقہ پوشی

ملیر کوٹلہ کے قیام کے دوران ایک روز آپؒ مسجد میں تشریف فرما تھے - ایک شاہ صاحب جو مجذوب سالک تھے مسجد میں داخل ہوئے اور سیدھے خواجہ صاحبؒ کی طرف تشریف لائے۔ آپؒ کو پکڑ کر پیار کرنا شروع کر دیا پھر خود ہی آپؒ کو بیعت فرمایا اور پھر اپنی گوڈڑی میں سے تاج خلافت خرقہ درویشی نکال کر آپؒ کو پہنایا کچھ راز و نیاز کیا اور ارشاد فرمایا آپؒ کی یہ امانت میرے پاس تھی جو آپؒ کو پہنانا تھی امانت حقدار کو پہنچی میرا کام ختم ہو گیا - یہ فرماکر شاہ صاحب تشریف لے گئے بعد میں صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ شاہ صاحب نے دہلی کے نواح میں کسی جگہ انتقال فرمایا - اس واقعہ کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ کا رجحان ذکر و فکر اور عبادت میں زیادہ ہو گیا۔

۶ سال گزر گئے تو آپؒ کے والد پدری شفقت کے تحت ملیر کوٹلہ تشریف لائے اور مولوی کریم بخش صاحب سے ملاقات فرمائی

... جس کے ہمرکاب غلامان ہیں عازم راہ ہے وہ اسپ تازی
... گرمی خون کی بناء پر جوشیلا اور گرم مزاج ہو رہا تھا
... سے بھی اس کے آگے آ جاتا وہ اسے گستاخ
... اور ایک طرف گرا دیتا۔ جب یہ شاہانہ
... م ہوا غوث الامت جناب محمد قاسمؒ
... یف جس کا سابقہ نام منگل دار
... تری کے لئے آگے بڑھے
... گھوڑے کے منہ کی
... ڑا منہ زور ہے
... طرف توجہ
... پکڑ کر

والدہ لوگوں کی اس کیفیت ...
آگے بڑھ کر دوبارہ کمرے میں جھانکا تو انہیں لوگوں کے اطمینان کی
وجہ معلوم ہو گئی حضرت خواجہ صاحبؒ بیٹھے ذکر و فکر میں مصروف تھے
اور یوں "راز راز رہ گیا"۔ چلہ کے بعد آپؒ نقاب اوڑھے رہتے اور
اسی حالت میں آپؒ نے والد کے ساتھ کاروبار میں شرکت فرمائی اب
استغراق کا یہ عالم ہو گیا کہ آپؒ نے اپنے بیلوں کو بھی اسم ذات کا ورد
سکھا دیا۔ آپؒ بیلوں کو اللہ ہی کے نام پر روکتے اور چلاتے تھے اور
کوئی کلمہ غیر منہ سے نہ نکلتا تھا۔ اس امر کے باوجود کہ آپؒ نے
نصف پارہ قرآن حکیم کا تلاوت فرمایا ہوا تھا جب بھی کوئی شخص آپؒ

سے کوئی فقہی یا شرعی مسئلہ پوچھتا تو آپؒ قرآن پاک سے اسی مسئلہ سے متعلقہ آیت تلاوت فرما کر مکمل ترجمہ فرماتے اور مسئلہ کا حل فرما دیتے۔

خلافت موہڑہ شریف

انہی ایام میں آپؒ راولپنڈی سے کسی بیوپاری کا مال لادے کشمیر جا رہے تھے گھوڑا گلی آپؒ ستانے کے لئے رُکے۔ دن کے دس بجے کا عمل تھا چار سفید گھوڑوں والی ایک بگھی جس پر سیدنا سید المرسلینؐ جناب حبیبؐ کبریا اپنے چاروں صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھے آپؒ کے قریب آکر رُکی اور آپؒ کا نام لے کر طلبی ہوئی۔ آپؒ فوراً اُٹھے اور تیز قدموں سے جا کر قدم بوسی کی حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ "محمد بخشؒ گاڑی بانی چھوڑ کر زمینداری کا پیشہ اپناؤ رزق حلال سے اللہ کا لنگر جاری کرو اور لکھن شریف مستقل رہائش رکھو کیونکہ اب وہاں ہمارا مقام ہے۔"

آپؒ مال پہنچانے کی نیّت سے آگے بڑھے جب آپؒ کوہالہ پل پر پہنچے آفتاب چٹیل پہاڑوں پر روشنی بکھیر رہا تھا۔ فضا میں ایک سکوت طاری تھا۔ معاً پہاڑوں کے درمیان کلمہ طیبہ کی آواز گونجی۔ آپؒ نے آواز کی سمت نگاہ اٹھائی تو آپؒ نے دیکھا ایک علم جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے ہوا میں لہراتا چلا آ رہا ہے اور اس کے جلو میں

ایک شہسوار جس کے ہمرکاب غلامان ہیں عازم راہ ہے وہ اسپ تازی اپنے شہسوار اور گرمی خون کی بناء پر جوشیلا اور گرم مزاج ہو رہا تھا حتیٰ کہ کوئی شخص غلطی سے بھی اس کے آگے آ جاتا وہ اسے گستاخ سمجھ کر دانتوں سے پکڑ لیتا اور ایک طرف گرا دیتا۔ جب یہ شاہانہ جلوس آپؒ کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا غوث الامت جناب محمد قاسمؒ موہڑہ شریف سے اپنے پیرخانہ کیاں شریف جس کا سابقہ نام منگل دار تھا تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپؒ پیش قدمی کے لئے آگے بڑھے جناب خواجہ محمد قاسمؒ کے غلامان نے جب آپؒ کو گھوڑے کے منہ کی طرف سیدھے آتے دیکھا تو انہوں نے شور کیا کہ گھوڑا منہ زور ہے احتیاط کیجئے گا لیکن حضرت صاحب قبلہ عالمؒ شاہ سوار کی طرف توجہ رکھے گھوڑے کے قریب آ گئے اور اسے زین کے تنگ سے پکڑ کر شاہ وقت جناب خواجہ محمد قاسمؒ سے مصروف کلام ہو گئے۔ گھوڑا مرد آہن کے اس دباؤ کو برداشت نہ کر سکا جیسے اس کے پیٹ پر اس کی طاقت سے زیادہ دباؤ ڈالا گیا تھا اور وہ بدکنے لگا۔ آپؒ نے گھوڑے کی اس حرکت کو گستاخی تصور فرمایا اور اسے کہنی سے دبا کر روک دیا۔ گھوڑا ساکت و جامد ہو گیا اور آپؒ خواجہ محمد قاسمؒ سے ہمکلام رہے۔ کچھ وقت راز و نیاز میں گزرا اور پھر جلوس کیاں شریف کے لئے بڑھا۔

آپؒ وجد و استغراق کی حالت میں رات بھر پل پر ہی ٹھہرے رہے صبح بیل گاڑی اور سامان اللہ کی پناہ میں دے کر غوث الامت خواجہ محمد قاسمؒ کے تعاقب میں کیاں شریف چل دیئے۔ وہاں پہنچ کر آپؒ نے غوث زماں جناب خواجہ نظام الدینؒ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ پھر خلفاء عام جناب خواجہ محمد قاسمؒ کی معیت میں کیاں

شریف ہی ٹھہرے رہے جب غوث الامت جناب خواجہ محمد قاسمؒ دربار موہڑہ شریف کے لئے واپس روانہ ہوئے تو آپؒ بھی انہی کے ہمرکاب موہڑہ شریف تشریف لے گئے وہاں آپؒ نے ۱۴۱ روز قیام فرمایا۔ قیام کے دوران آپؒ نے دیکھا کہ صاحبزادگان دربار عالیہ موہڑہ شریف تختیوں پر گاچنی لگا کر اپنے سکول کے اسباق لکھتے ہیں۔ آپؒ ان کے ان عوامل افضل سمجھتے ہوئے خود بھی ایک تختی حاصل کرلی اور بغیر گاچنی لگائے قلم سے اس پر یا اللہ - یا اللہ - یا اللہ لکھنا شروع کر دیا جب تختی کی دونوں اطراف بھر جاتیں تو آپؒ درویشان دربار کے سامنے اس اسم اعظم کو ایک برتن میں دھو ڈالتے اور فرماتے آؤ بھئ اس پانی کو پی کر دیکھو۔ اللہ کا نام کتنا میٹھا اور پیارا ہے ایک روز آپؒ کو حقوق العباد کے تحت سامان کا خیال آیا کہ وہ پہنچایا جانا ضروری تھا۔ آپؒ نے خواجہ محمد قاسمؒ سے واپسی کی اجازت چاہی۔ جب آپؒ کوہالہ پل پر پہنچے نہ تو وہاں بیل گاڑی تھی نہ ہی اس پر لدا ہوا مال۔ آپؒ وہیں ذکرو فکر میں مصروف ہو گئے کچھ وقت یونہی گزرا تو اللہ کی سپردگی میں دیا ہوا مال اور بیل گاڑی خود بخود آپؒ کے پاس پہنچ گئے۔ آپؒ بیل گاڑی لے کر بیوپاری کے پاس پہنچے اس کا مال اس کے حوالے کیا اور پھر بیل گاڑی ہانکی تو دربار عالیہ موہڑہ شریف پہنچ کر سانس لیا۔ دربار عالیہ سے کچھ فاصلہ پر "گل ڈنہ" کے قریب آپؒ نے بیل گاڑی روکی بیل علیحدہ کئے اور وہیں سے ایک مستری کو طلب فرما کر تعمیل حکم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت گڈ کو ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا اور بیلوں کو دربار عالیہ پہنچ کر ذبح فرمانے کا ارادہ کرلیا اندریں عرصہ آپؒ کے والد ملک بلند خاں جو آپؒ کی غیر حاضری سے

پریشان تھے تلاش کرتے ہوئے دربار عالیہ موہڑہ شریف پہنچ گئے جب انہوں نے آپؒ کے بیلوں کو ذبح کر دینے کا نظریہ دیکھا تو ایک بیل کو علیحدہ کر کے آپؒ سے کہا کہ یہ بیل بڑا قیمتی اور گڈ کے لئے مفید ہے اس کی جگہ کوئی دوسرا بیل ذبح کر لو۔ تو آپؒ نے فرمایا اگر آپ کے کاروبار کے لئے یہ بیل قیمتی ہے تو میں اسی لئے ایسے ہی قیمتی بیل کو اللہ کے حضور پیش کر رہا ہوں۔ پھر "گل ڈنہ" سے پھاڑی ہوئی گڈ کی لکڑی منگوالی بیلوں کو ذبح کر کے اسی لکڑی سے گوشت پکا کر درویشان دربار عالیہ موہڑہ شریف کو کھلا دیا۔ جب خواجہ محمد قاسمؒ نے آپؒ کی یہ حالت دیکھی تو آپؒ کو لکھن شریف مراجعت کرنے کا حکم فرمایا۔ آپؒ کی روانگی پر آپؒ نے چار خلفاء آپؒ کے ہمرکاب فرما کر انہیں حکم دیا کہ شاہ وقت سلطان الاولیاء فخر آدمیت جناب خواجہ محمد بخشؒ کو شاہانہ آداب اور طریقہ سے لکھن شریف پہنچایا جائے اور ساتھ ہی "خرقہ خلافت" عطا فرمایا۔ حضرت صاحب خواجہ لکھن شریف تشریف لے آئے اور سلسلہ طریقت شروع فرما دیا۔

حُلیہ مبارک

حضرت خواجہ خواجگان جناب محمد بخشؒ کا چہرہ انور باوجاہت۔ رنگ گندمی۔ سر مبارک گول اور متوسط تھا پیشانی مبارک کشادہ اور چمکدار تھی جس پر پڑی ہوئی پانچ لکیریں غور و فکر کی غمازی تھیں۔ دست مبارک میں مچھ ریکھا تھی اور اسی طرح پاؤں میں بھی کافی لمبی مچھ ریکھا تھی۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں چورس نما تھیں۔ قد مبارک درمیانہ اور جسم مضبوط تھا۔ آنکھوں میں سرخ رگیں جلال اور مستی کا پیام تھیں ریش مبارک لمبی اور گھنی تھی۔ سینہ کشادہ مضبوط اور بالوں سے بھرا ہوا تھا۔ عشق و مستی میں آنکھیں ہمیشہ نیم وا رہتیں۔ آپؒ نگاہیں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے جوانی میں آپؒ نے زلفیں رکھی ہوئی تھیں جو پچاس سال کی عمر میں کٹوا دیں۔ جو شخص آپؒ کا چہرہ انور ایک بار دیکھ لیتا پکار اٹھتا!

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ط

حضرت خواجہ محمد بخشؒ طبعًا صفائی اور پاکیزگی پسند تھے۔ آپؒ نے ہمیشہ سادہ لباس زیب تن فرمایا کبھی کبھی آپؒ لمبی آستینوں والی قمیض اور شلوار بھی استعمال کرتے تھے۔ عرس مبارک کے موقعہ پر سیاہ رنگ کا جبہ پہنتے خوشبو اور عطریات کو پسند فرماتے۔ رات کو ذکر و فکر کے وقت آپؒ گندم کے ریشوں سے بنی ہوئی ٹوپی پہنتے اور جمعہ کے روز لباس تبدیل فرماتے۔

عادات و خصائل

حضرت خواجہ محمد بخشؒ نے تمام زندگی شریعت کی پابندی فرمائی آپؒ سنتِ نبویؐ کے سراپا اعلیٰ اور اولیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ آپؒ نے زندگی میں کبھی غلط بیانی نہیں کی۔ آپؒ طبعاً خاموش اور ہمیشہ نرم لہجہ میں گفتگو فرماتے آپؒ سخی اور فیاض ہونے کے علاوہ دنیاوی رعب و دبدبہ سے نفرت کرتے تھے۔ آپؒ ہر سائل کی ہمت افزائی کرتے آپؒ نے تمام زندگی کسی جاندار کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ دورانِ سفر آپؒ لوٹا مصلّٰی تسبیح اور عصا ہمراہ رکھتے۔ تمام زندگی آپؒ نے رزق حلال کمایا اور رزق حلال حاصل کرنے کی تلقین فرمائی آپؒ کا فرمان ہے:-

"جب تک انسان زندہ ہے اس کی روزی موجود ہے۔ روزی کی وقتی کمی اس کا امتحان ہے اہل ایمان روزی کا بھول کر بھی فکر نہیں کرتے بلکہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ اللہ اچھا رزق دینے والے ہیں"

آپؒ حقہ نوشی سے سخت نفرت فرماتے تھے۔ اگر کسی شخص سے غلطی ہو جاتی تو آپؒ انتہائی حلیمی مروّت اور پیار سے اس کی اصلاح فرماتے۔ جب آپؒ محفل میں گفتگو کرتے تو ہر سامع کو یوں احساس ہوتا کہ حضرت خواجہؒ اسی سے مخاطب ہیں۔ آپؒ مجلس میں بڑے چھوٹے کا فرق مٹا دیتے آپؒ صبر جمیل کا مکمل نمونہ تھے۔ تمام عمر ذاتی مفاد اور نفس کی تسکین کی خاطر کسی شخص کو پریشان نہیں کیا اور نہ ہی نقصان پہنچایا۔ خلق خدا سے بلا امتیاز مذہب و ملت ہمیشہ ہمدردی اور حسن سلوک کا برتاؤ کیا۔ دربار عالیہ میں بے ہودہ گفتگو

سے منع فرمایا کرتے تھے ۔ دعائے گنج العرش قیام اور سفر کے دوران تلاوت فرمایا کرتے قدم قدم پر ورد اسم ذات فرماتے، کھانا کھاتے وقت برکت کے لئے اور بعد میں شکر گزاری کے طور پر دعا مانگتے ۔ آپؒ کا فرمان ہے "جب کسی کے گھر میں مہمان جاؤ یا کسی کو دعوت پر بلاؤ تو خیال رہے کہ خود یا مہمان کا پیٹ بھرنے سے قبل اس کے برتن سے سالن ختم ہو جائے تو یہ مہمان کی اپنی غلطی ہو گی اور اگر روٹی دسترخوان سے کم ہو جائے تو یہ میزبان کی غلطی ہے ۔ اس لئے دونوں کو طرفین کا خیال رکھنا چاہئے ۔" آپؒ نے جب کبھی دعا فرمائی تمام اُمتِ نبویؐ کے لئے دعا فرماتے کسی اپنے یا کسی سائل کے کام کی تکمیل پر آپؒ کام کرنے والے کی ذات "اللہ" ہی کی ذات فرماتے ۔ دعوت میں آپؒ کے سامنے کئی کھانے رکھے جاتے لیکن آپؒ ان میں ایک کا انتخاب کر کے اسی سے کھانا کھاتے ۔ کسی دوسرے کھانے کو ہاتھ نہ لگاتے تھے لقمہ چھوٹے سے چھوٹا استعمال کرتے ۔ آپؒ کا ارشاد ہے "لقمہ کافی دیر چبانا چاہئے اس طرح زیادہ بھوک میں تسلی ہو جاتی ہے اور طبعی لحاظ سے بھی یہ طریقہ صحیح ہے ۔" ماہ رمضان میں سُنّت نبویؐ کے تحت کھانا کھاتے، سحری کے وقت دو نوالہ روٹی اور دو گھونٹ دہی، افطاری کے وقت نصف روٹی لنگر کی دال کے ساتھ اور ایک گلاس پانی استعمال کرتے تھے جناب خواجہؒ کی ذات اخلاق ۔ شریعت اور طریقت کا ایک نمونہ تھی ۔

ایک شخص حضرت خواجہؒ سے کچھ رقم ادھار لے گیا ۔ کافی مدت گزر گئی لیکن وہ رقم واپس کرنے نہ آیا اور نہ ہی آپؒ نے اس سے رقم طلب فرمائی ۔ ایک روز اسی گاؤں کا ایک اور شخص بگے خاں

حضرت خواجہؒ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا۔ جو اس آدمی کو جانتا تھا باتوں باتوں میں اس نے مقروض آدمی سے رقم واپس دلوانے کی پیشکش کی۔ آپؒ نے بجائے بگے خاں کے ذریعہ رقم طلب کرنے کے لئے بگے خاں کے ساتھ اس آدمی کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں پتہ چلا کہ اس کے گھر میں کھانے تک کو آٹا نہیں اور وہ دوسرے گاؤں گندم لینے گیا ہوا ہے۔ آپؒ خاموشی سے واپس تشریف لے آئے ایک ماہ کے بعد آپؒ دوبارہ اس کے گھر تشریف لے گئے وہ آدمی اس بار بھی گھر پر موجود نہ تھا اس کی بیوی چکی پر آٹا پیس رہی تھی۔ آپؒ نے رقم کا تقاضا کرنے کی بجائے خیال فرمایا اگر اس شخص کے گھر میں رقم ہوتی تو بازار سے پسا ہوا آٹا بھی لا سکتا تھا۔ حقیقتاً یہ اب بھی تنگی میں ہے آپؒ خاموشی سے واپس تشریف لے آئے۔ پھر کبھی بھی اس کے گھر رقم لینے نہ گئے۔ آپؒ نے صاحبزادہ جناب محمد عارف حسینؒ کو حکم فرمایا ہوا تھا۔ جب کسی سے قرض لو کاغذ پر لکھ لیا کرو تاکہ اس کی ادائیگی کر سکو لیکن اگر کسی سے رقم لینی ہو تو بھول جانا اس سے کچھ طلبی مت کرنا۔

حضرت خواجہؒ نے سینکڑوں یتیم بچوں اور لڑکیوں کی امداد فرمائی اور بیوگان کا قرض اپنی جیب سے ادا فرمایا۔ آپؒ ہر ماہ ہزاروں بیوہ عورتوں کو خرچ مہیا فرماتے تھے۔

آپؒ نے تا حیات سخاوت مال اور سخاوت روحانی فرمائی۔ آپؒ کے پاس جو شخص جس وقت بھی آیا۔ آپؒ نے ہر وقت آنے والوں کی روحانی تربیت فرمائی۔ اس کی تربیت یہاں تک فرماتے کہ اس کا چلنا بیٹھنا کھانا اور لیٹنا سب ذکر اسم ذات کا تابع ہو جاتا۔

آپؒ کی ازواج

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے چار شادیاں فرمائیں آپؒ کی پہلی شادی موضع لکھن شریف میں ہوئی۔ جو کچھ عرصہ بعد لاولد فوت ہو گئیں۔ آپؒ کی دوسری شادی آپؒ کے ماموں کے ہاں ہوئی جن کے بطن سے چار اولادیں ہوئیں یہ بھی رحلت فرما گئیں۔ پھر آپؒ نے عارفہ صادقہ وقت جنابہ عائشہ بی بی سے عقد فرمایا جن کے بطن سے آٹھ اولادیں ہوئیں۔ جن میں بیشتر اولادیں اوائل عمری ہی میں فوت ہو گئیں اور یہ اعزاز جناب عائشہ بی بی ہی کو حاصل ہے کہ والی دربار عالیہ صاحب اعجاز سلطان الاولیاء جناب پیر محمد عارف حسینؒ دام اقبالہ سجادہ نشین دربار لکھن شریف آپ ہی کی اولاد ہیں۔ آپؒ نے چوتھی شادی ملک پور میں کی جو حضرت قبلہ عالمؒ کی رحلت کے بعد فوت ہوئیں۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوا فِینَا لَنَهدِینَّهم سُبُلَنَا و انَ اللّٰه لِمَع المحْسِنِیْن ط

ترجمہ:- اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے دین کے کام میں کوششیں کیں انہیں ہم اپنے راستے ضرور دکھاتے ہیں اور تحقیق اللہ ان کا ساتھی ہے۔ (القرآن)

اقدام شریعت

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے دربار عالیہ میں پہلے مسجد کی تعمیر فرمائی۔ آپؒ مریدین کی روحانی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام فرماتے سلسلہ طریقت میں داخلے کے بعد مرید کو نماز پنجگانہ ورد کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ ہر سانس اور ہر قدم کے ساتھ ورد اسم ذات کی یوں تلقین فرماتے کہ چلتے ہوئے جب بایاں پاؤں اٹھے تو "اللہ" اور دایاں پاؤں اٹھے "ہو" اسماء کی آواز نکلے اس اقدام سے جس کام کے لئے جانا ہو جلد پہنچ ہو جاتی ہے۔ آپؒ کا فرمان ہے "کثرت سے درود شریف پڑھنے والے اور سخی ولی ہو جاتے ہیں۔"

آپؒ نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد۔ اشراق اور نماز چاشت بھی ادا فرماتے تھے۔ نماز تہجد کے بعد "یا اللہ" "یا ھادی" "یا نور" کا ورد۔ بعد ازیں سورہ مزمل کی تلاوت اور دعائے گنج عرش پڑھتے تھے۔ آپؒ اکثر ختم طریقت اور ختم خواجگان بھی پڑھا کرتے تھے

نماز فجر میں آپؒ سنت کی رکعتیں گھر پر ادا کرتے ۔ وہیں سورہ یاسین تلاوت فرماتے پھر فرضوں کی نماز کے لئے مسجد میں آ جاتے نماز کے بعد درود شریف اور درود اکبر پڑھا کرتے تھے ۔ نماز اشراق میں ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ تین بار سورہ اخلاص ایک بار آیت الکرسی پڑھ کر ادائیگی نماز کرتے ۔ آپؒ نے مریدین کو اوقات ذکر یوں سمجھائے کہ مرید اللہ جل شانہٗ کی طرف ہر وقت متوجہ رہے ۔ یعنی نماز فجر سے نماز ظہر کے درمیانی وقت میں کلمہ تمجید نماز ظہر سے نماز عصر کے درمیانی وقت میں آیت کریمہ ۔ نماز عصر سے نماز مغرب کے درمیانی وقت میں "اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ" اور نماز مغرب سے نماز عشاء کے درمیانی وقت میں کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہنا چاہئے ۔ آپؒ کلمہ طیبہ کا ذکر دوزانو ہو کر فرمایا کرتے تھے اور ذکر اسم ذات میں اسم اللہ کے ساتھ سیدھے رہتے اور اسم ہو ادا کرتے ہوئے رکوع تک جھک جایا کرتے تھے آپؒ نے تمام زندگی کبھی نماز قضا نہیں کی آپؒ کا فرمان ہے :-

"محبوب حقیقی کو پانے کے لئے سچا یقین ۔ عجز و انکساری لازمی امور ہیں ۔ دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے بیعت کرنی حرام ہے ۔" فرمایا کرتے تھے کہ تین آدمیوں کو مسلمان بننا بڑا مشکل ہے ان کے لئے بہت سے خطرات ہیں ۔ ۱۔ سیّد ۲۔ صاحبزادہ ۳۔ عالم ۔ اگر یہ تینوں صحیح مسلمان بن جائیں تو لاکھوں انسانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔ آپؒ کا ارشاد ہے نقشبند کا مفہوم یہ ہے کہ سالک اپنے پیر کا نقشہ بنائے ۔ پھر نماز کے متعلق ارشاد فرمایا نماز تصور شیخ میں جسم کو ڈھالتی ہے ۔ جب تصور شیخ مکمل ہو جائے تو دادا مرشد پھر پڑدادا مرشد

علیٰ ہذالقیاس جناب رسول اللہ ﷺ تک یونہی نقشہ بنایا جائے۔

آپؒ کا فرمان ہے کھانا فرض ہے اور سلام کا جواب دینا سنت ہے جب فرض ادا ہو رہا ہو تو سنت ادا نہیں کی جا سکتی۔

حضرت صاحب خواجہؒ مریدین کو تلقین فرمایا کرتے تھے ہر وقت ذکر میں رہو۔ کیونکہ جو انسان اللہ کے ذکر میں رہے اسے کوئی تکلیف اور درد نہیں ہوتا۔

اسم ذات کے ذکر کرنے کے بارے میں مریدین کو بار باریوں تلقین فرمائی کہ وہ اللہ پاک کی ذات کو ایک لمحہ بھی نہ بھولیں۔ آپؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے اللہ ہو دو صیغے ہیں ایک سانس میں اللہ اور دوسرے میں ہو کہنا چاہئے۔ نیز فرمایا شیطان موت کے وارد ہونے تک حملہ آور ہوتا رہتا ہے اس لئے کلمہ سے نسبت کسی ذریعہ ضرور پیدا ہو جانی چاہئے۔

عنایت علی خادم دربار عالیہ راوی ہے کہ اسے حضرت صاحبؒ نے فرمایا تھا کلمہ شریف بہشت کا ٹکٹ ہے جو روح کلمہ کی تعمیر میں رہے گا وہ دو جہانوں میں بری ہو گا۔ اور ذکر کلمہ کے متعلق فرمایا اس کا طریقہ یہ اختیار کرنا چاہئے کہ سالک حق کا یعنی مرشد کا تصور کرے پھر دل پر تین بار ایسے تکبیر چلائے جیسے بکرے کی گردن پر تکبیر یعنی تین بار اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کہے پھر ورد کلمہ شروع کر دے۔

آپؒ کا فرمان ہے ہر شخص کے تین نفس ہوتے ہیں:۔

نفس امارہ:۔ جو دنیا کی خواہشوں اور ان کی طلبی میں رجوع رکھتا ہے۔

نفس لوامہ :- کبھی خدا اور کبھی دنیا کی طرف رجوع رکھتا ہے۔

نفس مطمئنہ قلبی :- جب یہ قید لگتی ہے تو نفس قید ہو جاتا ہے اور پھر روح ہر جگہ پرواز کرتی رہتی ہے۔

اس لئے سالک کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ ہمیشہ مرشد و ہادی کا تصوّر کر کے ذکر و فکر میں مشغول رہے۔ حضرت صاحب خواجہؒ کی تمام زندگی شریعت کے اہتمام میں گزری درج ذیل واقعہ اس کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے۔

حضرت صاحب خواجہؒ نے اپنے بھتیجے اللہ دتہ کی شادی کے لئے خیال فرمایا اور رشتہ کی تلاش چوہدری نبی بخش۔ منشی حسن علی۔ محمد علی اور اس کی ہمشیرہ فاطمہ بی بی کے ذمہ ڈالی۔ یہ لوگ لونگ والا کے مشمولہ علاقہ کرچ پورہ سے ایک غیر برادری سے لڑکی کا رشتہ لے آئے۔ لڑکی والوں نے لڑکی کے چچا فرید خاں کو اپنا مختار بنایا۔ چوہدری نبی بخش وغیرہ لڑکی والوں سے بات چیت کر کے دربار عالیہ آئے اور تمام حالات تفصیل سے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں عرض کر دیئے جن میں ایک بات یہ بھی تھی کہ لڑکی والے شادی کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت صاحب خواجہؒ نے انسانی ہمدردی کے تحت شادی کے تمام اخراجات لڑکی والوں کو روانہ فرما دیئے۔ شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔

چونکہ لکھن شریف سے کرچ پورہ کا فاصلہ کافی تھا اس لئے حضرت صاحب خواجہؒ دو یوم قبل بارات لے کر چل دیئے تاکہ مقررہ تاریخ کے مطابق لڑکی والوں کے گھر پہنچا جا سکے پہلے دن برات موضع

"لوپوکے" تحصیل انبالہ ضلع امرتسر سید غلام یاسین کے گھر ٹھہری۔ جس نے بارات کو موضع کے ایک سکھ نتھا سنگھ کی حویلی میں ٹھہرایا۔ لوپوکے میں ہزاروں سکھوں کی آبادی تھی جب بارات آپؒ کی معیت میں یک زبان ہو کر کلمہ طیبہ کا ذکر کرتی تو سکھوں کی کافی تعداد اس حویلی میں جمع ہو کر کلمہ طیبہ کو سنتی۔ قیام کے بعد جب بارات کرچ پورہ کے لئے روانہ ہونے لگی تو سکھوں کے بڑے بزرگ حضرت صاحب خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ بارات ایک روز روک لی جائے کیونکہ کلمہ طیبہ ان کے دلوں پر اثر کر چکا ہے۔ وہ اس مجلس میں اور بیٹھنا چاہتے ہیں۔ حضرت صاحب خواجہؒ نے فرمایا اب رات رہنے کا کوئی وقت نہیں اگلے گھر والوں سے وعدہ کیا ہوا ہے اور تاریخ مقرر ہے وعدہ ایفائی ضروری ہے۔ آپؒ بارات لے کر چل دیئے راستے میں سکھوں کے کئی گاؤں آئے۔ جن کی خواہش رہی کہ حضرت صاحب خواجہؒ وہاں رُکیں لیکن وعدہ کے تحت حضرت صاحب خواجہؒ بارات لئے چلتے گئے۔ موضع چوچک وال منشی حسن علی کے گھر دس منٹ کے لئے رُکے۔ گاؤں کے تمام لوگوں کے لئے دعا فرمائی اور پھر کرچ پورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستے میں موضع "مدھ" سے شیر محمد زمیندار ایک صوبے دار اور اس کا لڑکا ولی محمد اور خلیفہ فضل دین آپؒ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ شاملان نے بارات میں نعت خوانی شروع کی اور بلند آواز میں ذکر کلمہ طیبہ کیا۔ بارات دریا راوی کے کنارے پہنچی تو وہاں کوئی پل نہ تھا اور سواری کے بغیر دریا سے گزرنا ناممکن تھا۔ آپؒ نے اپنی گھوڑی دریا میں اتار دی اور بارات کو اپنے پیچھے دریا سے گزرنے کا حکم فرمایا تمام بارات دریا سے پار جا اتری۔

بارات نماز مغرب کے وقت کرچ پورہ اس حالت میں داخل ہوئی کہ ذکر کلمہ طیبہ بلند آواز سے یک زبان جاری تھا۔ اسی طرح جب بارات لڑکی والوں کے گھر کے قریب پہنچی تو لڑکی کا چچا فرید خاں دونوں ہاتھ اٹھائے بارات کے سامنے آکھڑا ہوا اور بلند آواز میں کہنے لگا۔ بس کرو جی! بس کرو! یہ تم لوگوں نے کیا ڈھکونسلا بنا رکھا ہے۔ ہم لڑکی کی شادی کر رہے ہیں یا جنازہ اٹھایا جا رہا ہے نہ آپ باجہ لائے ہیں نہ ناچنے والے ساتھ ہیں لولو کرتے آگئے ہیں۔ حضرت صاحب خواجہؒ نے فرید خاں کو جواباً فرمایا بھئی ہم تو بھول کر آگئے ہیں ہم نے تو آپ کو مسلمان سمجھا تھا ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کلمے کے منکر ہیں اور جو کلمے کا منکر ہو اس سے ہمارا کیا سروکار اور اسی لمحے آپؒ بارات لے کر واپس چل دیئے۔ نماز مغرب کا وقت تنگ ہو رہا تھا آپؒ نے لونگ والا میں رُک کر نماز ادا فرمائی اتنے میں لڑکی والے بھاگتے ہوئے آ پہنچے اور حضرت صاحب خواجہؒ کو واپس لے جانے کے لئے منت سماجت کرنے لگے۔ مجلس سے چوہدری نبی بخش بھی لڑکی والوں کا سفارشی بن کر ان کی معافی کا خواہستگار ہو گیا۔ حضرت صاحب خواجہؒ بارات لے کر کرچ پورہ کے لئے واپس چل دیئے لیکن چلنے سے پہلے باراتیوں کو حکم فرمایا سب خاموش ہو کر چلو۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ کی رحمت سے محروم ہیں بارات رات کے وقت کرچ پورہ پہنچی لڑکی والوں نے بارات کے لئے کوئی انتظام نہ کیا بلکہ "سرکڑے" کی صفیں بنا کر ڈالی ہوئی تھیں۔ جس پر بارات بیٹھ گئی ایک شخص کے کہنے پر وہ لوگ ایک چارپائی اٹھا لائے جس پر حضرت صاحب خواجہؒ کو بٹھایا گیا۔ لڑکی والوں نے نہ تو بارات کو پانی پلایا اور نہ ہی کھانا کھلایا۔ اسی حالت

میں سحری ہو گئی لڑکی والوں نے سحری کے وقت بارات کو کھانا دیا حضرت صاحب خواجہؒ نے کھانا کھانے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا۔ مسئلہ اجازت نہیں دیتا کیونکہ جب تک آپ کا اور ہمارا رشتہ نہیں ہو جاتا کھانا جائز نہیں۔ بارات میں ولی عہد دربار عالیہ بھی شامل تھے حضرت صاحب خواجہؒ نے انہیں فرمایا کہ کھانا کھالو لیکن ان کی طبیعت کھانے پر اس لئے رجوع نہ ہوئی کہ حضرت صاحب خواجہؒ نے ابھی تک کھانا تناول نہیں فرمایا ہوا تھا۔ حضرت صاحب خواجہؒ نے ولی عہد کو حکم فرمایا کھانا کھالو اس حکم کی تعمیل میں ولی عہد صاحب نے چاولوں کے دو تین نوالے تناول فرمائے۔ ساتھ ہی ان کی طبیعت بدل گئی آپ باہر نکل آئے تو انہیں قے ہو گئی اور معدہ سے ہر چیز باہر آ گئی۔ اسی اثناء میں حضرت صاحب خواجہؒ کا پھر لڑکی والوں سے جھگڑا ہو گیا آپؒ فرما رہے تھے ہم نے تو مسلمان سمجھ کر آپ کے ہاں رشتہ کیا تھا اگر آپ کو پسند نہیں تو رشتہ نہ رہا اور ساتھ ہی آپؒ بارات لے کر پھر لونگ والے چل دیئے۔ آپؒ کے اس اقدام سے لڑکی والوں پر ظاہر ہو گیا کہ کلمہ طیبہ ہی دین دنیا ہے اس کے سامنے ہر چیز ہیچ ہے۔ نماز فجر آپؒ نے لونگ والا میں ادا فرمائی صبح کے وقت لڑکی والے گاؤں کے دیگر لوگوں کے ساتھ لونگ والا میں پھر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منت سماجت کرنے لگے۔ لیکن حضرت صاحب خواجہؒ نے ان کے سامنے یہ شرط رکھ دی کہ وہ لوگ ثبوت دیں کہ وہ مسلمان بھی ہیں اور کلمہ سنائیں سب لوگوں نے کلمہ سنایا اور گزرے ہوئے واقعات پر معافی مانگنے لگے۔ حضرت صاحب خواجہؒ نے انہیں معاف فرما دیا اور بارات لے کر کرچ پورہ تشریف لے آئے

جب بارات لڑکی والوں کے گھر میں داخل ہوئی تو انہوں نے حضرت خواجہؒ - ولی عہد جناب محمد عارف حسینؒ - چوہدری نبی بخش - دولہا اللہ دتہ - سیف علی - لال دین صاحبان کے لئے باراتیوں سے علیحدہ بیٹھنے کا انتظام کیا اور سویاں سے ناشتا پیش کیا۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا اس وقت تک ناشتہ نہیں کھایا جائے گا جب تک نکاح نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ شرع اجازت نہیں دیتی لڑکی والوں نے فوری طور پر رسم نکاح ادا کی - تو حضرت صاحب قبلہؒ نے کھانا تناول فرمایا۔ آپؒ کو دیکھ کر تمام بارات نے کھانا کھایا رخصتی کے بعد بارات چوچک وال میں رات رکی - صبح لکھن شریف کے لئے روانہ ہو گئے چند یوم گزرے کرچ پورہ سے فرید خاں حاضر خدمت ہوا۔ حضرت صاحب خواجہؒ نے خلیفہ حاکم دین کو حکم فرمایا ایک چارپائی لا کر ان کے سامنے رکھ دو اور پھر غلام فرید خاں کو اس پر بٹھا دیا اور حاکم دین کو فرمایا - فرید خاں کی چارپائی پر سر اور پاؤں کی طرف مصری کے بڑے بڑے ڈھیر لگا دو اور جب پانی مانگے اس کو مصری کا شربت پلاؤ - اسی موقعہ پر چند نعت خواں کھڑے ہو گئے اور بقایا لوگ ایک حلقہ کی صورت میں ارد گرد کھڑے ہو گئے اور ذکر پاک شروع ہو گیا - حضرت صاحب خواجہؒ تخت پر تشریف فرما تھے جب ذکر عروج پر پہنچا تو حضرت صاحب خواجہؒ نے یکبارگی "اللہ" کا بلند آواز میں نعرہ لگایا - دائرے میں کھڑے ہر شخص پر وجد طاری ہو گیا اور فرید خاں اچھل کر چارپائی سے نیچے آ گرا اور وجد کی حالت میں ہو گیا - جس سے اس کی قمیض پھٹ گئی وہ تین گھنٹہ تک اس حالت میں رہا حضرت صاحب خواجہؒ نے اسے پکڑ کر پُر سکوں کیا تو وہ مسلمان ہو چکا تھا - اس کے ذہن سے غرور اور راجپوتی کی

بو نکل چکی تھی وہ اپنی زبان سے کلمہ طیبہ کا ورد کرنے لگا ادھر دلہن کا یہ حال تھا کہ نماز مغرب کے بعد اس پر وجد طاری ہو جاتا اور وہ وجد کے دوران ایک ہی بات کہتی۔ "پیر سچا ہم جھوٹے۔" لوپو کے سکھ جو آپؒ کی مجالس میں تین سال تک رہے وہ ظاہرًا تو سکھ رہے لیکن کھڑے کھڑے لَآ اِلٰہَ الا اللہ پڑھتے اور مُحَمَّدٌ الرسُولُ اللّٰہ کہتے ہوئے سر جھکا لیتے۔

حضرت خواجہؒ نے ایک درویش کو فرمایا تمہیں معلوم ہے اوتر کسے کہتے ہیں ؟ آپؒ نے اس لفظ کی تشریح فرماتے ہوئے کہا۔ عام فہم میں اسے کہتے ہیں جس کی اولاد نہ ہو لیکن حقیقت نہیں اوتر اُسے کہتے ہیں جس کو اس کی موت کے بعد کلام اللہ پڑھ کر بخشنے والا کوئی نہ ہو۔

آپؒ نے ایک موقع پر فرمایا پہلوان وہ ہے جو اپنے غصے پر قابو پالے اور نفس پر قابو رکھے۔

حاجی عبدالطیف ساکن پسرور راوی ہیں کہ حضرت خواجہؒ نے اسے اور دیگر چند درویشوں کو کھیتوں سے گندم اٹھوانے اور گھر پر پہنچانے کا حکم صادر فرمایا۔ جب ہم سب لوگ حضرت خواجہؒ کی رہائش گاہ پر پہنچے تو دروازہ پر حضرت صاجزادہ محترم پیر محمد عارف حسین کھڑے تھے۔ انہوں نے ہم سب سے پوچھا تم سب غلہ لے کر آئے ہو تمہارے پاس راہداری ہے ہم سب خاموش رہے۔ بالآخر ایک نے ہم میں سے صاجزادہ محترم کو کلمہ طیبہ پڑھ کر سنایا اور عرض کی کہ ان سب کے پاس یہی راہداری ہے۔ صاجزادہ نے فرمایا بے شک یہ دنیا اور آخرت دونوں کی راہداری ہے۔ آپ دروازہ سے ایک طرف

ہٹ گئے ہم سب گندم لے کر دالان میں داخل ہو گئے۔

آپؒ نے ایک درویش کو فرمایا باشریعت کوئی بھی مشقت کرو وہ عبادت ہو گی۔

آپؒ مرید کو ذکر اسم ذات شدت سے کرواتے یہاں تک کہ پانی پیتے وقت بھی ذکر کا جاری رکھنے کا فرماتے اور وہ یوں کہ جب پانی کا گھونٹ منہ میں جائے تو "اللہ" اور جب گھونٹ گلے سے گزرے تو "ہو" پڑھا جائے۔

آپؒ نے لیٹنے کی تربیت یوں فرمائی کہ ہمیشہ دائیں کروٹ لیٹو اور اللہ کے ساتھ سانس جاری رکھو۔

یَا ایُّھا النَّاس کلو مِمَّا فِیْ الارضِ حَلٰلا طیّبا ○

"اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں حلال پاکیزہ" ۔ (القرآن)

سلسلہ روزگار

حضرت صاحب خواجہؒ نے اوائل عمری میں والد کے ساتھ گاڑی بانی سے بار برداری کا پیشہ اپنایا تھا جو بعد میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے چھوڑ کر پیشہ زمینداری اپنایا گیا۔ آپؒ نے تمام زندگی اپنے تمام امور اپنے ہاتھوں سر انجام دیئے اول کاروبار میں سے دوئم زمیندارہ سے جو کچھ کمایا راہ حق میں خرچ فرما دیا آپؒ کا فرمان ہے۔

"دنیاوی مال امانت ہے۔ جب تک اسے واپس نہ کیا جاوے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔"

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰه ط
وَاللّٰه رَءُوْفٌ بِالْعِبَاد ○

اور لوگوں میں ایک شخص وہ ہے جو بیچتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا جوئی میں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ (القرآن)

مقام بندگی

حضرت خواجہ جناب محمد قاسمؒ کی قدم بوسی کے لئے گئے موہڑہ شریف پہنچنے کے لئے مری کے پہاڑوں پر سے گزرنا پڑتا ہے۔ سردیوں کا موسم تھا۔ پہاڑوں پر برف باری ہو چکی تھی۔ ہر طرف برف ہی برف پڑی تھی حضرت صاحب خواجہؒ نے عقیدت اور بندگی کے تحت اپنے جوتے اتار کر کمر سے باندھ لئے اور خود ننگے پاؤں سفر کرنے لگے۔ اسی حالت میں جب آپؒ خواجہ محمد قاسمؒ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو غوث الامت نے آپؒ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔ خواجہؒ آپ تو لاہوری علاقہ کے رہنے والے ہیں پہاڑوں پر آتے ہوئے پاؤں کو ٹھنڈک تو بہت لگی ہو گی۔ حضرت خواجہؒ نے عرض کی بابا جی! میرا دھیان تو آپؒ کی طرف تھا مجھے ٹھنڈک کیسے لگ سکتی تھی۔

حضرت صاحب خواجہؒ نے اپنی خدمت اور بندگی سے جو مقام بارگاہ غوث امت جناب محمد قاسمؒ میں پایا ہوا تھا۔ اس کی بنا پر حضرت خواجہ محمد قاسمؒ آپؒ کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ

نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں اور اتنے ہی خلفاء مجھ میں سے ہیں میرے ان خلفاء میں سے پانچ خلفاء افضل ہیں ان پانچ میں سے دو افضل تر ہیں۔ لیکن ان دو میں سے بھی ایک افضل تر ہے اور وہ ہیں خواجہ محمد بخشؒ لاہور والے میرے تمام خلفاء میرے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ میں اپنی نگاہ کو اگر ذرا ادھر سے ادھر کر دوں تو سب گر کر ناکام ہو جائیں۔ لیکن خواجہ محمد بخشؒ اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں اور ان کو کوئی خوف و خطر نہیں۔

۱۹۳۶ء بمطابق ۱۲ ساڑھ ۲۰۰۰ بکرمی غوث الامت جناب محمد قاسمؒ نے دربار موہڑہ شریف میں ایک اجلاس عام فرمایا۔ جس میں آپؒ کے خلفاء مریدین اور عقیدتمندان کے علاوہ حضرت صاحب خواجہؒ بھی حاضر تھے۔ اسی روز تقریباً ۸ بجے خواجہ خواجگان جناب محمد قاسمؒ نے عوام کو صف بندی کا حکم فرمایا۔ جب شاہ وقت کے حکم کی تعمیل ہو چکی تو غوث الامت تشریف فرما ہوئے اور پھر حضرت خواجہ صاحبؒ کو طلب فرما کر اپنی دائیں جانب کھڑے ہونے کا حکم فرمایا۔ لاکھوں نگاہیں حضرت خواجہ محمد بخشؒ پر مرتکز تھیں ہر نگاہ میں رشک آمیز کیفیت طاری تھی۔ غوث الامت جناب محمد قاسمؒ نے اپنی دستار مبارک اتاری اور اسے حضرت صاحب قبلہؒ کو دیتے ہوئے فرمایا اس کا ایک سرا پکڑے رکھو اور دوسرے حصہ کو لمبا کر دو پھر مجمع عام کو مخاطب کر کے فرمایا سب لوگ اپنی پگڑیوں کو میری دستار کے ساتھ باندھتے جائیں۔ ایک کے بعد دوسرا پگڑی کو لمبا کرتا جائے عوام تعمیل حکم پر مستعد ہو گئے۔ پگڑیاں سروں سے اترتی جا رہی تھی اور ایک کے بعد ایک سے منسلک ہوتی جا رہی تھی۔ یوں

لمبائی ایک میل پر جا رکی - خدام نے خدمت خواجہ محمد قاسمؒ میں تعمیل حکم کی اطلاع دی تو خواہ محمد قاسمؒ نے حکم فرمایا - سب لوگ اس پگڑی کو پکڑ لیں ہر شخص نے تعمیل حکم کے وقت سوچا اب اسے ہی کچھ ملے گا - تمام نگاہیں حضرت خواجہ خواجگان جناب محمد قاسمؒ کی طرف اٹھی ہوئی تھیں دربار عالیہ سے اسی وقت اعلان ہوا - "سب لوگ سن لیں تم سب خواجہ محمد بخشؒ کے مرید ہو یک بیک سب نگاہیں سجدہ ریز ہو گئیں جن میں اقرار تھا - آپؒ جو بھی فیصلہ کرتے ہیں وہ بہتر ہوتا ہے آپؒ سب علموں کے مالک ہیں" - پھر اسی لمحہ جناب خواجہؒ کو حکم ہوا خواجہؒ حاضرین کو کلمہ طیبہ پڑھائیں آپؒ نے تعمیل ارشاد میں حاضرین کو تین بار کلمہ طیبہ کا ورد کرایا - فضائیں جھوم اٹھیں اور حاضرین پر وجد طاری ہو گیا یوں محسوس ہوتا تھا - ورد کلمہ کے الفاظ حاضرین کی روح کی گہرائیوں میں اتر گئے ہیں - حاضرین کو ایک بار پھر دربار عالیہ سے اعلان کی طرف متوجہ ہونا پڑا غوث الامت کی طرف سے فرمایا جا رہا تھا - جو لوگ مجھ سے محبت رکھتے ہیں وہ خواجہ محمد بخشؒ کو ملیں اور جو خواجہ محمد بخشؒ سے محبت رکھتے ہیں وہ مجھ سے ملیں - "اب مجھ میں اور ان میں کوئی فرق نہیں - ہمارا ایک ہی معاملہ ہے" -

برطانوی حکومت کا دور دنیا میں ریشہ دوانیوں اور عصبیت کا دور تھا - صوبہ سرحد اور علاقہ غیر کے مریدین صاحبزادہ پیر نذیر احمد صاحب المعروف ولی عہد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجتماعی طور پر عرض کی کہ ان کے علاقہ کا کوئی بادشاہ نہیں - اس لئے علاقہ یاغستان کو فتح کر کے وہاں وہ ان کی حکومت قائم کرنا چاہتے

ہیں ۔ جناب ولی عہد صاحب نے دربار عالیہ موہڑہ شریف میں دیگر صاحبزادگان کے سامنے اس تجویز کو رکھا جس پر بالاتفاق فیصلہ ہوا کہ مریدین کے مشورہ پر عملدرآمد ہو جانا چاہئے ۔ ولی عہد صاحب سرحدی علاقہ کے خیال کے تحت حکومت برطانیہ سے امداد کے طالب ہوئے ۔ جو کارپردازان حکومت کے منتخب نمائندوں سے بات چیت کے بعد حکومت برطانیہ دو صد رائفلیں اور دو خچر دینے پر رضا مند ہو گئی ۔ اتنے بڑے منصوبہ کے لئے ایک کثیر رقم کی بھی ضرورت تھی ۔ لہٰذا یہ بھی فیصلہ ہوا کہ مختلف علاقوں کے دورے کر کے فوج کے لئے فنڈ اکٹھے کئے جائیں ۔ پھر ولی عہد صاحب نے خود اور دیگر صاحبزادگان اور خلفاء خاص اور عام مریدین میں حکومت کے عہدوں کی تقسیم کر کے نامزدگیاں کر دی گئیں ۔ جب اس منصوبہ کا علم حضور شاہ وقت غوث الامت کو ہوا ۔ تو آپؒ نے ولی عہد صاحب کو فرمایا ۔ وہ ایک جھنڈا عطا کئے دیتے ہیں ۔ اسے جس علاقہ میں لگاؤ گے وہ سب لوگ مرید ہو جائیں گے ۔ یوں نیابت بھی قائم ہو جائے گی اور بادشاہت کا شوق بھی پورا ہو جائے گا لیکن صاحبزادگان بالاتفاق نہ مانے اور عرض کیا کہ وہ زور بازو سے علاقہ فتح کر کے حکومت قائم کریں گے ۔ لہٰذا حسب پروگرام حکومت برطانیہ سے دو صد رائفلیں حاصل کی گئیں اور خلفاء مریدین میں وعظ کر کے فنڈ اکٹھا کیا گیا ۔ مریدین کی فوج تیار کر کے ولی عہد صاحب علاقہ یاغستان کو زیر کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ۔ دوسری جانب حضرت خواجہ عالمؒ کو بھی ان حالات کا علم ہو گیا کہ صاحبزادگان دربار عالیہ حضرت غوث الامت جناب محمد قاسمؒ کے منع کرنے کے

باوجود مہم پر روانہ ہوئے ہیں۔ اب ایک طرف تو حضرت قبلہؒ اس بات پر نظر رکھے ہوئے تھے کہ وہ نتائج جو غوث الامتؒ کی ناپسندیدگی کی بناء پر پیدا ہونے ہیں وہ کیسے محاصرہ ہوں گے اور دوسرے اخراجات اور اتنے بڑے منصوبے کی ناکامی یا کامیابی کے بعد حالات غلط رخ اختیار نہ کرلیں۔ کچھ عرصہ بعد ولی عہد مع فوج مریدین راشن اور فنڈ کی کمی کے باعث ناکام ہو کر واپس آ گئے۔ برطانوی حکومت کے کارندے جنہوں نے صرف اس خیال کے تحت ولی عہد صاحب کو اسلحہ دیا تھا کہ ایک ایسا علاقہ جو کافی جانی مالی قربانی دے کر فتح ہونا تھا اب خود بخود فتح ہو کر ان کے زیر نگیں آ رہا تھا۔ مہم کی ناکامی کے بعد کارپردازان حکومت برطانیہ ولی عہد صاحب سے ناراض ہو گئے اور راولپنڈی میں ایک مکان میں آپ کو نظر بند کر دیا اور یہاں تک پابندی لگائی کہ ولی عہد صاحب دربار عالیہ موہڑہ شریف تک بھی نہ آ جا سکتے تھے۔ پھر ولی عہد صاحب پر غلط قسم کے سیاسی الزامات لگا کر ولی عہد صاحب کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے اور ایک کرنل کو آپ کی گرفتاری پر مامور کیا گیا۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے جب ان واقعات کو اپنی باطنی نظر سے دیکھا کہ کرنل گرفتاری کے لئے ولی عہد صاحب کے رہائشی لان میں داخل ہو گیا ہے تو کرنل کی طرف غور فرمایا۔ پیشتر اس کے کہ کرنل گرفتاری کے لئے عرض کرتا وہ حضرت صاحب خواجہؒ کی نظر خاص دیکھنے سے لان میں ادھر ادھر گھومنے لگا۔ لیکن گرفتاری کے لئے آگے نہ بڑھتا تھا آخر ولی عہد صاحب نے اس انگریز کرنل کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ وہ لان میں بے مقصد کیوں گھوم رہا ہے۔ تو انگریز

کرنل نے اپنی آمد اور مدعا کے متعلق بتلایا لیکن اس کے ساتھ ہی
عرض کی۔ اگر ولی عہد صاحب اسی وارنٹ پر لکھ دیں کہ وہ اب بھی
حکومت برطانیہ کے دوست ہیں تو وہ مل ملا کر معاملہ رفع دفع کرا
دے گا۔ جناب ولی عہد صاحب نے بغیر کسی تامل کے اس کے
مشورہ پر عمل کرتے ہوئے لکھ دیا۔ ولی عہد محترم قریب اڑھائی
سال تک اس نظر بندی میں رہے جو غوث الامت کے حکم نہ ماننے
پر ایک تادیبی کارروائی تھی اور کچھ خطرناک قسم کے نتائج پیدا ہونے
کا احتمال ہو چکا تھا جو حضرت صاحب خواجہؒ کی روحانی توجہ اور رابطہ
سے رفع دفع ہو گیا۔ اسی نظر بندی کے دوران پیر ہارون الرشید
صاحب تولد ہوئے ولی عہد صاحب قریباً ۸۴۰۰۰ روپیہ کے مقروض
ہو چکے تھے اب وسائل نظر نہ آتے تھے کہ ولی عہد صاحب ادائیگی
کر سکیں۔ حضرت صاحب خواجہؒ کو جب حالات علم میں آئے تو
آپؒ نے کلکتہ کے دو سیٹھوں کی طرف توجہ فرمائی اور انہیں حکم
فرمایا کہ وہ جناب ولی عہد صاحب کے حالات کے تحت ان کی
خدمت میں حاضر ہو کر نذرانہ پیش کریں۔ وہ دونوں سیٹھ کلکتہ سے
چلے راولپنڈی میں ولی عہد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
عقیدت کا اظہار کیا۔ پھر دونوں نے چوراسی ہزار روپیہ جناب ولی عہد
کی خدمت میں پیش کیے۔ پھر حضرت خواجہ غوث الامت جناب محمد
قاسمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ولی عہد صاحب اور صاحبزادگان کے
لئے معافی دلوانے کا واسطہ بن گئے۔ اس طرح جناب خواجہؒ نے
اپنے پیر خانہ سے اپنی وابستگی اور عقیدت و بندگی کا اظہار کر دیا۔

جناب خواجہ صاحبؒ کو اپنے مرشد خانہ سے کس قدر والہانہ اُنسیت اور عقیدت تھی اور آپؒ کس حد تک ہر قربانی کے لئے تیار رہتے تھے۔ آپؒ کے اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ لاہور میں نیڈو کمپنی ایک انگریز کی ملکیت تھی جس کا کشمیر راولپنڈی اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں وسیع تر کاروبار پھیلا ہوا تھا۔ اس کے دو لڑکوں میں سے ایک کا نام ہیری تھا۔ نیڈو نے اپنی عمر کے تقاضا اور حالات کے تحت اپنی تمام جائیداد دونوں لڑکوں میں تقسیم کر دی۔ ہیری کے حصہ میں کشمیر راولپنڈی کی جائیداد آئی۔ ایک دفعہ ہیری کشمیر سے لاہور آ رہا تھا۔ ان دنوں رسل و رسائل کی اتنی سہولتیں میسر نہ تھیں۔ بلکہ گھوڑے آمد و رفت کا واحد ذریعہ تھے۔ جب ہیری گوجر خاں کے قریب پہنچا۔ موسم گرما ہونے کی وجہ سے حبس اور گرمی تھی اسے پیاس محسوس ہوئی۔ لیکن اردگرد اسے کہیں پانی نظر نہ آیا۔ اس چلچلاتی دھوپ میں اس کی نظر ایک بوسیدہ اور خستہ حال کپڑوں میں ملبوس نور جہاں لڑکی پر پڑی۔ اس نے اس سے پانی پینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ وہ ہیری کو صاحب بہادر دیکھ کر کافی دور سے بھاگ کر پانی لے آئی اور ہیری کو پلایا۔ ہیری نور جہاں کی غربت اور اپنی بروقت امداد کرنے سے بڑا متاثر ہوا۔ نور جہاں سے اس کے حالات پوچھنے کے بعد اسے ملازمت کی پیش کش کی۔ لڑکی بے آسرا تھی۔ وہ انگریز کی پیش کش کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ہیری کے ساتھ لاہور چلی آئی۔ کافی عرصہ گزر گیا نور جہاں جوان ہو گئی اس کی خدمت اخلاق کو دیکھتے ہوئے ہیری کی نیت بدل گئی اس نے نور جہاں سے شادی کرنے کا اظہار کیا تو نور جہاں نے ہیری کو

بتلایا کہ وہ مسلمان ہے اور ہیری عیسائی ہے۔ اس لئے وہ شادی نہیں کر سکتی۔ ہیری نور جہاں سے ذہنی طور پر متاثر ہو چکا تھا اس نے اسلام قبول کر لیا اور نور جہاں سے شادی کر لی۔ جس کے بطن سے دو لڑکے اور ایک لڑکی امیر بیگم پیدا ہوئی۔ وقت گزرا اور ہیری کے بچے بھی جوان ہو گئے ہیری نے اپنی خاندانی رسم کے تحت کچھ حصہ جائیداد اور (۱۲۵۰۰۰) سوا لاکھ روپیہ نقد امیر بیگم کے نام منتقل کر دیا۔ انہی دنوں پیر نصیرالدین صاحب المعروف پیر ثانی صاحب کا ہیری کے گھر آنا جانا ہو چکا تھا۔ انہوں نے امیر بیگم سے عقد فرمانے کا خیال کیا امیر بیگم بھی مائل ہونے لگی محبت ہو گئی۔ دربار عالیہ کے غلام عنایت کو جناب پیر ثانی صاحب کی اس شادی اور اس کا پس منظر معلوم تھا۔ وہ سیدھا خدمت عالیہ جناب حضرت خواجہؒ کی خدمت میں دربار عالیہ لکھن شریف پہنچا اور بلا کم و کاست پیر ثانی صاحب اور امیر بیگم کی شادی کے متعلق منصوبہ آپؒ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ حضرت صاحب خواجہؒ کو جب حالات کا علم ہوا تو آپؒ نے تصور فرمایا کہ اس شادی کے ہونے میں خلوص شامل نہیں کہیں پیر خانہ پر حرف نہ آ جائے۔ جو غلام دربار ان کو راز سے آگاہ کر سکتا ہے وہ دوسروں کو بھی بتلا سکتا ہے۔ اس لئے پاسداری اور دربار عالیہ کی عزت و وقار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس منصوبہ پر روحانی توجہ فرمائی اور پیر ثانی صاحب امیر بیگم سے عقد نہ فرما سکے اب وہ امیر بیگم وزیر اعظم مقبوضہ کشمیر کی بیوی ہے۔

حضرت صاحب خواجہ عالمؒ کے اس اقدام سے صاف ثابت ہو گیا کہ حضور شیخ عالم انتہائی پیر پرست تھے۔ جو کسی حالت میں

اپنے پیر خانہ کے خلاف ایسا کوئی لفظ یا قدم برداشت نہ کر سکتے تھے جو برائی پر منتج ہو سکتا ہو۔

سلطان علی موضع چتن جہلم راوی ہے۔ دربار لکھن شریف میں رات کے وقت وہ حضرت صاحب خواجہؒ کے پاؤں پر تیل سے مالش کر رہا تھا۔ سلطان علی نے آپؒ کے پاؤں کو دیکھا کہ جا بجا کانٹوں کی موجودگی پائی جا رہی تھی اور جگہ جگہ سے چھلنی ہو رہے تھے۔ اس نے خدمت اقدس میں التفات کے تحت عرض کیا یا حضرت کیا آپؒ پاؤں سے ننگا پنے (ننگے پاؤں) رہتے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا نہیں سلطان علی جب میں تندرست ہوتا ہوں تو لکھن شریف سے ہر رات موہڑہ شریف جا کر بابا جی جناب محمد قاسمؒ کی زیارت کر کے لوٹتا ہوں۔ اسی آنے جانے میں روڑے کانٹے لگ گئے ہوں گے سلطان علی نے حیرت و استعجاب میں عرض کی۔ مالک آپؒ ہر رات موہڑہ شریف جا کر واپس آ جاتے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا بھئی گھر سے نکل کر اپنا عصا ایک مقام پر نصب کر آتا ہوں پھر پہلے قدموں پر آ کر شیخ ہادی کے تصور میں وجد کی حالت میں عصا تک پہنچتا ہوں۔ یوں منٹوں میں سفر کٹ جاتا ہے اور بابا جی کی زیارت کر کے واپس چلا آتا ہوں۔

دربار عالیہ موہڑہ شریف میں جب کبھی کوئی تقریب ہوتی۔ حضرت خواجہؒ کی وہاں طلبی ایک لازمی بات ہوتی پیر ثانی صاحب کے صاحبزادے پیر اصغر صاحب کے ختنے کی تقریب تھی۔ حضرت صاحب خواجہؒ معہ مریدین کے موہڑہ شریف تشریف لے گئے۔ دربار عالیہ موہڑہ شریف پہنچنے سے پہلے راستہ میں ایک کس (برساتی نالہ) پڑتا

ہے۔ جب آپؒ مریدین کے ہمراہ وہاں پہنچے تو سب کو حکم فرمایا کہ جو لوگ غسل کرنا چاہیں کرلیں ورنہ سب لوگ وضو کرلیں۔ آپؒ نے بھی وضو کر کے دیگر ہمراہیوں کی طرح کپڑے تبدیل فرمانے کے لئے ایک کرتہ نکالا۔ جس کی آستین درزی نے غلطی سے تنگ بنا دیں اور کلائی پر کالی ڈوری لگا دی ہوئی تھی جس کے پہنتے ہی آپؒ نے نفس پر نمائش زدہ ہونے کا بار محسوس کیا۔ چونکہ حضرت خواجہؒ کی تمام زندگی سادگی اور دنیاوی رکھ رکھاؤ سے مبرّا گزری تھی۔ اس لئے آپؒ نے فوری طور پر کُرتہ اتار دیا اور حسب سابق لباس زیب تن فرمالیا اور دربار عالیہ چل دیئے۔ دربار عالیہ میں ہر طرف چہل پہل تھی۔ درویش اور عقیدت مند صاف ستھرے لباسوں میں ملبوس تھے۔ آپؒ حسبِ عادت خدمتِ عالیہ جناب محمد قاسمؒ میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ سجدہ و سلام کے بعد نذرانہ پیش کیا پھر فارغ ہو کر اپنی مستقل جگہ "ملوکوں" کے درختوں کے نیچے قیام فرمالیا اور ذکر و فکر میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں جناب پیر ثانی صاحب کا ادھر سے گزر ہوا تو انہوں نے آپؒ کو عام لباس میں ملبوس دیکھا تو محسوس کیا کہ حضرت صاحب خواجہؒ نے اس تقریب کو اہمیت نہیں دی۔ نیز حضرت صاحب خواجہؒ سیدھے آکر ادھر بیٹھ گئے ہیں اور کوئی نذر بھی نہیں گزاری۔ چنانچہ پیر ثانی صاحب نے اس رویہ کی شکایت اپنے برادران سے کی اور پھر سب صاحبزادگان اس معاملہ کو لے کر خدمت عالیہ جناب محمد قاسمؒ میں حاضر ہوئے اور جذباتی انداز میں آپؒ کے متعلق بتلایا اور عرض کی لاہور والوں نے اس تقریب کو اہمیت ہی نہیں دی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے

کافی زمینیں خرید کر جائیداد بنالی ہے حالانکہ ولایت بھی یہیں سے ملی ہے۔ اب وہ دربار عالیہ کی وقعت نہیں سمجھتے۔ اس لئے آپؒ سے ولایت چھین لی جانی چاہئے اس گفتگو کے وقت دربار عالیہ ہی کا ایک غلام اللہ دین بھی وہاں کھڑا تھا۔ جب اس نے پیر ثانی صاحب کے اس اقدام کی درخواست سنی کہ آپؒ سے ولایت چھین لی جائے۔ وہ چپکے سے کھسک کر آپؒ کی مجلس میں آگیا اور دربار عالیہ میں زیر بحث موضوع کے متعلق حرف بحرف آپؒ کو اطلاع کردی۔ آپؒ واقعہ سن کر چند لمحے خاموش رہے۔ پھر جلال کی حالت میں دونوں ہاتھوں سے اپنے پپوٹے پکڑ کر اوپر اٹھائے اور اللہ دین کو مخاطب کر کے فرمایا "اللہ دین! ان آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے۔ مجھ سے ولایت کون چھین سکتا ہے۔" جیسے ہی آپؒ نے یہ الفاظ ادا فرمائے۔ دربار عالیہ میں خواجہ محمد قاسمؒ نے صاحبزادگان جناب دراب خاں محراب خاں کو حکم فرمایا۔ لاہور والوں کو بلاؤ دونوں صاحبزادے دربار عالیہ سے اٹھ کر آپؒ کی مجلس میں آ کر بیٹھ گئے۔ لیکن رعب و دبدبہ کے تحت کوئی بھی بات کرنے سے گریزاں ہو گئے۔ بیس پچیس منٹ بعد حضرت صاحب خواجہؒ خود بخود مجلس سے اٹھے اور خدمت عالیہ غوث الامتؒ کی طرف چل دیئے۔ دربار عالیہ میں جس تخت پر جناب محمد قاسمؒ تشریف فرما تھے اس کی بائیں جانب آپؒ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ جناب محمد قاسمؒ نے جب آپؒ کو جلال کی حالت میں دیکھا تو اپنا بایاں ہاتھ آپؒ کے سر پر رکھ دیا اور فرمایا۔ بچو! آپؒ تو لاہور کے مالک ہیں آپؒ گوجرانوالہ کے مالک ہیں۔ آپؒ گجرات کے مالک ہیں۔ آپؒ راولپنڈی کے

مالک ہیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ آپؒ نے سر سے ٹوپی اتار کر آپؒ
کے سر پر رکھ دی ۔ پھر جبہ اتار کر آپؒ کو پہنایا اور دعا فرمائی حضرت
صاحب خواجہؒ نے سلام عرض کیا اور خاموشی سے واپس چلے آئے ۔
حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی عادت میں یہ بات شامل تھی ۔
جب بھی آپؒ دربار عالیہ موہڑہ شریف میں جاتے وہاں خود کو خدام
دربار میں تصور فرماتے اور جو کام بھی وہاں نظر آتا خود بخود کرنا شروع
کر دیتے ۔ اس دفعہ جب آپؒ دربار عالیہ میں حاضر ہوئے تو وہ
چٹانی ٹبہ جس جگہ اب مسجد بنی ہوئی ہے آپؒ کی نظر اس پر
پڑی آپؒ نے اپنے مریدین کو حکم فرمایا کہ دربار عالیہ سے
گینتیاں اور کہیاں لائی جائیں ۔ مریدین نے دونوں اشیاء لا کر
خدمت میں پیش کر دیں آپؒ نے ایک گینتی اٹھائی اور اس ٹبہ کو
توڑنا شروع کر دیا ۔ مریدین بھی آپؒ کی تقلید میں مل گئے مرد آہن
کی ضربوں سے ٹبہ پاش پاش ہوتا گیا ۔ اسی دوران دربار عالیہ سے
غوث الامتؒ نے ارشاد فرمایا ۔ "بچو! یہ کام تو پہاڑی لوگوں کا ہے
آپؒ نے عرض کیا ۔ بابا جی! میں بھی پہاڑی ہوں ۔" اور اس وقت
تک کام جاری رکھا جب تک ٹبہ پاش پاش نہ ہو گیا اور آپؒ نے
زمین ہموار کر دی ۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے پیر خانہ سے محبت اور
اس کی ذات میں خود کو فنا کرنے کی ایک مثال قائم کر دی ۔
حضرت صاحب خواجہؒ اور جناب محمد قاسمؒ کے درمیان فنافی
الشیخ اور محبت کا ایک بے مثال رشتہ قائم تھا ۔ اس حقیقت کے
باوجود کہ دربار عالیہ میں ایک لاکھ چوبیں ہزار خلفاء تھے اور ہر
شخصیت کا اپنا اپنا مقام تھا ۔ لیکن جو درجہ جناب خواجہ خواجگان محمد

قاسمؒ کی نظر میں آپؒ کا تھا۔ وہ کوئی بھی حاصل نہ کر سکا۔ حضرت غوث الامت جناب محمد قاسمؒ نے اپنے لئے قبر کی جگہ کا انتخاب فرمایا اور پھر حضرت صاحب قبلہؒ کو طلب فرما کر حکم دیا۔ بچو! ہماری قبر کے لئے اس زمین کا بندوبست کرو۔ آپؒ نے حکم سنا اور تعمیل میں ضلع جہلم۔ گجرات۔ گوجرانوالہ اور اس کے گردونواح میں دورے فرمائے اور وہ تمام رقوم جو مریدین اور عقیدتمندان نے آپؒ کی نذر گزاریں آپؒ نے اکٹھی کر کے جناب غوث الامتؒ کی خدمت میں روانہ کر دی۔ پھر مزید رقم کے بندوبست کے لئے لکھن شریف تشریف لا کر ۳۰ ایکڑ اراضی پر کپاس کی فصل کاشت فرمائی تاکہ اس اراضی کی خرید میں اگر رقم کے لئے مزید کوئی کمی واقع ہو تو کپاس کی تمام فصل فروخت کر دی جائے پھر کپاس کی فصل کی تمام رقم بھی دربار عالیہ بھجوا دی گئی۔ لیکن مالکان اراضی نے کچھ زیادہ ہی رقم طلب کی۔ جب حضرت صاحب خواجہؒ کو اس کا علم ہوا تو ہادی مرشد کی خواہش کی تعمیل حکم میں اور زیادہ مستعد ہو گئے اور موسم کے تحت ۱۰ ایکڑ کماد (گنا) کی فصل کاشت فرما دی۔ جب گنا کی فصل تیار ہو گئی تو آپؒ نے گنا بیلنے والی جگہ کے قریب کھیتوں میں دو کمرے عارضی تیار کروائے اور گنا بیلنا شروع کرا دیا اور ساتھ ساتھ گڑ تیار ہونے لگا۔ آپؒ خود اور ہمراہی درویشاں گڑ کی ڈلیوں پر ہزاروں بار درود شریف پڑھ کر کمروں میں محفوظ کرتے جاتے تھے۔ یہ فصل اڑھائی ماہ میں بیلا گیا اور گڑ تیار ہوتا رہا اس عرصہ کے دوران آپؒ ایک لمحہ کے لئے گھر تشریف نہ لائے بلکہ دن رات ایک ہی لگن ایک ہی شوق تھا کہ رقم جلد سے جلد مرشد ہادی کی خواہش کے تحت

فراہم ہو سکے۔ اسی لئے گڑ کی ڈلیوں پر ہزاروں بار درود پاک پڑھا جاتا رہا تاکہ گڑ خریدنے والے کو گڑ کی اہمیت کا احساس ہو اور عقیدت کے تحت زیادہ سے زیادہ رقم ہدیہ کے طور پر دربار عالیہ بھجوایا جا سکے۔ آپؒ کی محنت پھل لائی اس بار جب رقم کا نذرانہ دربار میں پیش کیا گیا تو وہ اراضی جس پر مقبرہ عالیہ تعمیر ہونا تھا۔ وہ خرید لی گئی اور یہ اعزاز صرف جناب خواجہ قبلہ عالم محمد بخشؒ کے حصہ میں آیا۔

اعلیٰ المرتبت جناب پیر محمد عارف حسینؒ صاحب دام اقبالہ فرماتے ہیں جو تعلق حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تھا وہ مقام حضرت صاحب قبلہؒ کو حاصل تھا جس طرح حضرت خضر علیہ السلام باطن کی شریعت کے مالک تھے اس طرح جناب حضرت خواجہؒ بھی باطن کی شریعت کی مالک تھے۔ پھر آپؒ نے شعر پڑھا۔

اوہ جنت تیری کوڈی توں ویچاں
جتھے توں نظریں نہ آویں
اوہ دوزخ مینوں لکھ بہشتاں
جتھے توں جلوہ فرما ویں

نیز آپؒ نے فرمایا سالک کو ہادی مرشد کے سامنے ہمیشہ اس طرح عرض گزار رہنا چاہئے "جو ہادی کی مرضی ہو سو کرے"۔

حضرت صاحب خواجہؒ کا فرمان ہے "میں پیر نہیں ہوں اگر ہوتا تو خوش لباس ہوتا جبکہ میرے سارے کپڑے کھدر کے ہیں جوتی موئی کھال کی میں تو زمیندار ہوں"۔

سید بوٹے شاہ چک سکندر لالہ موسیٰ راوی ہیں۔ وہ اپنے چند دوستوں کے ہمراہ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی زیارت کے لئے لکھن شریف آئے۔ جب حضرت صاحب خواجہؒ سے ملاقات ہوئی تو ذہن بدل گیا اور آپؒ سے بیعت ہونے کے لئے درخواست گزار ہوئے۔ حضرت صاحب خواجہؒ نے فرمایا! اگر بیعت ہونا ہے تو سید کہلوانا چھوڑ دو اور بوٹے شاہ نہیں صرف بوٹا کہلواؤ۔ شاہ صاحب کو سید کہلوانے اور بوٹے شاہ کہلوانے سے روکنے سے آپؒ کا شاہ صاحب کو ذہنی طور پر تیار کرنا تھا کہ وہ نفس کو ماریں۔ اتنے میں بوٹے شاہ کی دل میں ایک حدیث مبارکہ یاد آئی۔ جس میں آیا ہے قبیلے بناؤ۔ انہوں حضرت صاحب خواجہؒ کی خدمت میں عرض کر دیا آپؒ نے فرمایا میں نے قبیلہ کی تبدیلی کے متعلق نہیں کہا بلکہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ مسلمان بن جاؤ۔ خود سیّد مت بنو بلکہ لوگ تمہیں سید بنائیں۔ تو سیّد بنو! شاہ صاحب نے عرض کی۔ بابا جی! میں بوٹے شاہ نہیں صرف بوٹا ہوں۔

اتباع مرشد اور اطاعت ہادی کے لئے جناب محسن انسانیت جناب محمد عارف حسین صاحب دام اقبالہ فرماتے ہیں۔ اولاد۔ عورت۔ دولت سب عارضی چیزیں ہیں۔ کیونکہ یہ منتقل ہو سکتی ہیں۔ اگر ان کی نسبت اللہ سے جوڑی جائے تو اللہ ہی کا ذکر کرتے رہنا چاہئے اگر انسان مرشد کی اولاد بن جائے تو اس کی اولاد بھی اس کی بن جائے گی۔

اعلیٰ جاہ پیر محمد عارف حسینؒ راوی ہیں۔ ۱۹۲۲ء میں ان کی سوتیلی والدہ حضرت صاحب قبلہؒ کے ہمراہ دربار عالیہ موہڑہ شریف گئی

ہوئی تھیں ۔ وہاں پیر نصیرالدین صاحب المعروف پیر ثانی صاحب کی شادی کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ والدہ صاحبہ نے بات چیت میں حصہ لیتے ہوئے خانوادہ غوث الامت کو بتلایا کہ ان کی چھوٹی ہمشیرہ میں تمام وہ خصوصیات ہیں جو وہ بہو بن کر دربار عالیہ کے نظام کو چلا سکے ۔ لیکن یہ رشتہ صرف ایک ہی صورت میں مل سکتا ہے کہ حضور غوث الامت جناب محمد قاسمؒ جناب خواجہ صاحبؒ کو اس رشتہ کے کروانے کے لئے کہہ دیں۔ تو حضور خواجہ سخی عالمؒ اپنی عقیدت اور بندگی کے تحت انکار نہ کر سکیں گے اور یہ رشتہ بھی ہو جائے گا پیر ثانی صاحب جناب خواجہ خواجگان غوث الامت جناب محمد قاسمؒ کی خدمت میں اس رشتہ کے لئے عرض گزار ہو گئے اور ساتھ ہی خواجہ صاحبؒ قبلہ عالمؒ سے سفارش کے لئے بھی عرض کر دیا۔ جس پر خواجہ محمد قاسمؒ نے خواجہ خواجگان قبلہ عالمؒ کو طلب فرما کر اپنی خواہش کا اظہار کر دیا ۔ یہ خواہش کا اظہار کیسا تھا؟ یہ ایک حکم تھا جو خواجہ صاحب قبلہ عالمؒ پر لاگو ہو گیا۔ آپؒ نے سر تسلیم خم کیا اور دربار عالیہ لکھن شریف تشریف لے آئے ۔ مائی صاحبہ موضع نت نزد جلو موڑ سے متعلق تھیں اور جناب حسن دین صاحب کی صاحبزادی تھیں ۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ موہڑہ شریف سے آمد کے دوسرے ہی روز موضع نت تشریف لے گئے اور موہڑہ شریف کا حکم سنا کر اپنی وساطت سے رشتہ طلب فرمایا۔ حسن دین صاحب نے موہڑہ شریف رشتہ دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ یا حضرت اگر آپؒ کو اپنے گھر کے لئے رشتہ چاہئے تو لے جایئے وگرنہ وہ موہڑہ شریف رشتہ دینے سے انکاری ہیں ۔ لیکن حضرت خواجہؒ نے

بالکل اسی وضع جذبات اور حالات کے تحت جس طرح لڑکی والوں کے گھر سے رشتہ طلب کیا جانا چاہئے دربارہ موہڑہ شریف کے لئے رشتہ مانگا لیکن حسن دین صاحب کا پہلا سا ہی جواب تھا کہ وہ صاحبزادہ عالیہ جناب محمد عارف حسینؒ کو رشتہ دینے کو تیار ہے لیکن وہ موہڑہ شریف والوں کو رشتہ کسی حالات میں بھی دینے کو تیار نہیں حضرت صاحب خواجہؒ نے تیسری بار پھر رشتہ موہڑہ شریف والوں کے لئے مانگا اور ساتھ ہی بتلایا کہ اس رشتہ داری کی وجہ سے حسن دین صاحب کی بہت عزت بڑھ جائے گی۔ لیکن حسن دین صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے۔ بلکہ اس بار بھی رشتہ دینے سے انکار کر دیا حضرت صاحب قبلہؒ ناراض ہو کر دربار عالیہ لکھن شریف تشریف لے آئے۔ آپؒ کی واپسی کے بعد حسن دین کی مجلس میں ان کا ایک پڑوسی جو ایس ڈی او تھا وہ آپؒ کے ناراض ہو کر چلے جانے پر کافی پریشان ہوا اس نے حسن دین کو سمجھایا کہ انہیں حضرت صاحب خواجہؒ کو بار بار رشتہ سے انکار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ اگر انہیں دربار موہڑہ شریف والوں سے کوئی گلہ تھا تو حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کے خود رشتہ مانگنے سے ایک ضمانت خود بخود مہیا ہو گئی تھی۔ کہ حضرت صاحب قبلہؒ خود ہر بات کے ذمہ دار ہیں۔ بات حسن دین کے ذہن میں آ گئی تو وہ آپؒ کے تعاقب میں بھاگا۔ آپؒ سے ملاقی ہو کر بڑی مشکل سے آپؒ کو منا کر واپس موضع نت لے کر گیا اور عرض کیا کہ وہ موہڑہ شریف رشتہ دینے کو تیار ہے اور رشتہ کی بات پکی ہونے کی نشانی کے طور پر ایک ریجہ اور ایک ٹکیہ گڑ آپؒ کی خدمت میں پیش کی اور شادی کی تاریخ قریبا ۶ چھ ماہ بعد کی مقرر کی

گئی۔ اب ایک طرف تو پیرو مرشد کی ذات جہاں وہ اپنی عقیدت اور
بندگی کی بناء پر ایک لفظ طلب اور اخراجات کے لئے نہ کہا کرتے
دوسری طرف سسرال تھے۔ جو شاہ وقت کے گھر میں لڑکی بیاہ رہے
تھے اور جن کا معاشی لحاظ سے دربار عالیہ موہڑہ شریف سے دور کا بھی
مقابلہ نہ تھا۔ لہٰذا آپؒ نے دونوں اطراف کے اخراجات برداشت
کرنے کی ٹھان لی۔ آپؒ نے دربار عالیہ موہڑہ شریف میں رشتہ کی
بات پکی ہونے کی اطلاع دی تو دوسری طرف بارات اور باراتیوں کی
شایان شان سسرال کی رہائش کو درست کروانا شروع کر دیا اور ان
تعمیرات میں بذات خود صاحبزادگان حتی کہ اپنے داماد تک سے مزدوری
کروائی گئی۔ لڑکی کے لئے زیورات اور جہیز اپنی گرہ سے تیار کروایا
اور تمام اخراجات جو آپؒ کے سسرال والے اپنی ذات کے لئے بھی
کر چکے تھے ان کی ادائیگی کی۔ یہاں تک کہ ایک اعلیٰ معیار کے
تحت بارات کی خدمت کی خاطر کھانے وغیرہ کی اشیاء کو خرید کر اپنے
سسرال کے ہاں رکھوا دیا۔ اب آپؒ نے بارات کو اپنے ہاں ٹھہرانے
اور پھر شادی کی روانگی تک کے انتظامات یوں فرمائے کہ وہ بارات
جس میں خادمان۔ صاحبزادگان دربار موہڑہ شریف اور ملک کی نامور
شخصیتیں شامل ہونا تھیں اور جو لگ بھگ پندرہ سو افراد پر مشتمل
تھی۔ آپؒ نے اپنے ایک عقیدت مند سنتا سنگھ کو طلب فرمایا اور
اسے حکم دیا کہ موہڑہ شریف سے بارات آ رہی ہے جو موضع نت
جائے گی۔ ان کی سواری کیلئے اپنے پاس سے دوستوں عزیزوں اور
احباب سے اسپ تازی مہیا کرو۔ اس کے علاوہ آپؒ نے اپنے
عقید تمندوں، مریدوں میں سے جن جن کے پاس گھوڑے گھوڑیاں

تھیں طلب فرمالیں ۔ بارات کی آمد سے چند روز پہلے چودہ پندرہ سو گھوڑے اور گھوڑیاں آپؒ کے مال خانہ میں پہنچ گئے ۔ جنہیں راتب اور خادمان کو کھانا آپؒ نے مہیا کرنا شروع کر دیا ۔ شادی کی تاریخ سے ایک روز قبل بارات موہڑہ شریف سے دربار لکھن شریف پہنچ گئی تا کہ دوسرے روز تمام انتظامات مکمل کر کے موضع نت بروقت پہنچا جا سکے ۔ آپؒ نے ہر باراتی کی شان عزت اور مزاج کے مطابق کھانے بستر اور غسل کا انتظام کیا ۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ دربار لکھن شریف میں ایک زمانہ اترا ہوا ہے ہر طرف رونق چہل پہل تھی ۔ لیکن سب کچھ ایک نظام ایک شرعی پابندی کے تحت تھا لیکن سبحان اللہ اتنے بڑے انتظام کے باوجود جو آپؒ کے ماتھے پر ایک شکن بھی ابھری ہو بلکہ جوں جوں براتی مسرور نظر آتے آپؒ پرسکون ہوتے جاتے تھے ۔ آپؒ نے بارات کو دن رات اور پھر اگلی دوپہر تک اپنے پاس ٹھہرایا ۔ مرشد اعظمؒ کے قلب کو سکون اور ان کی شان کو مزید شاہانہ اور باوقار بنانے کے لئے آپؒ نے اسپان کو ان کے علیحدہ علیحدہ رنگوں کی ترتیب میں تقسیم فرما کر گروپ بنا دیئے ۔ آپؒ نے ہر دستہ کی تعداد پانچ پانچ فرمائی اور ایک عَلَم جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا ۔ ایک سائیس متعین فرما کر ساتھ کر دیا اور یہی ترتیب تمام بارات کی فرما دی ۔ دستے کے بعد دستہ جانوروں کے رنگوں کی ترتیب ۔ علموں کی ترتیب ۔ سائیسوں کا اپنے دستہ کی ہمرکابی اور یک زبان کلمہ طیبہ کا ذکر اور مرشد اعلیٰ مقام جناب محمد قاسمؒ کی دو بیلوں والی بگھی جس کے ارد گرد سواروں کا ایک جھرمٹ بارات کی روانگی کا یہ منظر اتنا پر شکوہ پر جلال اور روح پرور تھا ۔ جو

قلم بیان کرنے سے قاصر ہے جب بارات موضع نت پہنچی تو حضرت
خواجہؒ نے خود کو لڑکی والوں کا وارث بن کر حضرت خواجہ محمد قاسمؒ کی
خدمت میں پیش کیا اور اس کو یقین میں بدلنے کے لئے آپؒ نے
صاحبزادگان دربار موہڑہ شریف اور میاں مرزا صاحب کہیاں شریف
کو ایک ایک بھینس گرہ خود سے خرید کر ان کے گلوں میں ٹل
پاؤں میں جھانجریں اور ان کی کمروں پر دو دو دوشالے ڈال کر نذر
گزاریں۔ دربار لکھن شریف سے موضع نت پہنچنے کے دوران
آپؒ نے مرشد ہادی جناب محمد قاسمؒ کا صدقہ اتارا اس پر شکوہ اور جاہ
جلالت سے روانگی برات میں آپؒ خود بھی ایک گھوڑی پر سوار تھے
جس پر نہ کاٹھی تھی نہ لگام۔ آپؒ اسے ایک رسّی کے سہارے ننگی
پیٹھ پر بیٹھے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

اس واقعہ کے جناب پیر محمد عارف حسینؒ دام اقبالہ راوی
ہیں۔ کہ ۲۹-۱۹۲۸ء میں جناب خواجہ محمد قاسمؒ نے حضرت صاحب
قبلہؒ کو موہڑہ شریف سے حکم بھیجا کہ دربار موہڑہ شریف میں دو
بیلوں کی ضرورت ہے بھجوائے جائیں۔ حکم ملتے ہی حضرت صاحب
خواجہؒ اپنے واڑہ میں تشریف لے گئے اس حقیقت کے باوجود کہ
آپؒ کو اپنے تمام مال مویشیوں کی قیمت اور عادات کا پتہ تھا۔ پھر
بھی آپؒ نے ایک عمیق نظر سے مویشیوں کا جائزہ لیا اور ایک خاص
نسل کے دو بیل منتخب کئے۔ بیلوں کو ایک طرف کھڑا کر کے
آپؒ نے سوچا اگر مرشد نے یہ دو بیل صرف ہل چلوانے کے لئے
منگوائے ہیں تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر سہاگہ چلوانے کی ضرورت
محسوس ہوئی تو دو بیل ناکافی ہوں گے۔ آپؒ نے اس سوچ کے تحت

ایک خوبصورت جوڑی بیلوں کی اور انتخاب کر لی اسی لمحہ خیال گزرا حضور بابا جیؒ چائے بھی پیتے ہیں لازمی دودھ کی ضرورت بھی پڑتی ہو گی۔ آپؒ نے ساتھ ہی عمدہ نسل کی ایک گائے بھی منتخب کر لی ساتھ ہی سوچ آئی۔ جب بابا جیؒ دورہ پر تشریف لے جائیں گے لازمی گھوڑی پر سفر کریں گے۔ آپؒ نے ان مویشیوں کے ساتھ ایک اعلیٰ نسل کی گھوڑی بھی کر دی۔ پھر آپؒ نے کرم الٰہی عرف جانی۔ غلام محمد۔ خلیفہ حاکم دین اور اپنے ایک عقید تمند کو مال پہنچانے اور خدمت کے لئے مامور فرمایا۔ جب یہ مال مویشی دربار لکھن شریف سے چلا تو آپؒ خود اور کئی دیگر مرید عقید تمند تین چار میل دور تک مویشیوں کی صورت میں نذرانہ کو وداع کرنے گئے۔ رستے میں ذکر کلمہ طیبہ جاری و ساری رہا۔ جب آپؒ مال مویشیوں اور ہمراہیوں کو موہڑہ شریف کے لئے رخصت کرنے لگے تو آپؒ نے مال مویشی کے ہمراہیوں کو فرمایا۔ کہ آپ رات خلیفہ غلام قادر نمبردار کے گھر رت گڑھ میں قیام کریں۔ علی الصبح دریا راوی عبور کر کے گوجرانوالہ پہنچو گے۔ آپؒ نے اس رستہ کے متعلق سمجھاتے ہوئے فرمایا اس طرف گوجرانوالہ کا رستہ دو منزل کم ہو جائے گا۔ جب آپ لوگ گوجرانوالہ پہنچیں گے تو وہاں ایک شخص پہلے ہی ان کے انتظار میں وہاں کھڑا ہو گا۔ یہ قافلہ جب حسب الحکم رت گڑھ قیام کے بعد گوجرانوالہ پہنچا تو گوجرانوالہ میں ایک شخص اس قافلہ کے استقبال کے لئے کھڑا تھا اور وہ تھا سردار علی قریشی! وہ خادمان مال مویشی کی منت سماجت کر کے مال مویشی کو اپنے گھر لے گیا۔ گاؤں سے باہر خادمان اور مال مویشیوں کو روک دیا اور خادمان سے عرض کیا۔ بھائی میرے پیر کا مال پاک ہے لیکن گاؤں کی گلیاں

ناپاک ہیں ۔ اس لئے مجھے مال کو گھر تک لے جانے کا بندوبست کر
لینے دو وہ بھاگا گھر گیا ۔ وہاں سے دوتہی اور کھیس لے آیا وہ گلیوں
میں دوتہی اور کھیسوں کو بچھاتا جاتا رہا اور مال ان پر سے گزرتا ہوا
اس کے گھر پہنچ گیا ۔ جہاں مال کو کھڑا کیا گیا وہاں بھی اس نے کھیس
بچھا دیئے ۔ مال مویشیوں کو خوب ونڈ اور دانہ ڈالا مال کے علاوہ
خادمان کو اچھی خوراک اور صاف ستھرے بسترے دیئے ۔ ان مال
مویشیوں کے ساتھ دربار لکھن شریف کا ایک کتا بھی تھا ۔ کتے کو
بھی چارپائی پر دوہتی ڈال کر بٹھایا اور چینی کے برتنوں میں کھانا کھلایا
کھانا کھلاتے ہوئے سردار علی بار بار کتے کو کہے جا رہا تھا ۔ بھائی آپ
میرے پیر خانہ سے آئے ہیں اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو معاف کر
دینا ۔ رات گزری صبح ہوئی سردار علی نے اپنی استطاعت سے زیادہ
خدمت کر کے ناشتہ پیش کیا ۔ مال مویشیوں کو ونڈ دانہ ڈالا اور اسی
عزت سے گاؤں سے باہر لایا اور چار پانچ میل تک رخصت کرنے
کے لئے ساتھ گیا ۔ مال مویشی دربار عالیہ موہڑہ شریف پہنچے اور بابا
جیؒ نے جب یہ سارا ماجرا دیکھا تو بہت خوش ہوئے حضرت خواجہ کو
بے شمار دعائیں دیں ۔ مال کے پہنچنے کے بعد حضرت خواجہؒ بھی
ہاڑ کو موہڑہ شریف پہنچ گئے ۔ حضور بابا جیؒ حضرت خواجہ محمد
قاسمؒ حضرت خواجہؒ کو بہت خوش ہو کر ملے ۔ اتنے میں دربار موہڑہ
شریف کے لانگری بابا جیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ۔
لنگر کے لئے سالن بنانا ہے کیا حکم ہے ۔ بابا جیؒ نے فرمایا جو بیل
لاہور والے پیرؒ نے بھیجے ہیں ان میں جو بہت قیمتی بیل ہے اسے ذبح
کر دو اور جو کم قیمت والا ہے اسے بھی ذبح کر دو ۔ لانگری نے
دونوں بیل ذبح کر کے لنگر میں تقسیم کر دیا ۔ بعد میں باوا جیؒ نے

فرمایا یہ بیل بہت بڑا آدمی لایا تھا۔ انہوں نے اکل حلال کھایا ہوا تھا اس لئے ان کو لنگر میں خرچ کر دیا ہے۔ کیونکہ درویشوں نے ان کو چارہ نہ ڈالنا تھا یہ کمزور اور لاغر ہو جانے تھے پھر درویشوں نے ان کو مارنا تھا اور یہ صدمہ میں برداشت نہ کر سکتا تھا اس لئے ان کو خدا کے رستے میں قربان کروا دیا ہے۔

حضرت پیر محمد عارف حسینؒ راوی ہیں۔ سرگودھا سے غلام محمد وزیر علی اور سردار علی عرس پر دربار عالیہ حاضر ہوئے اور تینوں نے باری باری حضرت خواجہؒ کی خدمت میں عرض کی وہ لوگ آپؒ کو ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ آپؒ نے تینوں سے سوال فرمایا کہ وہ لوگ آپؒ کو کہاں ٹھہرائیں گے۔ وزیر علی نے عرض کی دو سال ہوئے اس نے بیٹھک کا ایک کمرہ تعمیر کیا ہے۔ وہ آپؒ کے قیام کا بندوبست وہاں ہی کرے گا۔ غلام محمد نے عرض کی کہ اس نے اسی سال ایک کمرہ تعمیر کیا ہے وہ آپؒ کے قیام کا وہاں بندوبست کرے گا۔ سردار علی نے عرض کی اسے دو سال ہوئے ایک کمرہ تعمیر کیا تھا وہ بہت خوبصورت کمرہ ہے وہ آپؒ کے قیام کا وہاں بندوبست کرے گا۔ آپؒ نے تینوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم لوگ ہمیں اس مٹی کے بنے ہوئے کمرے میں بٹھاؤ گے اس سے تو ہم یہاں ہی ٹھیک ہیں۔ جو مرید پیر کا احترام کرتا ہے وہ پیر کو مٹی یا اینٹوں کے کمروں میں نہیں بٹھاتا وہ تو پیر کو دل کی بیٹھک میں بٹھاتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو مرید جہاں بھی ہو گا پیر اس کے پاس ہوتا ہے۔

انَّ الَّذِیْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَۃ اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحزَنُوا و اَبْشِرُوا بِالْجَنَّۃِ الَّتِی کُنْتُم تُوعَدُونَ ط نَحنُ اَوْلِیَاءُکُم فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنیَا و فِی الاٰخرۃ

جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ ثابت قدم رہے یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

استقامت

طریقت میں استقامت وہ سعی پیہم ہے جو زندگی کے آخری دم تک جاری رہتی ہے اور بنیاد اس کی ذکر الٰہی ہے۔ حضور خواجہؒ ہر سانس کے ساتھ اسم اللہ ذات کی تلقین فرماتے اور تاکید فرماتے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے سوتے جاگتے اور ہر قسم کے کام کے دوران اس ذات کا ذکر جاری رکھنا چاہیے گویا اللہ تعالیٰ کا ذکر ذکر دوام بن جائے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس کا قلب جاری ہو جائے اور ہر وقت ذکر میں مشغول رہے اس کا سونا جاگنے سے بہتر ہے نیز فرماتے کہ بدن کا رواں رواں ذکر میں ڈوب جائے تو سانس لینے کی بھی حاجت نہیں رہتی اور سارا بدن سانس لینے لگتا ہے۔ حضورؒ نے اپنی مثال سے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے

کے لئے نہایت سخت ریاضت اور مجاہدے کی ضرورت پڑتی ہے۔
فرمایا کرتے تھے کہ اس راہ سے جو بھی گزرا ہے مرمر کے گزرا ہے

اتباع شیخ پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ انسان کی پرورش کے لئے والدین کا وسیلہ۔ تحصیل علم کے لئے استاد کا وسیلہ۔ طریقت میں مرشد کا وسیلہ اور یوں بات چلتے چلتے دین دنیا کے سب سے بڑے وسیلے جناب سرور کائنات فخر موجودات محمد ﷺ تک جا پہنچتی ہے اور وابتغوا الیہ الوسیلہ کی رمز کھلتی جاتی ہیں۔ حضور خواجہؒ مرشد کی پیروی میں استقامت پر بہت زور دیا کرتے تھے اور اس ضمن میں ایک سادہ سے کہانی بیان فرماتے تھے۔ ایک شخص نے ہوا میں ہڈی پھینکی جسے ایک کوے نے اڑتے اڑتے ہوا ہی میں اچک لیا اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر وہ کوشش کرے تو وہ بھی ایسا ہی کرتب کر سکتا ہے۔ چنانچہ وہ مختلف چیزیں ہوا میں اچھالتا اور منہ سے پکڑتا اسی طرح مشق کرتے کرتے وہ اس قابل ہو گیا کہ تیر کو ہوا میں چھوڑتا اور گرتے ہوئے تیر کو دانتوں میں دبوچ لیتا۔ ایک راہگیر نے پوچھا کہ ایسا عجیب کرتب اس نے کس سے سیکھا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ سب اس کی اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ راہگیر نے کہا ایک بار پھر یہ کرتب دکھاؤ۔ اس نے تیر ہوا میں پھنکا اور دانتوں میں پکڑنے کی کوشش کی مگر تیر اس کے حلق میں اتر گیا۔ راہگیر نے کہا کاش اگر وہ کہتا کہ اس نے یہ سب کچھ کوے سے سیکھا ہے تو اس کی جان بچ جاتی۔

سالک مرشد کی توجہ کے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتا اور خطرات میں گھرا رہتا ہے۔ حضورؒ فرمایا کرتے کہ شیطان سالک کو

گمراہ کرنے کے لئے ہر قسم کی صورت اختیار کر سکتا ہے مگر مرشد کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ شیخ کی محبت - ذوق و شوق - سوز و مستی - وجد و استغراق مرشد ہی کی نظر کرم کے کرشمے ہیں - جو سالک کی ہستی سے حجابات دور کرتی ہے - منزل مقصود تو ذات باری تعالیٰ ہی ہوتی ہے جو ہر چیز کا خالق ہے - (**خَالِقُ کُلِّ شَیٍ**) اس لئے مخلوق کی مخلوق کے ساتھ خالق کی محبت سے کسی صورت متصادم نہیں ہو سکتی اس کے برعکس مرشد کی محبت کے طفیل اللہ کی محبت بڑھتی ہے مرشد کامل تو سالک کو ہانکتا ہوا بارگاہ رسول اللہؐ اور بارگاہ حق تعالےٰ کی طرف لے جاتا ہے اور یہ بے حد طویل اور کٹھن راستہ مرشد کی محبت عزم اور استقامت کے بغیر طے نہیں ہو سکتا۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○

اور اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہو گی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔

دعوت حق

مرشد کامل جناب خواجہ محمد بخشؒ نے بہت لمبی عمر پائی اور قریب قریب ایک صدی تک اللہ کا نام بلند کرتے رہے اور لوگوں کو اللہ کی طرف پکارتے رہے اور راہ ہدایت پر گامزن کرتے رہے۔ اس نیک کام کا اجر تو اللہ ہی جانتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ "پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے کنواں پیاسے کے پاس نہیں جاتا" مگر دعوت حق کے سلسلے میں حضور خواجہؒ نے سنت رسولؐ اللہ کی پیروی کی۔ رسول اکرمؐ سید الانبیاء سرور کائناتؐ نے کوچہ کوچہ گلی گلی اور گھر گھر جا کر پیغام حق سنایا اور شمع رسالتؐ کے پروانے دنیا کے گوشے گوشے سے خدمت اقدسؐ میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے۔ جناب نبی اکرمؐ کے اس باہمت غلامؒ اور مرد کاملؒ نے بھی اسی سنت کی پیروی کرتے ہوئے درو دراز علاقوں میں گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ گھوم کر اللہ اور رسولؐ کا نام بلند کیا۔ حضورؒ درویشوں کو ہمراہ لے کر اپنے مریدین کے پاس تشریف لے جاتے۔ بلند آواز میں کلمے کا ذکر ہوتا درود پاک کا ورد ہوتا۔ سوئی ہوئی بستیوں میں زندگی کی نئی لہر دوڑ اٹھتی مریدین

کے علاوہ سینکڑوں لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور حضورؒ کی توجہ حاصل کرتے ۔ دین کی سربلندی ہوتی اور دلوں اور ذہنوں میں ذکر و فکر کی خواہش بیدار ہوتی ۔ دوسری طرف سینکڑوں لوگ دربار عالی وقار میں حاضر ہوتے رہتے ۔ اپنے دکھ درد بیان کرتے اور دعا اور ہدایت کے ملتجی ہوتے ۔ سالک ۔ صوفی ۔ مجذوب ۔ جیّد علمائے دین ۔ عامتہ الناس یعنی ہر طبقے اور ہر مسلک کے لوگ دربار شریف میں حاضر ہوتے ۔ غیر مسلموں پر بھی کوئی پابندی نہیں تھی اور علاقے کے سکھ تو حضرت صاحبؒ سے بہت عقیدت رکھتے تھے حضورؒ سب آنے والوں سے یکساں سلوک کرتے اور ان کی معروضات توجہ سے سنتے انداز گفتگو نہایت سادہ اور پر سوز ہوتا ۔ اکثر چھوٹے چھوٹے قصے اس طرح بیان فرماتے کہ حاضرین کو اپنے خیالات اور مسائل کا حل خود بخود مل جاتا ۔ تصوف کے نہایت دقیق مسئلے چند اشاروں میں حل فرما دیتے ۔ ساتھ ہی ساتھ حضور دین کی باتیں بھی سمجھاتے ۔ بسا اوقات یوں محسوس ہوتا کہ حضورؒ قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ فرما رہے ہیں ۔ تاثیر کا یہ عالم تھا کہ حضورؒ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ دل و دماغ میں پیوست ہو جاتے اور عمر بھر نہ بھولتے ۔ حضورؒ (فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ) کی بہت کثرت سے تلقین فرماتے کلمہ طیبہ کے متعلق ہدایت فرماتے کہ پورا کلمہ پڑھا کرو ۔ کیونکہ توحید اور رسالتؐ دونوں کائنات کا سربستہ راز ہیں اور یہ دلوں کے تالوں کی کنجی ہے کلمہ تمجید کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا پڑھنے والا کسی کے سامنے سرنگوں نہیں ہو سکتا درود شریف سے حضورؒ کو والہانہ محبت تھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم

نے کئی لوگوں کو درود شریف پڑھتے پڑھتے صاحب ولایت بنتے دیکھا ہے۔ دربار شریف کے بیرونی دالان کی چھت پر شہد کی مکھیوں کا اکثر بسیرا ہوتا تھا۔ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو گز لمبے تین چار چھتے لگے رہتے۔ یہ مکھیاں کسی کو ستاتی نہیں تھیں اور نہ کوئی انہیں چھیڑ سکتا تھا۔ حضورؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مکھیاں درود شریف پڑھتی ہیں اور یہاں اس لئے بسیرا کر لیتی ہیں کہ یہاں بکثرت درود شریف پڑھا جاتا ہے۔

انسانی فطرت کے بارے میں حضور فرماتے کہ انسان ھلوعا ہے۔ (**خُلِقَ الْاِنْسَانُ هَلُوْعًا**) یعنی بہت بے صبر ہے۔ محنت کم کرتا ہے اور اجر فوراً چاہتا ہے۔ حضورؒ صبر کی بکثرت تلقین فرماتے ارشاد تھا کہ (**فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ** ۝) مومن کے لئے ایک بے بہا خزانہ ہے۔ صبر و شکر کی تلقین کرتے ہوئے۔ "آپؐ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرماتے جو کبھی کبھی مسجد میں دیر سے آتا اور نماز فجر با جماعت نہ پڑھ سکتا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ تم مسجد میں دیر سے کیوں آتے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم میاں بیوی کے پاس ایک ہی چادر ہے جسے اوڑھ کر میری بیوی پہلے نماز پڑھتی ہے اور پھر میں چادر لے کر مسجد میں آتا ہوں۔ یوں کبھی کبھار دیر سے پہنچتا ہوں۔ جب گھر لوٹا تو بیوی نے ملامت کی کہ اللہ کے رسولؐ کے سامنے اللہ کی شکایت کرتے ہوئے تمہیں حیا نہیں آئی"۔ حضرت صاحب قبلہؒ اپنی زندگی صبر و رضا کی نادر مثال تھی۔

ایک عرس کے موقع پر جناب حضرت صاحبؒ نے ایک مرید پر نظر فرمائی وہ انوار کی تاب نہ لا سکا اور فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

کچھ دیر اس کی حالت ایسی ہی رہی حضورؒ حاضرین مجلس سے فرمانے لگے کہ میں چاہوں تو ایک نظر میں تم سب کو اپنے جیسا کر دوں مگر کسی میں اتنا بوجھ اٹھانے کی ہمت اور قابلیت نہیں ۔ پھر اس مرید سے فرمایا اب اُٹھ بیٹھو ۔ حضورؒ کے ارشاد سے مراد یہ تھی کہ مرشد مرید کو اس کے ظرف اور ہمت کے مطابق فیض عطا کرتا ہے۔

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

ایک مرتبہ ایک مرید نے دل شکستگی کے عالم میں جناب صاحبزادہ پیر محمد عارف حسینؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ کی ذات بڑی بے نیاز ہے ۔ شاید اسی لئے اللہ کے مقرب بندوں میں اک شان بے نیازی ہوتی ہے ۔ اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکا جانتا تھا کہ

حرف پریشان نہ کہہ اہل نظر کے حضور

پیر صاحب مرید کا مطلب سمجھ گئے ۔ دونوں حضور خواجہؒ کے روضہ پر انوار کے سامنے بیٹھے تھے پیر صاحب قبلہ حضورؒ کی طرف رجوع کی اور قدرے توقف کے بعد فرمایا کہ مرشد مرید کو کبھی نظرانداز نہیں کرتا ۔ یہ مرید کی شومئی قسمت ہے کہ وہ مرشد سے غافل ہو جائے اور دوری محسوس کرے ۔ پھر آیتہ مبارکہ **اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ** ط کی

تشریح فرمائی کہ مرشد کامل جب بیعت کے وقت مرید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ مرشد کو ہمیشہ مرید کا ہاتھ پکڑنے کی لاج ہوتی ہے اور اللہ کو مرشد کے ہاتھ کی لاج ہوتی ہے۔

جناب پیر محمد عارف حسینؒ فیضان شیخ کے بارے میں حضور خواجہؒ کا ارشاد بیان فرماتے ہیں کہ دریا اگر طغیانی میں آجائے تو اس سے فائدے کی بجائے نقصان کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ اس کے برعکس دریا کے آگے بند باندھ لیا جائے اور اس سے نہریں نکال دی جائیں تو دور دور تک اور بہت عرصے تک زمینیں سیراب ہوتی رہتی ہیں۔ ویسے بھی ہلکی ہلکی بارش تیز بارش سے زیادہ مفید ہوتی ہے۔ جناب حضرت صاحبؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم نے اپنے ہر مرید کے نور کا حصہ اس کے دل میں رکھ کر مہر لگا دی ہے تاکہ ضائع نہ ہو سکے اور اپنے وقت پر پھوٹے اور ایک اچھے اور تندرست درخت کی طرح بڑھے جس کی جڑیں مضبوط ہوں اور شاخیں آسمان کو چھوئیں۔

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ط

اَوْلِیَاءُ اُمَّتِی کَالْاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل ط

ترجمہ :- میری امت کے اولیاء بنی اسرائیل کے انبیاء سے مطابقت رکھتے ہیں۔ (حدیث نبوی ؐ)

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار پر حاضری

حضرت خواجہ محمد بخشؒ پاک پتن شریف تشریف لے گئے۔ دربار بابا فرید گنج شکرؒ پر جا کر بابا صاحبؒ کی ملاقات کے لئے پہلے ختم خواجگان پڑھا اور مراقبہ فرمایا۔ تو حال معلوم ہوا کہ صاحب مزار آرام فرما رہے ہیں۔ آپؒ یہ کہہ کہ واپس چل دیئے کہ جن کے لئے آئے تھے وہ تو آرام فرما رہے ہیں۔ آپؒ کو دربار لکھن شریف آئے تین چار روز ہوئے تھے ایک رات آپؒ استراحت فرما رہے تھے۔ نصف شب کے قریب آپؒ نے خود پر دباؤ سا محسوس کیا۔ آپؒ بیدار ہوئے اور پوچھا کون ہے ؟ لیکن جواب نہ ملا۔ دوسری شب پھر استراحت ہی کے دوران دباؤ سا محسوس کیا تو آپؒ نے زور دے کر پوچھا کون ہے ؟ جو نیند میں خلل ڈالتا ہے جواب نہ ملا تھا لیکن اسی وقت دباؤ بھی ختم ہو گیا۔ تیسری شب آپؒ نے نیند کے دوران ویسی ہی کیفیت محسوس کی تو آپؒ کی آنکھ کھل گئی۔ آپؒ نے سختی سے پوچھا کون ہے ؟ سامنے کیوں نہیں آتے۔ تو جواب ملا آپؒ پاک پتن دربار میں بیٹھے ہی تھے لیکن چند ہی ساعت کے بعد یہ کہہ کہ واپس چل دیئے کہ گھر والے سوئے ہوئے ہیں۔ میں تین

روز سے پاک پتن سے سفر کر کے آ رہا ہوں۔ آپؒ استراحت فرما رہے ہوتے ہیں۔ جواب پر آپؒ فوراً سمجھ گئے کہ جگانے والا کون ہے۔ بابا فرید گنج شکرؒ تشریف لائے ہوئے ہیں آپؒ نے ان کا خیر مقدم فرمایا اور پذیرائی فرمائی۔

جس روز حضرت شیر محمد صاحبؒ شرقپور والوں نے رحلت فرمائی۔ حضرت خواجہؒ دربار لکھن شریف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؒ نے اسی دن حاضرین دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا آج دنیا سے ایک چراغ اور گل ہو گیا۔ آپؒ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن تلاوت فرما کر میاں شیر محمد صاحبؒ کی رحلت کی اطلاع دی۔

ماہ ذوالحج کے ایام میں حضرت خواجہؒ کے مرید خدا بخش اور غلام محمد اپنے گھروں سے مرشد کی زیارت اور حج بیت اللہ کی زیارت کا نظریہ لے کر دربار لکھن شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے دربار شریف پہنچنے سے پہلے آپؒ نے خادمہ دربار مائی زہرہ بی بی کو کہا۔ جو لوگ مکے گئے ان کا حج منظور ہوا اور جو ادھر آ رہے ہیں ان کا بھی حج منظور ہوا اور ساتھ ہی آپؒ نے دونوں مریدین کی آمد اور ان کی خواہش کے متعلق خادمہ کو بتلا دیا۔

حضرت خواجہؒ علاقہ سرائے عالمگیر میں تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک مزار پیر جعفر شاہ صاحبؒ بھی تھا۔ جب آپؒ مزار شریف پر پہنچے نماز عصر کا وقت ہو رہا تھا۔ آپؒ نے ہمراہیوں سمیت مزار سے ملحقہ مسجد میں نماز پڑھی اور وہیں ختم خواجگان پڑھنا شروع کر دیا۔ ختم کے دوران ہی آپؒ نے کندھے سے چادر اتار کر زمین پر بچھا دی اور خود کھڑے ہو گئے تمام ہمراہیوں نے بھی تقلید کی

ختم شریف کے بعد ہمراہیوں نے آپؒ سے چادر بچھانے اور پھر کھڑے ہونے کا سبب دریافت کیا تو آپؒ نے فرمایا۔ بچو! صاحب مزار ختم شریف میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ میں نے ان کا ادب و احترام کیا تھا۔

حضرت خواجہؒ سے ایک شیطان صفت جن بھاگا ہوا تھا۔ اس نے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں آپؒ کو گرفتار کرنا چاہا اور اپنے چند ایک ماتحتوں کو آپؒ کو پکڑنے کے لئے لکھن شریف بھیجا۔۔ وہ جنات دربار عالیہ کے ایک ملحقہ باغ میں آ کر بیٹھ گئے اور مشورہ کرنے لگے کہ خواجہ صاحبؒ کی گرفتاری کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے ان جنات میں جو عمر رسیدہ تھا۔ اس نے باقیوں کو سمجھایا کہ پکڑنے سے پہلے اس شخصیت کی طاقت کا توازن تو دیکھ لو جس سے ڈر کر ہمارا سردار بھاگا ہوا ہے۔ اسی دوران حضرت خواجہؒ بھی چہل قدمی کرتے ہوئے اسی باغ میں آ گئے جنّات بہت خوش ہوئے کہ آپؒ کو باغ میں لانے والی سکیم کے بننے سے پہلے ہی آپؒ تشریف لے آئے ہیں۔ جیسے ہی وہ جنّات آپؒ کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت نبی مرسل رحمت اللعالمین شہنشاہ کون ومکان جناب سید الانبیاء ﷺ آپؒ پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔ جنات آپؒ کی عزت اور بلندی کا مقام دیکھ کر واپس بھاگ گئے۔

۱۹۳۳ء میں سید مشتاق حسین شاہ کوٹلی میرپور آزاد کشمیر والے اپنی ذاتی ضروریات کے تحت اور مالی اعانت کے لئے جناب محمد قاسمؒ کے پاس موہڑہ شریف حاضر ہوئے۔ تو جناب خواجہ محمد قاسمؒ

نے اسے فرمایا۔ دربار لکھن شریف چلے جاؤ۔ جناب خواجہ محمد بخش ؒ
تمہاری مدد کریں گے۔ جس روز شاہ صاحب دربار عالیہ پہنچے اس
وقت حضرت خواجہ ؒ وظائف کا ورد اور درود شریف تلاوت کر رہے
تھے۔ شاہ صاحب بھی اس تلاوت میں شامل ہو گئے حضرت صاحب
خواجہ ؒ ایک تخت پر بیٹھے درود شریف پڑھ رہے تھے جس کے ارد گرد
کپڑا لپٹا ہوا تھا۔ درود شریف کی پڑھائی کے دوران جب آپ ؒ نے
وجد کی حالت میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول ؐ اللہ ورد فرمایا۔ تو
اچانک آپ ؒ دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ حاضرین مجلس بھی آپ ؒ کی
تقلید میں کھڑے ہو گئے۔ آپ ؒ نے تخت کے ارد گرد سے کپڑا ہٹا دیا
حاضرین نے دیکھا نبی آخر الزمان سید الانبیاء خاتم الرسل حبیب
کبریا ﷺ تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ نور تاباں کی تاب نہ لاتے
ہوئے حاضرین بے ہوش گئے۔ دو تین گھنٹے بعد مجلس ہوش و
حواس میں آئی اور ذکر دوبارہ شروع ہوا۔ آپ ؒ نے تمام حاضرین کو
مسجد میں روانہ فرمایا اور خود وہیں عبادت میں مصروف ہو گئے۔
دوسری شب مجلس جب درود سلام اور وظائف کرتی ہوئی عروج پر
پہنچی حضرت خواجہ ؒ نے وجد کی حالت میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا
رسول ؐ اللہ کا نعرہ لگایا۔ اسی لمحہ دست بستہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔
حاضرین نے فوری تقلید کی تو دیکھا عشق و مستی کی پکار پر آج بھی
رسول اللہ ﷺ تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ حاضرین حسن تاباں
کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو گئے کچھ وقت کے بعد جب
مجلس کے ہوش و حواس بجا ہوئے تو آپ ؒ نے حاضرین کے لئے دعا
فرمائی اور حاضرین کو مسجد میں جا کر ذکر و فکر کرنے کا اذن فرمایا اور

خود اسی جگہ عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تیسری شب بھی تمام حاضرین نے مجلس کے درود و سلام اور وظائف کے عروج کے دوران نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپؒ نے آج بھی حاضرین کے حواس درست ہونے پر سب کو مسجد میں روانہ فرما کر اسی جگہ خود عبادت میں مصروف ہو گئے۔ آپؒ نے اس تخت پر قریب ۳۰ سال تک عبادت فرمائی تھی۔ لیکن ۱۹۳۳ء کے بعد آپؒ کبھی بھی اس تخت پر نہ بیٹھے تھے۔ کیونکہ زیارات کے دوران حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت خواجہؒ کو حکم فرمایا تھا۔ "اب اس تخت پر ہمارا مقام ہے"۔ اسی پاس ادب نے بقایا ساری زندگی آپؒ کو تخت پر بیٹھنے سے روک دیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد آپؒ نے سید مشتاق حسین کی مالی امداد فرمانا چاہی لیکن وہ دربار عالیہ ہی میں مقیم رہنے کے لئے درخواست گزار ہو گئے۔ آپؒ کی اجازت کے بعد سید مشتاق حسین ۵ ماہ تک دربار عالیہ میں مقیم رہے۔ انہی ایام میں ایک روز حضرت خواجہؒ نے دربار عالیہ کی دونوں خادماؤں مائی زہرہ اور مائی بھاگن کو فرمایا کہ گھر کے پچھلے کمرے کو صاف کر کے اس کا کوڑا کرکٹ باہر نکال کر رکھ دو۔ دونوں خادماؤں نے تعمیل کی وہ کوڑا تمام دن دھوپ میں پڑا رہا جس میں کافی پیاز بھی شامل تھا نماز ظہر کے وقت آپؒ نے چند مریدین کو اس کوڑا سے پیاز چننے کا ارشاد کیا۔ ابھی تقریباً آدھا ہی پیاز چنا گیا ہو گا کہ آپؒ نے سید مشتاق حسین کو تین دفعہ مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔ شاہ صاحب آپ جس کام کے لئے آئے تھے۔ وہ انہوں نے حضور نبی اکرمؐ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ جو حضور ﷺ نے منظور فرمالیا ہے

کشمیر کا راجہ ہری سنگھ آپ کو خود ہی تار دے کر بلا لے گا اور تمام مراعات بحال کر دے گا۔ پھر تمام واقعہ ویسے ہی ہوا۔

اساڑھ کے عرس مبارک پر حضرت خواجہؒ نے مریدین اور عقید تمندان کو "محمدی" کنواں کی شمالی دیوار تعمیر کرنے کا ارشاد کیا۔ سخت گرمی کے باوجود ہر شخص اپنے خلوص اور محبت سے اس کام میں لگ گیا۔ جب آپؒ دیوار کی تعمیر اور کام کی رفتار کو دیکھنے کے لئے آئے تو بادل کا ایک ٹکڑا آپؒ پر سایہ کئے ہوئے چل رہا تھا۔

سلطان الوقت جناب پیر محمد عارف حسینؒ راوی ہیں کہ حضرت خواجہؒ رحلت کے بعد چالیس شب تک ان سے ملاقی ہوتے رہے۔ فاتحہ خوانی کے لئے آنے والے دوستوں مریدین اور عقیدتمندوں کی تعداد کے متعلق ارشاد فرماتے رہے۔ اس کے دو ماہ بعد بھی آپؒ نے مجھے محمد علی ولد محمد حیات قوم اعوان ساکن اتوکے اعوان اور دیگر کئی دوستوں کو بھی زیارت دی اور فرمایا جس جگہ ان کا تابوت رکھا گیا ہے۔ وہ جگہ کافی نیچی ہے وہاں گاؤں کا تمام پانی جمع ہوا کرتا تھا۔ اس جگہ کو جلو لنک نہر سے مٹی منگوا کر اور راوی دریا سے پتھر وغیرہ منگوا کر اونچا کیا جائے اور اس پر ان کا تابوت رکھا جائے۔ اس حکم کو ڈیڑھ ماہ گزر گئے۔ میں روضہ عالیہ حضرت خواجہؒ پر حاضر ہوا اور عرض کی۔ یا حضرتؒ دیری تعمیل حکم میں صرف مستری نہ آنے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ دوسری شب مجھے آپؒ نے زیارت بخشی اور فرمایا فکر نہ کرو۔ مستری چراغدین منگل وار ۱۰ بجے دربار عالیہ آپؒ کے پاس پہنچ جائے گا۔ منگل کے روز مستری چراغدین ۱۰ بجے دن دربار عالیہ میں موجود تھا۔ حضرت خواجہؒ نے

شب زیارت مجھے یہ بھی فرمایا تھا کہ ان کے روضہ کی درستگی اور تعمیر کے لئے آپؒ کو صرف اس لئے چنا گیا ہے کہ وہ آپؒ کو اپنا وارث مقرر کر چکے ہیں ۔ اس لئے جب تعمیر روضہ کے لئے تابوت باہر نکالنا ہو تو آپؒ خود نکالیں ۔ ورنہ تابوت کسی سے بھی نہیں اٹھایا جائے گا تابوت کی روضہ سے برآمدگی کے بعد آپؒ کو دوبارہ غسل دیا جائے پہلے ہی کی طرح آپؒ کی نماز جنازہ ادا کی جائے اور چالیسواں کیا جاوے ۔ میں نے حکم کے تحت ساڑھے آٹھ بجے شب ۸۰ مریدین جن میں سید غلام یاسین شاہ ۔ مولوی خوشی محمد خطیب مسجد دربار لکھن شریف ۔ کرم الٰہی عرف جانی ضلع جہلم ۔ عبدالعزیز موضع ہنجروال لاہور ۔ محمد علی پتوکی ۔ سید محمد ولد ماہی چک ۳۱۳ حال سندھ ۔ خلیفہ نذر محمد ۔ چراغدین شامل تھے ۔ روضہ کا ڈاٹ اڑھائی بجے شب اٹھا دیا ۔ میں نے حاضرین دربار اور مریدین کو ثواب حاصل کرانے کے لئے وہاں موجود ۸۰ افراد کو کہا کہ وہ تابوت مبارک کو اٹھا کر روضہ سے باہر لے آئیں ۔ تمام لوگوں کی کوشش کے باوجود تابوت اپنی جگہ سے نہ ہلا ۔ ساتھ ہی مجھے حضرت خواجہؒ کا حکم یاد آ گیا ۔ میں نے مریدین میں سے تین افراد کو چنا اور لحد میں اتر گیا ۔ میں سر کی طرف ہو گیا اور بقایا تینوں کو پاؤں کی طرف سے تابوت اٹھانے کو کہا ۔ میری طرف سے تابوت ناف تک اونچا آ گیا لیکن ان تینوں کی طرف سے صرف ایک بالشت تک تابوت اٹھایا جا سکا ۔ جب تابوت روضہ سے باہر آ گیا تو میں نے پھر عوام کے ثواب کی خاطر لوگوں کو کہا کہ تابوت مبارک کو سب مل کر اٹھا لو ۔ لوگوں نے تابوت کے ارد گرد بانس باندھ دیئے اور مل کر اٹھانے کی کوشش کی لیکن حالت

وہی رہی اور تابوت بالکل نہ ہلا۔ میں نے بانس کھلوا دیئے اور خود دوبارہ سر کی طرف اور تمام لوگوں کو پاؤں کی طرف سے اٹھانے کے لئے کہا حسب سابق اب بھی میری طرف سے تابوت ناف سے اونچا اٹھ گیا اور لوگوں کی طرف سے وہ ایک بالشت بھر۔ اسی حالت میں تابوت دربار عالیہ کی طرف لے کر چل دیئے۔ تمام راستے میں تابوت کے ساتھ ساتھ ہزاروں قدموں کی چاپ سنائی دیتی رہی۔ جیسے ثواب اور زیارت کی خاطر نادیدہ شخصیتیں چل رہی ہیں۔ آپؒ کو دربار عالیہ کے پچھلے کمرہ میں ٹھہرایا گیا۔ اب سلسلہ یہ چل نکلا کہ مرید اور عقید تمند بعد نماز مغرب کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جوق در جوق آتے۔ کمرے کا دروازہ کھول دیا جاتا اور عوام زیارت کر کے گزرتے جاتے۔ اسی طرح آپؒ نے پندرہ دن میرے پاس قیام فرمایا۔ انہی ایام میں پیر نصیرالدین صاحب المعروف پیر ثانی صاحب موہڑہ شریف والے اور شاہی مسجد کے پیش امام مولوی غلام مرشد کو حضرت خواجہؒ کی روضہ مبارک سے باہر آکر قیام کرنے کے متعلق معلوم ہوا۔ مولوی غلام مرشد نے دھیمے دھیمے لہجہ میں مجھے مشورہ دیا کہ خواجہ صاحبؒ کا باہر تشریف لانا تو چلو ٹھیک ہو گیا مگر کفن نہ کھولنا۔ میں آپؒ کے حکم اور مولوی غلام مرشد کے مشورہ کے بین بین غلطان پیچاں اونگھ گیا۔ اسی لمحہ حضرت خواجہؒ نے مجھے زیارت فرمائی اور فرمایا۔ بیٹے گھبرا کیوں گئے ہو آپ مجھے سب لوگوں کے سامنے کفن سے باہر نکال کر غسل دیں۔ میں اس بشارت سے پہلے ہی نہر سے بھل (مٹی) اور دریا سے پتھر منگوا کر دونوں چیزیں آپؒ کے روضہ میں نیچی جگہ پر ڈلوا کر حکم کی تعمیل کر چکا تھا۔ میں نے

آپؒ کو کفن سے نکال کر غسل دیا اور دوبارہ کفن پہنا دیا تعمیر روضہ کی بنیاد مستری چراغدین اور مستری محمد شریف نے رکھی ۔ جس کمرہ میں آپؒ نے قیام فرمایا ہوا تھا ۔ وہاں شہد کی مکھیوں کے تیرہ چھتے لگے ہوئے تھے ۔ ۱۵ یوم کے بعد جب آپؒ کو روضہ مبارک میں منتقل کرنے لگے ۔ تو چھتوں کی تمام مکھیاں ساتھ ساتھ اڑتی ہوئی چلی آئیں ۔ جیسے ہی آپؒ کو روضہ مبارک میں اتارا گیا ۔ تمام شہد کی مکھیوں نے روضہ مبارک کے سامنے ایستادہ درختوں پر اپنے مسکن بنانا شروع کر دیئے ۔ آپؒ کے التفات محبت کے تحت اپنا محنت سے پیدا کیا ہوا شہد چھتوں میں دیئے ہوئے بچوں تک چھوڑ دیا ۔

جناب پیر مرشد محمد عارف حسینؒ راوی ہیں ۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ ختم ہو چکی تھی ۔ حضرت خواجہؒ نے مجھے اور دو تین دیگر مریدوں کو زیارت بخشی اور فرمایا کہ پاک بھارت جنگ کے دوران وہ واہگہ بارڈر سے رن کچھ تک پاکستانی افواج کی امداد کے لئے علاقہ کو کنٹرول کرتے رہے ہیں ۔ توپ خانہ اور دیگر مشینری کے چلنے کی بناء پر گردو غبار ان پر پڑتا رہا ہے ۔ انہیں روضہ سے باہر نکال کر غسل دو ۔ ۱۹۶۶ء کے ابتدائی ایام میں روضہ کو حسب الحکم کھولا گیا ۔ موقعہ پر میرے علاوہ دیگر مریدین نے دیکھا کہ مختلف جنگی آلات کے پرزہ جات روضہ میں آپؒ کے پاؤں کی طرف پڑے ہوئے ہیں ۔ جن کے مشاہدہ سے عیاں ہو گیا جیسے یہ تمام اہم پرزے دشمن کے جنگی آلات سے صرف اس لئے نکال دیئے گئے ہیں کہ وہ آلات ناکارہ ہو جائیں ۔ آپؒ کے روضہ مبارک سے باہر تشریف لاتے ہی جنگی آلاتت کے پرزہ جات کو ملٹری حکام کے حوالے کر دیا

گیا۔ پھر آپؒ کو غسل دینے کے بعد کفن پہنا کر اسی تابوت میں لٹا دیا گیا۔ ایک تختے کے علاوہ تمام کو کیلوں سے بند کر دیا گیا۔ مرید کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے آتے اور وہی تختہ اٹھا کر زیارت کر لیتے۔ اس طرح آپؒ نے سات یوم قیام فرمایا۔ اسی دوران میں نے روضہ کی دیواروں کو بھی پختہ کروا دیا تھا۔ آپؒ کے غسل کے وقت اور بعد میں زیارت کرتے وقت مریدین اور عقیدتمندان نے دیکھا کہ آپؒ کے بال حد درجہ سنہری تھے۔ جو حدیث نبویؐ کی تصدیق تھی کہ جنتیوں کے بال سنہری ہوں گے۔

حضرت خواجہؒ نے موضع نت والی ضلع لاہور میں چند درخت خریدے پھر صاحبزادہ شیخ عالم محمد عارف حسینؒ کو حکم فرمایا کہ بیل گاڑی سے ان درختوں کو لاد کر لے آؤ۔ صاحبزادہ باری باری درختوں کو لاد کر لاتے گئے۔ آخر میں ایک شیشم کا وزنی درخت رہ گیا۔ شام کا وقت بھی ہو رہا تھا۔ لیکن حضرت خواجہؒ نے حکم فرمایا بھئی وہی لکڑی تو ضروری ہے جاؤ اور اسے لے آؤ۔ حضرت خواجہؒ نے صاحبزادہ محترمؒ کو اس مخصوص کام کو سرانجام دینے کے لئے پابند فرمایا ہوا تھا۔ صاحبزادہ محترمؒ نے چند درویشوں کو ساتھ لیا اور موقعہ پر جا کر ہر طرح سے اس لکڑی کو اٹھانے کی سعی کی۔ لیکن وہ وزنی ہونے کی وجہ سی حرکت نہ کر سکی۔ اسی اثناء میں حضرت خواجہؒ بھی گھوڑی پر سوار موقعہ پر تشریف لے آئے۔ جب حضرت خواجہؒ نے لکڑی کو نہ ہلتے ہوئے دیکھا تو آپؒ نے چند لمحے خاموشی فرمائی۔ انہی لمحوں میں اچانک ایک طرف سے دس سفید پوش نمودار ہوئے وہ خاموشی سے لکڑی کے قریب آئے۔ نہ کسی کو سلام علیکم کہا نہ

ہی کسی سے کوئی سوال پوچھا۔ بلکہ لکڑی کے ارد گرد پھیل گئے۔ حضرت خواجہؒ بھی ساتھیوں سمیت ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور لکڑی کو اٹھا کر گڈ پر رکھ دیا گڈ چلی تو اس کا ایک پہیہ ایک گڑھے میں پھنس گیا۔ صاحبزادہ محترمؒ نے بیلوں کے ذریعہ پورا زور لگوایا کہ گڈ گڑھے سے نکل جائے مگر گڈ وزن کی وجہ سے حرکت نہ کر سکی صاحبزادہ محترمؒ نے غیر ارادی طور پر انہی سفید پوشوں کو مخاطب کر کے کہا۔ بھئی ذرا پہیہ ہلانا۔ صاحبزادہ محترمؒ کی آواز سن کر نہ تو ان اشخاص میں سے کسی نے ان کی طرف توجہ دی اور نہ بات کا جواب دیا۔ بلکہ خاموشی سے گڈ کے پہیے کو زور لگا کر گڑھے سے نکال دیا صاحبزادہ محترمؒ گڈ لے کر چل دیئے۔ گڈ کے چلتے ہی دربار عالیہ کے درویش بھی اس پر سوار ہو گئے۔ حضرت خواجہؒ بھی گھوڑی پر سوار ہو کر ساتھ چل دیئے۔ چند لمحوں بعد صاحبزادہ محترمؒ کو ان سفید پوشوں کا خیال آیا انہوں نے پلٹ کر انہیں دیکھنے کی کوشش کی لیکن ان میں سے کوئی بھی موجود نہ تھا۔

صاحبزادہ محترم محمد عارف حسینؒ راوی ہیں۔ ۲۷ جون ۱۹۳۳ء میں پیر نذیر حسین کو چیچک نکل آئی۔ پیر نذیر حسین اس بیماری کی وجہ سے رحلت فرما گئے۔ پیر نذیر حسین کی فوتیدگی کو پچیس چھبیس روز گزر چکے تھے۔ ان کی والدہ محترم پیر نذیر حسین کی جدائی میں رو رہی تھیں۔ اسی لمحہ حضرت خواجہؒ بھی باہر سے گھر تشریف لے آئے اور ان سے رونے کی وجہ پوچھی۔ جب آپؒ کو ان کے رونے کی وجہ بیٹے کی فوتیدگی معلوم ہوئی تو حضرت خواجہؒ نے انہیں فرمایا۔ رویا نہ کرو انہوں نے اللہ رب العزت سے آٹھ

بیٹوں کی منظوری حاصل کر لی ہے ۔ آپ کی والدہ پاس ادب سے کھڑی ہو گئیں اور آنسو پونچھ ڈالے ۔ آپؒ کے ارشاد کے تحت آپ کے ہاں آٹھ نرینہ اولادیں پیدا ہوئیں ۔

سلطان علی صاحب چھتن (جہلم) روائت کرتے ہیں کہ ان کی ایک عزیزہ موضع بوہت ضلع امر تسر بھارت میں فوت ہو گئی ۔ انہوں نے حضرت خواجہؒ کو فوتیدگی کے متعلق بتلا کر وہاں فاتحہ خوانی کے لئے جانے کی اجازت طلب کی ۔ اجازت کے بعد جب میں دربار عالیہ کے دروازہ تک پہنچا تو حضرت خواجہؒ نے مجھے آواز دے کر واپس بلایا اور کہا ۔ سلطان علی گاڑی میں سوار ہونے سے پیشتر شاہ عالم گیٹ لاہور سے ایک چھڑی خرید کر ساتھ لے جانا ۔ میں سیدھا شاہ عالم گیٹ چل دیا لیکن راستہ میں یہی سوچتا رہا کہ مجھے جانا تو تھا فاتحہ خوانی کے لئے لیکن ساتھ اس چھڑی کو لے جانے کا کیا مطلب ہے ؟ بہر طور وہ چھڑی خرید کر ریل میں سوار ہو گیا ۔ امر تسر پہنچ کر موضع بوہت جلد پہنچنے کی خاطر شہر کے بیچ میں سے رستہ اختیار کیا شہر سے باہر ایک کھلی جگہ پر ارائیں قوم سے متعلق افراد نے ڈیرہ لگایا ہوا تھا ۔ وہاں ان کے مویشی اور سامان بغیر کسی پہرہ کے پڑے ہوئے تھے ۔ وہ صرف رستہ کو کم کرنے کی خاطر اس ڈیرہ کے نزدیک سے گزرا اچانک تنومند قد آور اور خونخوار قسم کے دو کتے ایک اجنبی کو ڈیرہ کے نزدیک دیکھ کر اس پر حملہ آور ہو گئے ۔ وہ تو اچانک افتاد سے زبردست گھبرایا لیکن چھڑی ہاتھ میں تھی ۔ اس سے دفاع کرنا شروع کر دیا اور اس طرح بچتا بچاتا ڈیرہ سے دور نکل گیا اور کتوں سے جان چھڑائی ۔ اب اسے احساس ہوا کہ صاحب ولایت حضرت

خواجہؒ ظاہر و باطن سے کس قدر اپنے مریدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ انہوںؒ نے میرے ذہن اور آنے والے واقعہ کو دیکھ لیا تھا کہ مجھ سے یوں واقعہ پیش آئے گا۔ اس لئے چلنے سے پہلے ہی چھڑی کو خریدنے کا حکم فرما دیا تھا۔

عبدالرشید (راولپنڈی) راوی ہیں۔ ۱۹۴۱ء سردیوں کے موسم میں وہ دربار عالیہ حضرت خواجہؒ کو سلام کے لئے حاضر ہوا تھا۔ کافی رات ذکر و فکر کی محفل میں رہا رات کافی بیت چکی تھی۔ حضرت خواجہؒ نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اب آرام کرو۔ ان دنوں مریدین کی کافی تعداد دربار عالیہ میں موجود تھی۔ مجھے کوشش کرنے پر سونے کے لئے کپڑا دستیاب نہ ہوا حضرت خواجہؒ کو جب معلوم ہوا تو آپؒ نے اپنے بستر سے تلائی نکال کر مجھے دی اور فرمایا۔ دربار شریف میں ڈال کر لیٹ جاؤ۔ میں اسے ڈال کر لیٹ گیا جانے سوئے ہوئے مجھے کتنی دیر ہوئی تھی۔ سخت گرمی کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی باوجود موسم سخت سرد ہونے کے میں پسینہ میں بھیگا ہوا تھا۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور اللہ اللہ کرنے لگا۔ ایک دو گھنٹہ بعد مجھے پھر نیند آگئی اس بار بھی پہلی والی کیفیت طاری ہو گئی۔ میں اٹھ کر پھر اللہ اللہ کرنے لگا۔ میری تمام رات یونہی گزر گئی اور میں نیند بھی پوری نہ کر سکا۔ صبح کے وقت میں تلائی لئے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تلائی پیش کر کے عرض کی یا حضرت اس تلائی نے تو مجھے ساری رات سونے ہی نہیں دیا اور ساتھ اپنی تمام رات کی کیفیت عرض کر دی۔

بارگاہ معلّٰی سے حکم ہوا "عبدالرشید جب مرشد کو پاؤ تو

وہاں سونا نہیں چاہیے بلکہ یاد الٰہی میں مصروف رہنا چاہیے"

حضرت خواجہؒ ایک عرس پر موہڑہ شریف موجود تھے۔ ذکر و فکر کی مجالس جاری تھیں۔ صاحبزادہ پیر ثانی صاحب نے خلفاء اور مریدین کو فرمایا۔ مسجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ کچھ فاصلے پر پتھر پڑے تھے۔ ان کو اٹھا کر لانے کا ارشاد فرمایا۔ مریدین اور عقیدتمندان اکا دکا جا کر پتھر اٹھا کر لاتے اور رکھ کر جا رہے تھے۔ دوسرے روز حضرت خواجہؒ نماز فجر سے فارغ ہوئے اور اپنی ہمراہی درویشان کو فرمایا۔ بھئی مسجد بن رہی ہے۔ آؤ ہم بھی پتھر اٹھا لائیں۔ آپؒ نے سب سے پہلے خود پتھر اٹھایا۔ مریدین نے تقلید کی اور ایک قطار میں زیر تعمیر مسجد کے صحن کی طرف چل دیئے۔ دربار عالیہ موہڑہ شریف میں موجود جب درویش نے حضرت خواجہؒ کو پتھر اٹھائے جاتے ہوئے دیکھا تو ہرایک کو ایک ہی خیال آیا۔ مسجد کی تعمیر میں پتھر اٹھا کر لے جانا ایک افضل کام ہے۔ حضرت خواجہؒ اور ان کے درویش زیر تعمیر مسجد میں پتھر رکھ کر دوسری باری کے لیے واپس پلٹے تو دیکھا کہ ایک لمبی قطار پتھر اٹھائے چلی آرہی ہے اور وہاں سے دوبارہ اٹھانے کے لیے ایک بھی نہیں پڑا تھا۔ حضرت خواجہؒ کے اس عمل سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ مرید کو پیر خانہ میں کوئی کام کرنے میں سوچنا نہ چاہیے۔ بلکہ جو کام نظر آئے کر دینا چاہیے۔

نیامت بی بی موضع چتن (جہلم) روای ہیں۔ کپاس کی فصل کی ایک چنائی پر وہ دربار عالیہ میں حاضر تھی۔

حضرت خواجہؒ نے مجھے اور دیگر چند خواتین کو کپاس کی چنائی کھیتوں میں جا کر کرنے کا حکم فرمایا۔ چنائی کرنے کے دوران مجھے سخت بخار ہو گیا اور میں حضرت خواجہؒ کے گھر واپس آ کر لیٹ گئی۔ کچھ وقت کے بعد حضرت خواجہؒ بھی گھر تشریف لائے۔ جب مجھے چارپائی پر یوں لیٹے دیکھا تو پوچھا!

نیامت بی بی کیا تم چنائی کے لئے نہیں گئیں۔ زوجہ محترمہ حضرت خواجہؒ نے عرض کیا اسے بخار ہو گیا تھا۔ اس لئے واپس چلی آئی ہے۔ آپؒ نے اپنی ٹوپی سے ایک تعویز نکال کا مجھے عنایت فرمایا اور کہا اسے ابھی پانی میں حل کر کے پی لو۔ میں نے فوری تعمیل ارشاد کی۔ میرا بخار یوں ٹوٹا جیسے ہانڈی کا ابال بیٹھ جاتا ہے۔ وہ تعویز کیا تھا۔ میری عمر اب ۶۰ - ۵۵ سال کے قریب ہے میں دیگر بیماریوں میں تو مبتلا ہوتی چلی آئی ہوں لیکن مجھے بخار کا عارضہ آج تک نہیں ہوا۔

آفتاب طریقت جناب پیر محمد عارف حسینؒ فرماتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے نکلنا غلطی نہ تھی بلکہ ایک مغالطہ تھا اور یہ اعتبار کو دھوکہ دہی کا نتیجہ تھا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ شیطان جنت کے دو پہرہ داروں "مور اور سانپ" کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کی غیر حاضری میں مائی صاحب "حوّا علیہ السلام" کے پاس پہنچا اور اللہ جلّ شانہ، کے حکم کی تاویل اپنی ذہنیت کے مطابق بیان کی۔ مائی صاحبہ کو شیطان کی بات پر اس لئے یقین آ گیا کہ جنت کے پہرہ دار کسی غلط شخصیت کو ان کے پاس نہیں لا

سکتے۔ نیز مائی صاحبہ کی ایسی سوچ بھی اللہ پاک کی طرف سے ایک حکمت تھی۔ اللہ تعالی نے اعتماد کے ساتھ اس دھوکہ دہی کو غلطی قرار دیا اور سزا کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام اور مائی صاحبہ حوّا علیہ السلام کے سامنے دو شرائط رکھیں۔ پہلی شرط یہ تھی۔ اے آدم علیہ السلام اگر جنت میں رہنا ہے جہاں آرام ہی آرام ہے لیکن میری قربت حاصل نہ ہو سکے گی۔ دوسری طرف دنیا ہے۔ جہاں تکلیف کے بعد قربت مل جائے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت کو تو دیکھ ہی چکے تھے اس لئے اسے چھوڑ دیا اور صرف قربت الٰہی حاصل کرنے کی خاطر دنیا میں تشریف لے آئے۔

جناب محمد عارف حسین صاحبؒ راوی ہیں کہ صوبیدار برکت علی پکا پنڈ نیشنہ اٹاری کا رہنے والا تھا۔ اس کا لڑکا سلطان احمد لینڈ کمشنر تھا۔ وہ حضرت خواجہؒ کے دور کے رشتہ داروں میں سے تھا اسے اپنی چوہدراہٹ اور لینڈ کمشنر کا والد ہونے کا بڑا گھمنڈ تھا۔ اسی لئے عام رشتہ داروں سے ملنے سے کتراتا تھا۔ حضرت خواجہؒ کے بھتیجے کی شادی تھی اور برکت علی کے گاؤں جا رہی تھی۔ جب برکت علی کو اس بارات کی آمد کا پتہ چلا تو گاؤں سے ایک فرلانگ باہر ہی بارات کو اس خیال سے روک لیا کہ بارات والے اس سے رشتہ ظاہر کرنا بند کر دیں اور بات کو یوں شروع کیا۔ براتیو کہاں چلے ہو؟ جواب دیا گیا پکے پنڈ۔ دوسرا سوال کیا۔ کس کے گھر؟ باراتیوں کی طرف سے جواب دیا گیا چوہدری وزیر کے گھر جا رہے ہیں۔ اور تکراراً کہا۔ کہاں سے آئے ہو؟ جواب دیا گیا لکھن شریف سے۔ آخر جب برکت علی کو یہ احساس ہو گیا کہ برات کو روک کر اور توضیحی سوال کرنے سے بھی کسی نے گرم مزاجی نہیں دکھائی تو اس نے بات

بڑھانے کی خاطر حضرت خواجہؒ کے خانوادہ سے سوال کرنے کی بجائے براتیوں پر زور چڑھایا اور پوچھا۔ اچھا تو بتاؤ ہمارا تمہارا رشتہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ حضرت خواجہؒ کے بڑے صاجزادے بارات کے ساتھ تھے۔ انہوں نے جب برکت علی کو کسی حالت میں ٹلتے نہ دیکھا اور اس کا رویہ غلط دیکھا تو آپ نے برکت علی کو مخاطب کر کے کہا۔ حضرت خواجہؒ پیچھے آ رہے ہیں یہ بات ان سے پوچھنا۔ برکت علی چونکہ جھگڑالو ذہن سے آیا ہوا تھا۔ اپنی حیثیت کے گھمنڈ میں وہ رشتہ داری کے تنازعہ کو ختم کر کے ہی دم لینا چاہتا تھا اور اس خیال کے تحت کہ لکھن شریف والے اس سے رشتہ داری کا اظہار کیوں کرتے ہیں۔بارات کو رکے رہنے کا کہا کہ حضرت صاحبؒ آ ہی لیں۔ تب برات آگے جائے گی۔ حضرت خواجہؒ ایک چھوٹی سی بیل گاڑی پر تشریف لے آئے تو برکت علی نے اسی غرور کے تحت آپؒ سے وہی سوال کیا کہ ہماری آپؒ کی رشتہ داری کیسے بنتی ہے؟ آپؒ نے برکت علی سے متاثر ہوئے بغیر اسے کھینچ کر بیل گاڑی میں ساتھ بٹھا لیا اور فرمایا بھئی تمہاری اور ہماری رشتہ داری مائی جیواں سے شروع ہوتی ہے۔ جو تمہارے باپ کی پھوپھی اور میرے باپ کی دادی تھی۔ اب تو تمہیں پتہ چل گیا ہو گا رشتہ داری کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ پھر آپؒ نے اسے کہا تمہاری بات پوری ہو گئی اب میرے سوال کا جواب دیتے جاؤ۔ صرف اتنا بتلا دو انسان کی پیدائش کہاں سے ہوئی؟ برکت علی یہ سوال سن کر خاموش ہو گیا اور چند منٹ کے بعد جواب دیا۔ یہ میاں بیوی کے ملاپ اور جراثیم کے ملنے کی طبعی حالت کا نتیجہ ہے۔ اس جواب کی ادائیگی کے وقت برکت علی کے لہجہ سے یہ عیاں ہو رہا تھا کہ وہ اعلیٰ

طبقہ سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی معلومات سائنسی ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا نہیں غلط ہے۔ رشتہ صرف خون کا ہی ہونا ضروری نہیں۔ آدم کی تمام اولاد آپس میں رشتہ دار ہیں۔ انسان کی بنیاد یہاں نہیں بلکہ دوسری جگہ ہے۔ آپؒ نے برکت علی کو تخلیق انسانیت سمجھاتے ہوئے اور سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے روحوں کے خزانے کو مقام "علیین" جو جنت کے نیچے ایک جگہ ہے رکھا ہوا ہے۔ جب کسی ماں کی قسمت میں کوئی روح حقدار ہوتی ہے اس روح کو ۴۰ روز پہلے اس کے خاوند کی پشت میں اتار دیا جاتا ہے۔ وہاں سے ماں کے بطن میں منتقل ہو کر ۴۰ روز وہاں رہتی ہے۔ اس کے بعد حرکات و سکنات شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد تکمیل کا دوسرا دور شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی بچے کی جلد بال گوشت بننا شروع ہوتا ہے اور یہ چیزیں ماں کی کھائی ہوئی خوراک سے تکمیل ہوتی ہیں۔ ہڈیوں کی نشوونما باپ کے حصے میں آتی ہے۔ ان دونوں کے درمیان روح ہوتی ہے جس کا نام "نور" ہے۔ ان دونوں عملوں اور تخلیق کے نمودار ہونے میں ۹ ماہ اور ۱۰ دن اصل میعاد بن جاتی ہے۔ یعنی ۴۰ یوم کے ۷ کورس۔ اگر انسان کی بودوباش کی بنیاد ان ہی دو مادوں پر ہوتی جو تم نے بتلائی ہیں حالانکہ یہ دونوں مادے ناپاک متصور کئے جاتے ہیں۔ اس طرح تو انسان کا اللہ کے ساتھ کبھی کوئی تعلق پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ پاک اور ناپاک کبھی آپس میں نہیں مل سکتے۔ چونکہ انسان کی پہلی بنیاد پاک ہے اس لئے پاک ہمیشہ پاک ذات ہی کو یاد کرتا ہے اور پاک ہی کی طرف رجوع کرتا ہے پاک ہی کو طلب کرتا ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ

اور تم جو یہ کہتے ہو کہ انسان عورت اور مرد کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے وہ یوں بھی غلط ہے کہ اگر عورت اور مرد کے ملاپ ہی سے پیدا ہونا ہوتا تو والدین کے صبح اور شام کے ملاپوں سے ہوتا جانا چاہئے تھا اور یہ غلط ہو گیا۔ کیونکہ بچہ پیدائش میں ۹ ماہ ۱۰ دن کا وقت لے جاتا ہے جو "علیین" سے روح کی صورت میں باپ کی پشت میں آ کر والدہ کے بطن میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اس لئے ماں کو حمل کے ایام میں رزق حلال دینا چاہئے۔ حضرت خواجہؒ کے رشتہ داری کی نشاندہی اور سائنس کی اس علمیت پر جو میڈیکل سائنس بھی ثابت نہ کر سکی کے بتلانے پر برکت علی سرنگوں ہو گیا اور کلمہ اقرار پڑھ لیا

دربار عالیہ کا ایک غلام کرم الٰہی عرف جانی صاحبزادہ محترم جناب محمد عارف حسینؒ سے کھرلی پر جانور باندھنے پر ناراض ہو کر اونچی آواز میں بولا۔ جب حضرت خواجہؒ کو اس بات علم ہوا تو آپؒ نے جانی کو طلب فرما کر پوچھا۔ تم جانی ہو۔ تم جانی ہو۔ وہ ہاں ہاں میں اقرار کرتا گیا۔ پھر پوچھا تمہیں درود شریف آتا ہے اس نے پڑھ کر سنا دیا۔ آپؒ نے فرمایا جانی یاد رکھو جب تک آل پر درود نہ پڑھا جائے درود مکمل نہیں ہوتا۔ اب اگر تم مجھ ہی سے عقیدت رکھتے ہو تو چلے جاؤ مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔

جناب صاحبزادہ محمد عارفؒ راوی ہیں۔ انسان کے جسم کے اندر ۳۶۵ رگیں ہیں۔ جب تک یہ سب رگیں روشن نہ ہوں جسم کا نظام نہیں چلتا۔ اسی بناء پر سال کے بھی ۳۶۵ دن مقرر کئے گئے ہیں۔ ان لوگوں کو پانچ جگہوں اور مقامات پر روشن کیا جاتا ہے یا یہ کہ ان مقامات کے پانچ منبع ہیں۔

۱۔ سری ۲۔ قلبی ۳۔ خفی ۴۔ روحی ۵۔ نفسی۔

حضرت بہاؤالدین زکریا کے نزدیک ۱۱ مقام ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے نزدیک ۵ مقام ہیں۔ حضرت موہڑوی کے نزدیک ۲ مقام قلبی۔ سری ہیں۔

حضرت خواجہؒ نے اللہ اور اس کے بندے کو ملانے میں ہمیشہ اختصار سے رستہ بتلایا اور اس راہ پر چلنے کی ایک مثال اپنے کردار سے اتنی وضاحت اور ایسے عوامل سے پیش کی کہ ہر شخص اللہ پاک کے جلد از جلد قریب ہو جائے۔ آپؒ نے نماز کی سختی سے تلقین فرمائی ہے اور نماز کو اس طرح سمجھا کر پڑھایا جو انسانی فطرت کے مطابق ہو اور اس کی جستجوئے رزق اور شوق دونوں قائم رہ سکیں۔

آپؒ نے فرمایا:۔

فجر کی نماز ــــــــــــ محشر کے لئے پڑھو۔
ظہر اور عصر کی نمازیں ـــ دنیا کے لئے پڑھو۔
شام اور عشاء کی نمازیں ـــ قبر کے لئے پڑھو۔

نماز فجر کی ساعت اور تفصیل یوں بیان فرمائی کہ فجر نماز اس لئے محشر کے لئے پڑھنی چاہئے۔ جیسے فجر کی نماز کے لئے صبح اٹھتے ہو ویسے ہی محشر کے روز اسی وقت گروہوں کی صورت میں لوگ بھاگیں گے۔ گروہوں میں اس لئے کہ نماز کے متعلق فرداً فرداً سوال نہیں ہو گا۔ صبح کے وقت فجر کی نماز پڑھنے والا قیامت کے روز بھی اسی طرح اٹھے گا جیسا سویا ہوا فجر کی نماز کے لئے اٹھتا ہے پھر تمام لوگ اسی طرح نبیؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش

ہوں گے۔

نماز ظہر اور عصر کے متعلق فرمایا۔ ان نمازوں کو دنیا کے لئے اس لئے پڑھنا چاہئے کہ جان کنی کے وقت انسان کو یہی دو اوقات نظر آتے ہیں چاہے ملک الموت ۲۴ گھنٹوں کے درمیان کسی وقت بھی جان قبض کر رہا ہو۔ جب اسے قبر میں لے جایا جاتا ہے تو اسے مغرب اور عشاء کا وقت محسوس ہو رہا ہوتا ہے۔ نماز پڑھنے والے افراد ان اوقات میں جب ذکرِ الٰہی میں مصروف ہوں گے تو ان پر کسی قسم کی سختی یا اضطرار نہیں ہو گا بلکہ آسانی ہو گی اور وہ جنتی ہو گا۔

آپؒ نے ۵ نمازوں کے فرض ہونے کے متعلق وضاحت فرمائی۔ فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام نے اس لئے ادا فرمائی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالے جانے کے بعد آپ کی عمر کا ایک خاصہ حصہ اس غلطی کی معافی مانگنے سے گزر گیا جو نا دانستہ طور پر سرزد ہو گئی تھی۔ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو معافی ہوئی وہ وقت صبح کاذب اور صادق کے درمیان تھا۔ اس وقت حضرت آدم بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کر رہے تھے۔ "اے اللہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں معاف فرما دے۔" جب یہ نام زبان سے ادا ہوا اور اسم اولی کا واسطہ دیا تو بارگاہ ذوالجلال سے اعلان ہوا۔ آدم تجھے معاف کر دیا گیا۔ تیری معافی قبول ہوئی۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے شکرانے میں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا سے طوفان آیا۔ آپ علیہ السلام بیڑے میں سوار عذابِ الٰہی کا نظارہ کر رہے تھے لیکن دنیاوی

تباہی اور عذاب کی شدت کی وجہ سے طبیعت مضمحل اور مضطرب تھی۔ جب طوفان کم ہوا۔ آپ کا بیڑہ جودی پہاڑی پر لگ گیا اور اس سے آپ باہر نکلے تو شکرانے میں ۴ رکعت نماز ادا فرمائی یہ وقت نماز ظہر کا تھا۔

نماز عصر حضرت عزیر علیہ السلام نے پڑھی تھی۔ حضرت عزیر علیہ السلام صاحب ثروت شخصیت تھے اور لوگ اس وقت قلعہ بند شہروں میں رہتے تھے۔ آپ گھر سے ہجرت کر کے ایک غار میں مقیم ہو گئے ہجرت کے وقت آپ کا گدھا بھی ساتھ تھا۔ اللہ جلّ شانہ، نے اپنی طاقت کا مظاہرہ دکھانے کے لئے جناب عزیر علیہ السلام کی روح قبض فرمالی۔ بعد میں گدھے کو موت کی نیند سلا دیا عرصہ ۱۰۰ سال گزر جانے کے بعد آپ کو حیات بخشی گئی۔ آپ کو بتلایا کہ آپ پر یہ انعام فرمایا گیا ہے۔ اب آپ سے سوال کیا گیا کہ بتلائیں کہ ان کے خیال میں وہ کتنا سوئے ہوں گے۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے بتلایا وہ ابھی سو کر اٹھے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو بتلایا آپ سو سال کی موت کے بعد زندہ ہوئے ہیں۔ جناب عزیر علیہ السلام معترض ہوئے۔ کیونکہ غار میں ان کے داخلہ کے وقت ان کے پاس انگور اور جو تھے یہ دونوں چیزیں اب بھی درست حالت میں ان کے پاس موجود تھیں اور ۱۰۰ سال گزر جانے کے باوجود تازہ تھیں۔ حالانکہ اللہ جلّ شانہ، نے جو اور انگور کی رطوبت بطور امانت رکھی ہوئی تھی۔ اسی بناء پر تازہ اور گرم معلوم ہو رہے تھے۔ یہی بناء حضرت عزیر علیہ السلام کے اعتراض کی تھی۔ کہ ۱۰۰ سال کیسے گزر گئے۔ وہ تو ابھی سو کر اٹھے ہیں۔

اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کی توجہ آپ کے گدھے کی طرف دلائی جس کے جسم کی کھال اور ہڈیاں ۱۰۰ سال گزر جانے کی وجہ سے بھس بن چکے تھے۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ پاک کی طرف سے گدھے کو زندہ ہو جانے کا حکم سنایا۔ گدھا زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام نے ۴ رکعت نماز شکرانہ ادا فرمائی اور یہ وقت نماز عصر کا تھا۔ بعد ازیں آپ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے گھر پہنچنے پر قریب میں ایک بوڑھی عورت جس کی عمر قریبا ۱۵۰ سال تھی۔ اس سے اجنبی بن کر سوال کیا کہ یہاں عزیر علیہ السلام کا گھر تھا اس عورت نے جواب دیا ہاں رہا کرتا تھا آج سے ۱۰۰ سال پہلے۔

نماز مغرب حضرت داؤد علیہ السلام نے ادا فرمائی وہ اس طرح کہ آپ کی ایک لغزش کی پاداش میں اللہ جلّ شانہ، نے آپ کی سرزنش فرمائی۔ آپ کی ایک عمر توبہ اور رونے میں گزر گئی اور معافی طلب کرتے رہے۔ معافی ہونے پر آپ نے ۴ رکعت نماز نیت کر کے ادا فرمانی شروع کی۔ آپ نماز میں لمبا قیام فرمایا کرتے ہیں ادھر سورج مغرب میں غروب ہوتا جا رہا تھا۔ ابھی آپ نے تین ہی رکعت ادا فرمائی تھیں۔ سورج غروب ہو گیا تو آپ نے تین رکعت کی ادائیگی کے بعد سلام کہہ دیا۔ کیونکہ چوتھی رکعت کے لئے مغرب کا وقت فوت ہو چکا تھا۔

عشاء کی نماز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ جلّ شانہ، کے وصال کی خاطر ادا فرمائی اس لئے نماز عشاء جناب رسول اللہؐ کی نماز ہے۔

انبیاء علیہ السلام کی شکرانے کی نمازوں کو امت محمدیہؐ کے لئے مختص فرما دیا گیا تاکہ امت محمدیؐ سنت الانبیاء کے ساتھ ساتھ اللہ پاک کی عبادت سے زیادہ اور جلد قرب حاصل کر سکیں اور یہ کرم رحم صرف امت رسول اللہ ﷺ پر خاص طور پر کیا گیا

"اللہ اکبر"

حضرت خواجہؒ موضع سادھ ضلع شیخوپورہ کے ایک درویش اور مرید محمد شریف کے گھر تشریف لے گئے۔ صوفی اللہ دین رام پور والا آپؒ کے ہمرکاب تھا۔ موضع سادھ سے آپؒ موضع چیرو پور جہاں کی تمام گوجر قوم آپؒ کی مرید تھی ان کے ہاں روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت خواجہؒ نے صوفی اللہ دین کو بطور حجت پوچھا اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات اسے اس کے فضل و کرم سے یاد کرتی ہے۔ اگر وہ اس کائنات کی طرف خیال کرنا چھوڑ دے تو تمام کائنات اسے بھول جائے۔ اسی طرح اس کے فیض سے درویشوں کے پاس بھی ایک چیز ہے جس سے نسبت رکھنے والے کو اگر شیخ توجہ دیتا ہے تو اس کو شیخ کی پہچان رہ جاتی ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ صوفی اللہ دین نے عرض کی نہیں حضور جس عقیدت سے سالک اپنے شیخ کا خیال کرتا ہے کیا وہ نسبت کمزور ہوتی ہے۔ آپؒ نے فرمایا نہیں اللہ دین نسبت ہمیشہ شیخ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اچھا اگر تمہارا خیال صحیح ہے تو ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ یہ چیرو پور والے لوگ عقیدت میں شامل ہیں اور آئے دن لکھن شریف میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اب

دیکھنا یہ ہماری پہچان کرتے ہیں یا نہیں ۔ حضرت خواجہؒ ذکر کرتے ہوئے گاؤں میں داخل ہوئے اور اسی حالت میں گاؤں کے درمیان سے گزرتے ہوئے گاؤں کی دوسری طرف چلے گئے ۔ گاؤں کے لوگ آپؒ کے اور صوفی اللہ دین کے ارد گرد سے گزرتے چلے گئے چارپائیوں پر بیٹھے ہوؤں نے بھی کوئی توجہ نہ دی ۔ حالانکہ سب لوگ مرید بھی تھے اور آپؒ کو پاس سے گزرتے ہوئے بھی دیکھ رہے تھے لیکن کسی شخص نے نہ تو حضرت خواجہؒ کو روکا اور نہ سلام کہا۔ حضرت خواجہؒ گاؤں سے قریب ۴ ایکڑ باہر چلے گئے تو آپؒ نے صوفی اللہ دینؒ سے دریافت فرمایا ۔ اب بتلاؤ نسبت شیخ کی طرف سے ہوتی ہے یا مرید کی عقیدت ۔ اب دیکھ لیا ہے اس نے عرض کی ۔ یا حضرت دیکھ لیا ہے ۔ لیکن عرض کی یا مولا دیکھ تو لیا ہے مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ یہ سب کچھ ہوا کیسے ؟ آپؒ نے فرمایا ۔ ابھی سمجھ میں آجاتی ہے ۔ یہ الفاظ آپؒ نے ادا فرمائے ہی تھے اللہ دین نے پلٹ کر دیکھا کہ گاؤں والے حضرت صاحب خواجہؒ کے تعاقب میں دوڑے آرہے تھے اور دور ہی سے عرض کرتے چلے آرہے تھے کہ انہوں نے آپؒ کو پہچانا تک نہیں۔ سب لوگ بار بار قسمیں کھا کھا کر اور رو رو کر آپؒ کی خدمت اقدس میں صفائی پیش کر رہے تھے۔ اسی مجمع میں گاؤں کی ایک بوڑھی عورت نور بھری نے روتے ہوئے عرض کیا۔ مالک ان لوگوں میں تو سب امیر ہیں کوئی نمبر دار ہے اور کوئی امیر خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ ! وہ تو ایک بیوہ اور غریب عورت ہے۔ وہ بے اولاد بھی ہے۔ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ذات اور آپ کی محبت ہی اسی کے پاس ہیں۔

اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی چیز نہیں۔ وہ بار بار یہ الفاظ دہرا کر حضرت خواجہؒ کو اپنے گھر لے جانے پر مصر تھی۔ اس نے آخر میں التجا کی۔ اگر آپؒ اس کے گھر تشریف نہ لائے۔ تو وہ کسی جگہ کی نہ رہے گی۔ نور بھری کی التجاؤں کے درمیان اہل موضع بھی آپؒ کی خدمت میں درخواستیں کرتے رہے کہ آپ واپس گاؤں چلیں۔ حضرت خواجہؒ نے ان پر شفقت فرماتے ہوئے دیہات والوں سے فرمایا۔ لو بھئی واپس چلتے ہیں۔ لیکن جائیں گے اس گھر میں جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی۔ جہاں آپ کھڑے تھے وہاں سے چار راستے گاؤں میں جاتے تھے۔ آپ نے گھوڑی کی لگام کو زمین سے باندھ دیا اور اسے مخاطب کرکے فرمایا۔ بھئی اب اس گھر کی طرف چلو۔ جس طرف اللہ کی مرضی ہے۔ گھوڑی آپ کو لے کر واپس گاؤں کی طرف چل دی اور بغیر کسی حیل و حجت اور رکاوٹ کے سیدھی مائی نور بھری کے دروازہ کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ دیہات والے حیران ہوگئے۔ حضرت خواجہؒ گھوڑی سے اتر کر اس بیوہ کے گھر میں قیام پذیر ہوگئے۔ صوفی اللہ دین نے خدمت اقدس میں عرض کیا۔ حضور سردی کا موسم ہے۔ دریا کا کنارا ہے۔ نور بھری کے گھر میں نہ تو خرچ ہے اور نہ ہی مریدین کے لیے خرچہ۔ نہ ہی یہاں کوئی بستر دکھائی دیتا ہے۔ ہم لوگ تو سردی سے ٹھٹھر جائیں گے۔ حضرت صاحب خواجہؒ نے صوفی اللہ دین کو فرمایا۔ صوفی تو کہلواتے ہو لیکن "اس" ذات پر بھروسہ نہیں ہے۔ اتنے میں مائی نور

بھری نے اپنا ٹرنک کھولا۔ ٹرنک میں کپڑوں کے نیچے گندم کا بھوسا بچھا ہوا تھا۔ وہاں سے نور بھری نے نئی تلائی (گدے) نکال کر آپؒ کے اور تمام پیر بھائیوں کے بستروں پر بچھا دیئے۔ صاف اور ستھرے تکیئے رکھ کر تمام احباب کو بٹھا دیا اور کھانے میں باسمتی کے چاول اور گوشت کا سالن تیار کیا۔ پھر دیسی گھی پانی کی طرح گرم گرم چاولوں پر ڈال دیا۔ ان انتظامات کو دیکھ کر حضرت خواجہؒ نے صوفی اللہ دین کو مخاطب کرکے فرمایا۔ صوفی اب دیکھ لیا۔ تمہیں مائی تو غریب نظر آتی تھی۔ لیکن لانے والا تو غریب نہ تھا۔ وہ تو ساری کائنات کا مالک ہے۔ تم صوفی نام نہ رکھو۔ صوفی کا پہلے مطلب تو سمجھ لو۔ صوفی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پرہیز گار ہو اور تقویٰ کرتا ہو اور اس پر گامزن ہو۔ اگلی صبح حضرت خواجہ نے نور بھری ہی کے گھر پر ختم خواجگان تلاوت فرمانا شروع کر دیا۔ ادھر ختم خواجگان ہو رہا تھا ادھر نور بھری بکرے کا کافی گوشت اور حلوہ پکا کر لے آئی۔ سب لوگ حیران تھے کہ ظاہراً تو ان اخراجات کے برداشت کرنے کی طاقت نور بھری میں نظر نہ آتی تھی۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے کوئی طاقت ہی کر رہی ہے۔ اب صوفی اللہ دین کو بھی یقین ہوگیا کہ حضرت خواجہؒ نے جو کچھ کیا تھا یہ سب کچھ اسی توجہ کا نتیجہ ہے۔ ناشتہ کے بعد حضرت خواجہؒ نے دعا فرمائی اور شادیوال کے لیے مراجعت فرمائی۔ شادیوال والوں نے جب نعرہ کلمہ طیبہ سنا تو سب کے سب مرید اور عقیدتمند اکٹھے ہو کر حاضر ہوگئے۔ آپؒ نے

وہیں پر ان سب کے لیے دعا فرمائی اور جلیانہ اور پھر چوہنگ پہنچے۔ تمام خلق اللہ کے لیے دعا فرماتے جاتے تھے۔ جب کلمہ طیبہ کے ذکر کے ساتھ آپ سمسانی کھوئی پہنچے تو مریدوں اور عقیدتمندوں کا ایک گروہ ہمراہ تھا۔ یہاں آپ نے سب کو حلقہ ذکر' درود پاک اور مراقبہ کی تعلیم فرمائی۔ سمسانی کھوئی میں چار یوم قیام کے بعد آپ ماجھے والہ اور شادیوال تشریف لائے۔ ان دیہات کے مریدوں نے مسجد کے قریب حضرت خواجہؒ کے نام پر دربار تعمیر کیا ہوا تھا۔ جہاں سب لوگ اکٹھے ہو کر اپنے پیر کی یاد مناتے تھے اور آپ کے اسلوب اور تربیت کے تحت اسی جگہ ختم خواجگان' ذکر کلمہ طیبہ مل کر پڑھتے۔ اسی جگہ پر ایک مرید جس کا نام بھی آپؒ کے اسم مبارک سے ملتا تھا۔ آپ نے اس کو دیگر مریدین کو ذکر کروانے کے لیے مقرر کیا ہوا تھا اور وہ حضرت خواجہؒ کے بتائے ہوئے اذکار کو معمول کے مطابق پیر بھائیوں کو ورد کرواتا رہتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آگیا تو اس نے اپنے بھتیجے محمد حسین سے کہا کہ وہ اپنے پیر سے ملنے کی تمنا رکھتا ہے۔ لیکن جسمانی کمزوری اور چلنے پھرنے سے قاصر ہونے کی بناء پر وہاں خود نہیں جاسکتا۔ مجھے کسی صورت میرے پیر کے پاس پہنچا دو۔ میری تمام لوگوں سے یہ آخری خواہش ہے۔ محمد حسین نے ان کے حالات کودیکھتے ہوئے تانگہ تیار کروایا۔ اس میں اپنے چچا کو بیٹھا کر دربار عالیہ لکھن شریف پہنچ گیا۔ وہاں حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بیمار چچا کے حالات و واقعات اور خواہش عرض کر دی

کہ وہ چلنے پھرنے سے قاصر ہے۔ اس لیے آپؒ تشریف لے چلیں اور اس سے مل لیں۔ حضرت خواجہؒ نے محمد حسین کو کہا۔ بھئی وہ چارپائی پڑی ہے اسے لے جاؤ اور محمد بخش کو اس چارپائی پر لٹا دو۔ ہم وہیں آرہے ہیں۔ محمد حسین نے چچا کو ٹانگہ سے اتار کر چارپائی پر لٹا دیا اور چارپائی اٹھوا کر "سرس" کے درخت کے نیچے پہنچا دی۔ آپؒ وہیں تشریف لے آئے اور محمد بخش سے فرمایا۔ آؤ مجھ سے گلے تو مل لو۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی آپ نے محمد بخش کو بازو سے پکڑ کر زمین پر کھڑا کیا اور گلے سے لگا کر ملاقات فرمائی اور جاری قلب سے اسم ذات کو محمد بخش کے سینہ میں رد کر دیا۔ جس سے اس پر سکر اور وجد طاری ہوگیا۔ جب ہوش آیا تو خدمت مرشد میں عرض کی۔ یا حضرت وہ مجھے چار بار لینے آئے تھے۔ میں نے ہر بار انہیں یہی کہا تھا کہ جب تک میں اپنے پیر کی زیارت نہیں کرلیتا ان کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ اب میں نے ملاقات کرلی ہے۔ میرے لیے کیا حکم ہے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا ابھی جو سبق تمہیں دیا گیا ہے اسے یاد کر لو۔ ہم کنوئیں پر جار رہے ہیں وہاں سے واپسی پر ملاقات کرکے تمہیں رخصت کریں گے۔ محمد بخش نے اثبات میں سر ہلایا اور ساتھ ہی عرض کی مالک اگر وہ اس بار آئیں تو ان سے کیا کہوں تو حضرت خواجہؒ نے ارشاد فرمایا۔ اگر وہ آئیں تو ان سے کہہ دینا ابھی مجھے رخصت نہیں ملی۔ جس وقت اجازت ملی چلوں گا۔ تم واپس چلے جاؤ۔ جب آپ کنوئیں سے واپس تشریف لائے تو ظہر کی نماز کے لیے اذان ہو رہی تھی۔ آپؒ

نے نماز ادا فرما کر محمد بخش کے پاس تشریف لائے اور اس کے پاس کلمہ طیبہ تلاوت فرمایا۔ پھر اس سے معانقہ فرما کر اسے رخصت فرما دی۔ محمد بخش نے عرض کی۔ حضرت جی! میں نے کلمہ شہادت کی جو تصدیق آپ کے ہاتھوں پر کی ہوئی ہے۔ اس میرے وعدے کو بھول نہ جایئے گا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہ وعدہ تو پکا اور سچا ہوتا ہے۔ وہ وعدہ یدُ اللّٰہ فوق ایدیھم ○ مالک سے وعدہ ہوتا ہے۔ آپ نے جیسے ہی یہ الفاظ ادا فرمائے۔ محمد بخش کی زبان سے کلمہ الحق، کلمہ طیبہ اور دل کے علاوہ جسم کی روئیں روئیں سے ذکر اسم ذات جاری و ساری ہوا۔ اور واصل حق ہوگیا۔ حضرت خواجہؒ نے دربار عالیہ کی مسجد کے قریب ہی دفن کرکے اسے پاس ہی رکھ لیا اور محمد بخش کے متعلق فرمایا۔ بھئی آخرت کا ساتھ تو ہوتا ہی ہے یہ جو زندگی کے چند ایام ہیں کیوں نہ ساتھ ہی رہیں۔ اسی لئے تم ہمارے پاس ٹھہرو۔

جناب محمد عارف حسین کا فرمان ہے۔ درویش جب کسی سے بات کرتا ہے تو منہ بند کرکے۔ جب کسی کو دیکھتا ہے تو آنکھیں بند کرکے دیکھتا ہے۔ نیز فرمایا۔ درویش اپنے آپ کو چھپا کر رکھتا ہے۔ کوئی راز کی بات جو وہ خواب میں دیکھتا ہے کسی سے بیان نہیں کرتا۔ وہ اس طرح راز داری رکھتا ہے جیسے میاں بیوی رات کی بات کسی کو نہیں بتا سکتے۔ ویسے ہی مالک حقیقی کے وصال کی بات کسی کو نہیں بتائی جاسکتی۔

بوٹے شاہ (لالے موے) راوی ہیں کہ حضرتؒ خواجہؒ نے اس کو -/500 روپے پاس رکھنے کے لیے دیئے۔ کہ جب انہیںؒ ضرورت ہوگی وہ طلب فرمائیں گے۔ ان دنوں حضرت خواجہ لالے موے کے علاقہ میں مریدین اور عقیدتمندان کی روحانی تربیت کے لیے دورہ پر تھے۔ چند روز قیام کے بعد حضرت خواجہؒ نے واپسی کا ارادہ کیا اور ہمراہی درویشان اور میرے ریلوے اسٹیشن پر تشریف لے آئے۔ گاڑی کھڑی تھی۔ حضرت خواجہؒ کے علاوہ ہم سب بھی گاڑی میں سوار ہوگئے۔ جب گاڑی چل پڑی تو مجھے یاد آیا کہ حضرت خواجہؒ نے جو رقم اسے پاس رکھنے کو دی تھی وہ تو گھر پر ہی بھول آیا ہوں۔ میرا یہ سوچنا تھا کہ گاڑی چلتے چلتے رک گئی۔ جب گاڑی رکھنے کی وجہ دریافت کی تو پتہ چلا کہ انجن کے پرزوں میں کوئی خرابی ہوگئی ہے جن کو درست کرنے میں وقت لگے گا۔ میں نے اس خیال کے تحت کہ انجن کو درست میں کرنے میں ابھی وقت لگے گا میں ڈھائی میل دور اپنے گھر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا کہ رقم لے آؤں۔ مجھے آنے جانے میں کافی وقت لگ گیا۔ جب میں واپسی پر حضرت خواجہؒ کے سامنے ہوا تو آپؒ نے پوچھا کیوں بھئی پیسے لے آئے ہو۔ میں نے اثبات میں عرض کیا۔ اس کے چند لمحوں بعد ہی انجن کی درستگی کی اطلاع ملی اور گاڑی روانہ ہوگئی۔

حضرت خواجہؒ موضع بھلولہ (جہلم) کی ایک مسجد میں

تشریف فرما تھے۔ ذکر اسم ذاتی جاری تھا کہ اچانک آپؒ مسجد سے باہر نکل آئے۔ وہاں پر موجود تمام درویش اور پیش امام بھی عجلت میں مسجد سے باہر آگئے۔ آپؒ نے حاضرین سے فرمایا۔ تمام لوگ جھولیاں پھیلا کر الصلوۃ وسلام علیک یا رسول اللہ پڑھیں۔ حاضرین نے درود پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ وقت کے بعد آپؒ نے تمام حاضرین کو مسجد میں واپس چلنے کا حکم فرمایا۔ مسجد کے پیش امام نے عرض کیا۔ کیا باہر اللہ اور تھا اور مسجد میں اللہ نہ تھا۔ جو آپؒ سب کو لے کر باہر نکل گئے۔ آپ نے فرمایا فقیروں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ پیش امام نے اصل وجہ جاننا چاہی کہ باہر کیا تھا تو حضرت خواجہؒ نے فرمایا۔ مولوی صاحب! مسجد کے اوپر سے امام حسینؓ کی سواری گزر رہی تھی۔ میں نے معہ درویشان کے امامؓ کا استقبال کیا تھا۔

حضرت خواجہؒ سرائے عالمگیر کے دورے پر تھے۔ آپؒ ایک کیکر کے درخت کے سائے میں درویشان اور مریدین کے ساتھ بیٹھے ذکر اسم ذات فرما رہے تھے۔ آپؒ مختلف جگہوں پر ایسی مجالس منعقد فرماتے تھے۔ جس میں ہر مرید باری باری ذکر اسم ذات اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتا تھا اور اس عمل سے آپؒ مرید کی طبیعت ذہن اور شوق کو متوجہ کرتے تھے اور ہر ایک پر اس کی طبعیت کے مطابق فیض فرماتے تھے۔ اس بار بھی ذکر ہو رہا تھا اتنے میں ایک ریٹائرڈ تھانیدار جس کے ساتھ ایک کشمیری تھا مجلس کے پاس سے گزرے۔ تھانیدار مجلس کے پاس سے گزرتا ہوا اپنے ساتھی سے گویا ہوا۔ لو

بھئی جال لگا ہوا ہے اور اس طرح اس مجلس پر طنز کی۔ اس کے یہ
الفاظ حضرت خواجہؒ نے سن لئے۔ آپؒ نے توجہ فرما کر تھانیدار کو یہ
سمجھانا ضروری خیال فرمایا کہ جب کلمہ طیبہ کا جال لگا ہو تو ان میں
سے چرند۔ پرند۔ حیوانات۔ انسان حتیٰ کہ نباتات تک بھی بچ کر
نہیں جا سکتے۔ تھانیدار الفاظ ادا کر کے ابھی چند قدم آگے بڑھا تھا۔
آپؒ کی توجہ کے تحت وہیں رک گیا اور پھر آہستہ قدمی سے مجلس
کی طرف لوٹ پڑا۔ مجلس میں بیٹھ کر ذکر سننے لگا اور پھر بیعت ہو کر
تمام عمر کے لئے غلام ہو گیا۔

دربار عالیہ لکھن شریف کی خادمہ خاص مائی زہرہ بی بی راوی
ہیں کہ موضع کھنگڑاں میں حضرت خواجہؒ کا مرید نواب رہتا تھا۔ اس
کے لڑکے نے پڑوس میں ایک آدمی کو قتل کر دیا اور خود بھاگ گیا۔
نواب اور اس کی بیوی دونوں خدمت حضرت خواجہؒ میں حاضر ہوئے
نواب کی بیوی رو رو کر گڑگڑانے لگی۔ اس کے بیٹے کو معافی دلوائی
جائے۔ جس وقت نواب اور اس کی بیوی حضرت خواجہؒ کے پاس
پہنچے۔ حضرت صاحب خواجہؒ اس وقت گندم کا پھلہ ڈالے ہوئے
تھے۔ آپؒ نے حالات سن کر اس عورت سے فرمایا۔ بھئی ایک
جرم کی تو معافی ہو سکتی ہے اگر دوسرا ہو جائے تو کون معافی دلوائے
گا۔ عورت نے جواب دیا۔ بابا جی! اگر دوسری ہو گئی تو سنبھال لیں
گے۔ عورت واپس چلی گئی۔ اس کے گاؤں پہنچتے ہی اسے اطلاع ملی
کہ اس کے لڑکے نے ایک اور قتل کر دیا ہے۔ وہ عورت اُلٹے
پاؤں حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تمام ماجرا عرض کیا
صاحب عالمؒ نے فرمایا۔ تم تو پہلی ہی بار میری بات کو نہ سمجھ سکیں
تھیں۔

محمد ابراہیم چک نمبر ۳۱۳ بورے والا کا رہنے والا تھا۔ حضرت خواجہؒ کے ہاتھوں بیعت ہوا۔ آپؒ نے اسے کلمہ طیبہ پڑھایا آپؒ کے ہاتھوں کی خوشبو ابراہیم کے ہاتھوں میں ۶ ماہ تک رہی۔ لیکن ابراہیم چونکہ حقہ نوش تھا اس لئے وہ خوشبو ختم ہو گئی۔

علم الدین پہلوان (گوجرانوالہ) راوی ہیں۔ حضرت خواجہؒ ایک روز باغ میں تشریف فرما تھے۔ آپؒ اس وقت دعا گنج العرش ورد فرما رہے تھے۔ باغ میں تشریف لاتے ہوئے رستے میں کھال پڑتا تھا۔ جس پر صرف رستہ گارے کا بند تھا۔ آپؒ کو اسی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر فوراً مجھے خیال آیا۔ کہ آپؒ اسی گارے پر پاؤں رکھ کر گزریں گے۔ آپؒ کا پاؤں گارے میں دھنس جائیگا اور خراب ہو جائیگا میری اس سوچ کے درمیان ہی آپؒ اسی گارے کے بند پر پاؤں رکھ کر گزر چکے تھے لیکن گارے پر آپؒ کے پاؤں کا نشان تک نہ تھا۔

صوفی غلام محمد (مرید کے) راوی ہیں۔ بٹالہ ضلع امرتسر کے ایک سکھ زمیندار کو کسی نے بدعا دی۔ جس کی وجہ سے اس کی گندم کی فصل تباہ ہو گئی۔ دانے ختم ہو گئے اور صرف بھوسہ ہی بھوسہ رہ گئی۔ سکھ نے اس وقت کے انگریز تحصیلدار کو اپنی تباہی کے حالات بتلا کر مالیہ کی معافی کی درخواست کی۔ انگریز تحصیلدار نے مالیہ تو معاف کر دیا لیکن ساتھ ہی اسے سمجھایا کہ کسی پیر یا درویش سے دعا کرواؤ۔ سکھ کو حضرت خواجہؒ کے متعلق معلوم تھا اور اس کی خاصی واقفیت آپؒ کے مرید صوفی نوابدین سے تھی۔ اس نے صوفی صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنے پیر کے ذریعہ اسے تباہی سی بچائیں۔ صوفی نوابدین اس سکھ کو لے کر حضرت خواجہؒ کی خدمت

میں حاضر ہوا اور تمام حالات عرض کیے ۔ آپؒ نے اس سکھ کو
ایک تعویز دیا اور فرمایا کہ ایک سرکنڈا کو درمیان سے پھاڑ کر اس
کے درمیان میں گاڑ دینا ۔ اس نے گندم کے "گاہ" کے درمیان
سرکنڈا گاڑ دیا اس بار گندم پہلے سے بھی زیادہ نکلی ۔ سکھ اپنے
تحصیلدار کے پاس پہنچا اور فصل کے متعلق بتلایا ۔ انگریز تحصیلدار
اس واقعہ سے بڑا متاثر ہوا اور اس صاحب ولائت شخصیت کو ملنے
کی خواہش کی ۔ سکھ دوبارہ صوفی نوابدین کے پاس آیا اور انگریز
تحصیلدار کی خواہش کا اظہار کیا ۔ صوفی نوابدین نے سکھ کو بتلایا کہ
وہ فوری طور پر تحصیلدار کو لے کر دربار عالیہ نہیں جا سکتا ۔ کیونکہ
وہ ابھی لنگر خانہ کے لئے اپنے حصے کا بندوبست کر رہا ہے ۔ جب وہ
گندم کی فصل سنبھال لے گا ۔ تو اپنا حصہ لے کر دربار عالیہ جا سکے
گا ۔ جب صوفی نوابدین کا یہ خیال اس انگریز تحصیلدار کو معلوم ہوا
تو وہ سکھ کو لے کر خود صوفی نوابدین کے پاس پہنچا اور اس سے
درخواست کی کہ اگر صوفی نوابدین اپنے پیر صاحب سے ملا دے ۔ تو
وہ اس کی جگہ اس کے پیر خانہ میں ہدیہ یا تحفہ پیش کر دے گا ۔
صوفی نوابدین ان دونوں کو لے کر خدمت اقدس حضرت خواجہؒ کی
خدمت میں حاضر ہو گیا ۔ انگریز نے حضرت صاحب خواجہؒ کی
خدمت میں عرض کیا کہ اس کی ترقی اور تبدیلی کے لئے دعا فرمائیے
کچھ عرصہ بعد اس کی ترقی بھی ہو گئی اور پھر تبدیلی ہو گئی ۔

حضرت خواجہؒ کے مال مویشیوں میں آپؒ کا ایک بیل بدھوہ
نامی ۱۴ سال تک محنت کر کے لنگر پیدا کرتا رہا ۔ وہ کھیتوں میں ہل
چلاتا رہا پھر خراس پر لنگر کے لئے گندم کی پسائی کرتا رہا ۔ حضرت
خواجہؒ جب بھی ان بیلوں کے پاس تشریف لے جاتے ۔ بیل ان کے

سامنے سرنگوں ہو جاتے ۔ جب دوسری طرف مڑتے تو یہ مویشی اس طرف پیٹھ نہ کرتے تھے ۔ بلکہ جسم ڈھیلا کر کے کھڑے رہتے ۔ حضرت خواجہؒ نے اپنے تمام مویشیوں کو بھی اسم ذات کے ورد کی تعلیم دی ہوئی تھی ۔ آپؒ کے تمام جانور اکل حلال کھاتے تھے کسی غیر کے کھیت سے کچھ نہ کھاتے تھے ۔ حضرت کے مال مویشیاں میں ۸۰ گائیں ۔ ۲۶ بچھڑے ۔ ۵ گھوڑیاں ۔ ۱۴ بیل تھے ۔ بیلوں کی رکھوالی کے لئے ان کے "ہالی" گھوڑیوں کے پیچھے ایک ضعیف غلام اور گائیوں کی رکھوالی پر سائیں عبداللہ معمور تھے ۔ جس وقت سائیں عبداللہ کسی مویشی کو آواز دیتا وہ خود بخود اس کے پاس چلا آتا۔

حضرت خواجہؒ رحمت کا ایک ایسا بے بہا خزانہ تھے جس سے انسانوں کے علاوہ چرند پرند حیوانات اور نباتات مالا مال ہوئے ۔ دربار عالیہ میں جو کتے بیٹھتے تھے انہیں بھی ادب کی تعلیم تھی ۔ وہ دربار عالیہ کے اندر داخل نہ ہوتے تھے بلکہ دربار شریف کے دروازے کے درمیان بیٹھے رہتے ۔ جو لوگ صحیح عقیدے سے دربار عالیہ میں داخل ہوتے وہ چپکے بیٹھے رہتے اور جو لوگ زیادہ شبہ اور خطرہ کی نیت سے آتے وہ کتے انہیں پکڑ لیتے ۔ جس وقت لنگر تقسیم ہوتا ۔ حضرت خواجہؒ ان کو بھی لنگر بھیجتے لنگر ڈالنے والا جس کے سامنے لنگر ڈالتا صرف وہی کھاتا ۔ کیا مجال جو اس کے قریب بیٹھا ہوا کتا دوسرے سے چھیننے کی کوشش کرے ۔ ان میں سے سائیں صدر دین نے ایک کتے کا نام "جھگڑ" رکھا ہوا تھا ۔ وہ ۲۴ گھنٹے دربار عالیہ کے دروازے کے درمیان بیٹھا رہتا اس کتے "جھگڑ" کی تمام عمر یہ عادت رہی ۔ جمعہ کے روز جو بھی لنگر اسے ملتا وہ اسے نہیں کھاتا تھا

بلکہ اٹھا کر قریبی کھال میں لے جا کر مٹی میں دبا دیتا پھر سورج کے غروب ہونے کے بعد اس لنگر کو کھاتا۔ اس کے عمل سے یوں ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی تربیت میں جمعہ کا دن روزہ کا دن ہوتا تھا۔ جھکڑ کی موت کے بعد اس کی نسل سے ایک کتیا اور اس کا بچہ دربار عالیہ پر موجود ہیں۔ ان دونوں ماں بیٹے کی عادتیں بھی جھکڑ کی طرز پر ہیں دربار عالیہ میں برتن پڑے ہوں تو کیا مجال یہ ان کے قریب جائیں بلکہ ایک طرف ہو کر بیٹھے رہتے ہیں اور رات کو مال مویشیوں کے واڑہ پر ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔

چرندوں اور پرندوں کے علاوہ رینگنے والے جانوروں کو بھی حضرت خواجہؒ سے کس حد تک عقیدت تھی۔ اس واقعہ سے عیاں ہوتا ہے۔ حضرت خواجہؒ کے وصال کے بعد آپؒ کے ہر عرس پر ایک سانپ نصف شب کے قریب کہیں سے نمودار ہوتا۔ عقید تمندوں۔ مریدوں جو تھکاوٹ کی وجہ سے سو چکے ہوتے یا دربار عالیہ کے ارد گرد آرام کی نیت سے لیٹے ہوتے وہ اپنی آمد انہی لوگوں کے درمیان میں سے کرتا۔ سوئے ہوئے لوگوں کے پیٹوں پر سے گزرتا جس سے وہ ہڑبڑا کر اٹھ جاتے اور بعد میں ذکر اللہ میں مصروف ہو جاتے۔ اس کے اس عمل سے یوں محسوس ہوتا جیسے وہ کچھ کہے بغیر حضرت خواجہؒ کے اس حکم پر عمل کروانا چاہتا تھا کہ جب پیر کو پاؤ تو سونا نہیں چاہئے بلکہ ذکر اللہ کرنا چاہئے اور خود تہجد گزاری اور آقا کو سلام کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ جب وہ روضہ مبارک میں آپؒ کے پاؤں کی طرف پہنچتا تو غائب ہو جاتا۔ تین سال بعد ایک اور سانپ نمودار ہوا جس نے پہلے سانپ کی طرز

اختیار کرلی ۔ ۱۹۴۶ء میں عرس پر سید حامد شاہ سید غلام یاسین شاہ جو آپؒ کے خلفاء بھی تھے حاضر دربار تھے ۔ سید حامد شاہ اپنی ۱۰ سالہ پوتی کو بھی اس عرس پر لائے ہوئے تھے ۔ وہ کافی رات ہو جانے کی وجہ سے سو گئی ۔ تو سید حامد شاہ نے اسے مزار کے قریب ہی لٹا دیا رات ڈیڑھ بجے کا وقت تھا سید حامد شاہ نے تقریر کی بعد میں سید یاسین شاہ نے تقریر شروع کر دی ۔ سید حامد شاہ کی تقریر کے دوران ہی ایک سانپ نمودار ہوا اور سوئے ہوئے لوگوں کے اوپر سے اور بیٹھوں کے پاس سے گزرتا ہوا دربار عالیہ کی طرف چل دیا ۔ آپؒ کے پاؤں کی طرف جہاں سانپ اس عرس پر بھی سلام کے لئے رک کر بیٹھنا چاہتا تھا ۔ سید حامد شاہ کی پوتی سوئی ہوئی تھی ۔ وہ تین بار اس بچی پر سے ادھر ادھر گزرا جیسے وہ کوئی نہ کوئی جگہ پاؤں کی طرف بیٹھنے کے لئے تلاش کر رہا ہو ۔ سید یاسین شاہ کی نظر اس سانپ پر پڑ گئی کہ وہ بار بار بچی کے اوپر سے ادھر ادھر آ جا رہا ہے ۔ انہوں نے اس خیال سے کہ کہیں سانپ بچی کو کاٹ ہی نہ لے ۔ مٹی کا ایک وزنی اور مضبوط ڈھیلا سانپ کو دے مارا ۔ سانپ وہیں مر گیا اور اسے اٹھا کر ایک جھاڑی پر پھینک دیا ۔ ولی عہد دربار عالیہ صاحبزادہ محمد عارف حسین صاحبؒ اس وقت گھر میں لیٹے ہوئے تھے حضرت خواجہؒ نے انہیں اسی وقت زیارت بخشی اور فرمایا آپؒ گھر میں سو رہے ہیں وہاں یاسین شاہ نے مجھے ڈھیلا مارا ہے ۔ وہ اسی وقت اٹھے آپ کے قریب ہی دین محمد عرف دینا ہلکی ہلکی آواز میں بیٹھا ذکر اللہ کر رہا تھا ۔ آپؒ نے اسے فوری طور پر دربار شریف بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے ۔ وہاں کیا ہوا ہے اس نے واپسی پر عرض کیا

کہ سید یاسین شاہ تقریر کر رہے تھے مجلس میں کچھ لوگ سو گئے تھے کہ اچانک ایک سانپ نمودار ہوا جس نے ساری مجلس کو چوکنا کر دیا۔ آخر شاہ صاحب "لوپوکے" والوں نے اسے ڈھیلا مار کر ہلاک کر دیا اور اٹھا کر جھاڑی پر پھینک آئے ہیں۔ ولی عہد صاحبؒ اسی وقت دربار عالیہ آئے اور سانپ کے بارے میں پتہ کیا لیکن جھاڑی پر کچھ بھی نہ تھا۔

۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو صبح ساڑھے نو بجے سابقہ دربار عالیہ سے مجلس شریف کے لئے صفیں نکال کر پچھلے کمرے میں بچھائی جا رہی تھیں۔ اتنے میں اسی کمرہ سے ایک سانپ نمودار ہوا۔ جو زرد رنگ کا تھا اور اس کے سر پر ایسی جھالر سی لٹک رہی تھی جیسے عرب لوگ سر پر رومال ڈالتے ہیں۔ اس رومال کے اوپر قلغی نما ٹوپی پڑی ہوئی تھی۔ اس سانپ نے اس جگہ کے ارد گرد جہاں حضرت خواجہؒ کو دوبارہ قیام کے دوران غسل دیا گیا تھا۔ تین چکر لگائے۔ خدام نے سانپ سانپ کا شور مچایا کوئی کہہ رہا تھا سانپ ہے کوئی کہہ رہا تھا کہ حضرت خواجہؒ اس روپ میں آئے ہیں۔ جس نے بھی اس سانپ کو دیکھا اس پر وجد طاری ہو گیا۔ ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا اور ذکر اللہ بے شمار ہونے لگا۔ نعرہ تکبیر بلند ہوتا رہا ان نعروں کے دوران سانپ نے اسی کمرے کے اندر چار پانچ چکر لگائے پھر لنگر کے لئے پڑی ہوئی گندم کی بوریوں سے گزرتا ہوا۔ قریب ہی سیمنٹ کی ۱۰ بوریاں پڑی تھیں۔ ان کے نیچے گھس گیا۔ وہ ۶-۷-۸ اکتوبر تک یہیں موجود رہا۔ اس عرس مبارک پر آنے والوں میں حضرت خواجہؒ کا ایک دوست فیروز دین ڈھوک بجاڑاں ضلع جہلم کا بھی تھا۔ اس نے

سانپ کی آمد پر ہی لوگوں سے کہا تھا کہ سانپ حضرت خواجہ کا مہمان ہے۔ اس کی خدمت کرنا چاہئے۔ اس نے ایک برتن میں دودھ ڈالا اور بے جھجک آکر بڑھ کر بوریوں کے نیچے بیٹھے ہوئے سانپ کے سامنے برتن رکھ دیا۔ برتن تین دن وہیں پڑا رہا اور سانپ نے دودھ کو منہ تک نہ لگایا۔ ختم شریف کے بعد ولی عہد جناب محمد عارف حسین صاحبؒ نے عوام کو جانے کی اجازت دی تو سانپ بھی اپنی جگہ سے غائب پایا گیا۔ جیسے وہ بھی عرس شریف میں شرکت کے لئے آیا ہوا تھا۔ عرس شریف اختتام کو پہنچا تو وہ بھی چلا گیا۔

موضع ”ککڑ مائیں“ کا ایک سکھ صورت سنگھ نامی (جو واقعی ایک خوبصورت نوجوان تھا) کی گائے دودھ نہ دیتی تھی۔ وہ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تعویز کے لئے درخواست گزار ہوا۔ حضرت خواجہؒ نے اسے تعویز عطا کرنے کے بعد اس کا نام پوچھا۔ جب صورت سنگھ معلوم ہوا تو آپؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے کیسی اچھی صورت دی ہے جس کی تائید کرتے ہوئے تیرے ماں باپ نے کیسا اچھا تیرا نام بھی رکھا ہے۔ لیکن تجھ پر افسوس ہے کہ تم اس صورت سے دشمنی کر رہے ہو۔ اس سے التفات نہیں کر رہے۔ حضرت خواجہؒ کی اس بات کا اس پر بہت اثر ہوا۔ عرض کی کچھ اس کے لئے فرما دیں۔ آپؒ نے فرمایا۔ یا اللہ۔ یا اللہ۔ یا اللہ کیا کرو۔ وہ حسب الحکم ورد کرنے لگا۔ چند یوم بعد حاضر ہوا تو اس وقت ماحول بدل چکا تھا۔ کچھ اور پڑھنے کے لئے عرض کیا۔ آپؒ نے فرمایا اب صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھا کرو محمد الرسولؐ اللہ مت

پڑھنا۔ کیونکہ ابھی تمہارا وجود اس قابل نہیں ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ تیسری بار آیا تو بہت کچھ پڑھنے کا طالب بن کر آیا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا نہیں ابھی یہی سبق پڑھو چوتھی بار آیا تو حضرت خواجہؒ نے تیسرے کلمہ کے ورد کا حکم دیا۔ وہ تعمیل ارشاد کرتا گیا۔ اسی دوران اس نے سوا لاکھ دفعہ کلمہ تمجید کا ذکر کیا اس کے بعد جب وہ حاضر ہوا تو آپؒ نے اسے کلمہ طیبہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا اس نے کلمہ طیبہ کا بھی سوا لاکھ دفعہ ذکر کیا۔ اس کے بعد سورہ فاتحہ سوا لاکھ دفعہ سورہ اخلاص سوا لاکھ دفعہ آیت الکرسی سوا لاکھ دفعہ پڑھی۔ اب اس نے ۷۲ بار روزانہ سورہ مزمل کا ورد شروع کر دیا۔ سورہ یاسین ۲ دفعہ روزانہ پڑھنے کا معمول بنا لیا۔ پھر خود ہی اپنے بال بچوں سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اپنے برتن بھی علیحدہ کر لئے اور کھانا خود اپنی ہاتھوں سے پکا کر کھانا شروع کر دیا۔ ان عادات میں اس کی زندگی کا ایک خاصہ حصہ گزر گیا۔ حضرت صاحب خواجہؒ نے اسے دربار عالیہ موہڑہ شریف بھیجا جہاں اس نے ۱۵ روز قیام کیا واپسی پر حضرت خواجہؒ کی خدمت میں موہڑہ شریف کے حالات عرض کر رہا تھا پاس ہی خلیفہ حاکم دین بیٹھے حالات سن رہے تھے۔ جب صورت سنگھ حالات سنا چکا۔ تو خلیفہ صاحب نے صورت سنگھ کو مخاطب کر کے جذباتی انداز میں کہا کہ وہ اس کی دعوت کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ موہڑہ شریف سے ہو کر آیا ہے۔ صورت سنگھ آنکھیں نیچی کئے حالات تو عرض کر ہی رہا تھا۔ خلیفہ حاکم دین کی آواز پر آنکھیں اٹھا کر حاکم دین کی طرف دیکھا اور کہا تمہارے وجود سے تو ابھی دنیا کی بو آ رہی ہے تم میرا کھانا کیسے پکاؤ گے اس کے بعد اپنا

ایک برتن لایا اس میں تھوڑے سے چاول پکائے کھانے کے بعد چند گھڑیاں ٹھہرا اور پھر چلا گیا۔

غلام محمد چھتن (جہلم) راوی ہیں کہ ان کے گاؤں کا ایک شخص واس علی حضرت خواجہؒ کا مرید تھا اس کا وقت آ پہنچا۔ وہ آخری دموں پر تھا۔ بیعت کے ایام سے ہی واس علی کی یہ نیت اور دعا تھی کہ اللہ میرے آخری سانس اس دن ختم کرنا جب اس کے پیشوا اس کے پاس ہوں۔ اسی دن حضرت خواجہؒ بھی دورہ فرماتے ہوئے موضع چھتن میں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپؒ کی خدمت میں واس علی کی دعا اور اس کی حالت کے متعلق عرض کیا۔ آپؒ اسی وقت واس علی کے گھر تشریف لے گئے واس علی کی جیسے نظر آپؒ کے چہرہ انور پر پڑی وہ تڑپ کر چارپائی سے نیچے گر پڑا اور وجد کی حالت میں ہو گیا۔ حضرت خواجہؒ نے اس کی کمر پر ہاتھ پھیرا اسی وقت اس کا دم نکل گیا اور وہ واصل حق ہو گیا۔

صوفی محمد بشیر "ننگڑھ" راوی ہیں۔ حضرت خواجہؒ موضع چوچک وال میں ایک شادی کی تقریب میں شمولیت کے لئے گئے اور چوچک وال جانے کے لئے گھوڑی کی سواری فرمائی۔ ملک دین محمد موضع بھیلووال نے خدمت عالیہ حضرت خواجہؒ میں عرض کیا کہ وہ گھوڑی کو اپنے گھر لے کر چارہ وغیرہ ڈالے گا اور خدمت کرے گا حضرت خواجہؒ نے گھوڑی اس کے حوالے کی اور خود تانگہ میں بیٹھ کر تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہؒ کے جانے کے بعد گھوڑی نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اگلے دن ملک دین محمد کو پتہ چلا کہ حضرت خواجہؒ بھیلووال سے تقریب سے فارغ ہو کر چوچک وال تشریف لا چکے ہیں تو وہ گھوڑی کو حضرت خواجہؒ کے پاس پہنچانے کے لئے چل دیا۔

لیکن مرشد کی سواری کے پاس ادب میں گلے کی بجائے گھوڑی کی کمر میں رسہ باندھ لیا اور وجد کی حالت میں بھیلووال سے چوچک وال پہنچا۔ جس جگہ حضرت خواجہ تشریف فرماتے وہاں ایک مجمع حاضر تھا۔ ملک دین محمد نے وہاں آکر گھوڑی کی کمر سے رسہ کھول دیا تو گھوڑی مجمع کے باوجود دین محمد سے پہلے حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچ گئی اور سر سجدہ میں رکھ کر رونے لگی۔ حضرت خواجہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ بچو! حوصلہ رکھنا چاہئے گھوڑی کے بعد اس کی وچھیری نے بھی حضرت خواجہ کی خدمت میں ہمیشہ اسی طرح سجدہ و سلام پیش کیا۔

۱۹۴۴ء میں حضرت خواجہ دربار عالیہ موہڑہ شریف گئے۔ بوجہ کمزوری کے آپ چل پھر نہیں سکتے تھے اس لئے دربار موہڑہ شریف سے آپ کو لینے کے لئے ایک پالکی بھیجی گئی۔ آپ کے ساتھ چار آدمی اور تھے جن میں سب سے زیادہ صحت مند صوفی محمد بشیر آنند گڑھ والا تھا۔ لیکن اس وقت اسے بھی بخار تھا۔ صوفی محمد بشیر اس وقت دوہتی اوڑھے ہوئے تھا۔ جب پالکی اٹھانے کی نوبت آئی تو صوفی محمد بشیر نے دوہتی کندھے پر رکھی اور پالکی کو کندھا دیا۔ جیسے صوفی نے بانس کندھے پر رکھ کر پالکی اٹھائی اس کا بخار ختم ہو گیا۔ واپسی میں آپ سید والی کے خادم حسین کے گھر اس کے والد کی فوتیدگی پر فاتحہ خوانی کے لئے گئے۔ فاتحہ خوانی کے بعد آپ خادم حسین کے والد کی قبر پر تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔ پھر قبرستان میں تمام آنے والوں کو فرمایا بھئی ذرا ایک طرف ہو جاؤ ہمیں علیحدگی میں اس سے کچھ بات کرنی ہے۔

حضرت خواجہؒ نے موضع نت کے فرزند بولا کے ہاں محمد علی کی لڑکی کا رشتہ کروایا۔ اس مسئلہ میں بات چیت کے لئے محمد علی اور اس کی بیوی گاؤں سے لکھن شریف آنے کے لئے چلے راستے میں جوہڑ کے کنارے ایک کیکر کا درخت تھا۔ دونوں اس کے نیچے ستانے کے لئے بیٹھ گئے اور دونوں مشورہ کرنے لگے کہ پیر صاحب نے رشتہ تو کروا دیا۔ اب پیر صاحب سے بلا جھجک زیورات کے متعلق کہہ دینا ہے کہ لڑکے والے فلاں فلاں زیور ڈالیں۔ جب دونوں دربار عالیہ میں حضرت خواجہؒ کے پاس پہنچے تو صاحب عالمؒ نے کہا ہاں بھئی کوئی بات کرو تو انہوں نے کہا ہم کیا بات کریں۔ جو آپؒ کی مرضی ہے حضرت خواجہؒ نے فرمایا۔ کیکر کے نیچے تو تم دونوں کی مرضی تھی میاں میری مرضی کیسی۔ دونوں نے ہاتھ جوڑ کر سلام کیا اور ہر بات کا اقرار کر لیا۔

موضع پٹیالہ تحصیل رینالہ ضلع امرتسر کی ایک جٹی ہرنام کور کے ہاں شادی کے کافی عرصہ بعد تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آپؒ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئی آپؒ نے دعا فرمائی اور تعویز دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا عطا کیا۔ وہ اس کو لے کر ایک عرصہ تک سلام کے لئے حاضر ہوتی رہی۔ ایک روز اس کے شوہر نے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ بابا جی! ہمارا شریک بڑا زبردست ہے۔ اس بچے کے ساتھ اس کا ساتھی ہونا چاہئے۔ سوا سال بعد ہرنام کور کے ہاں دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ بچوں کی پرورش کے علاوہ وہ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں بھی حاضری دیتی رہی۔ اس کی عقیدت کا یہ حال ہو گیا تھا کہ اپنے گاؤں سے لوگوں کو اکٹھا کر کے

زیارت خواجہؒ کے لئے لاتی ۔ ایک روز آنے میں اسے کافی دیر ہو گئی ۔ شام کے وقت دربار عالیہ پہنچی ۔ حضرت صاحب خواجہؒ اس وقت کھیتوں میں کام کروارہے تھے ۔ جب اسے حضرت خواجہؒ کا کھیتوں میں موجودگی کا معلوم ہوا تو کافی لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچی ۔ حضرت خواجہؒ نے اسے دیکھ کر فرمایا ۔ بی بی تم لوگوں کو ساتھ کیوں اکٹھا کر لاتی ہو ۔ اس نے عرض کیا سلام کے لئے ۔ آپؒ نے فرمایا ۔ سلام تو ہوا لیکن یہ کیا ہوا کہ کسی کی گائے دودھ نہیں دیتی کسی کے سر میں درد کسی کا گھوڑا نہیں چلتا ۔ ان کاموں کے لئے لوگوں کو مت لایا کرو ۔ اس نے دوبارہ عرض کیا ۔ بابا جی ! یہ آپؒ کی زیارت کے لئے آئے ہیں ۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا ۔ تم جو ہماری بچی ہو ان چھوٹی چھوٹی تکلیفوں کے لئے وہیں دم کر دیا کرو ۔ اس نے کہا ۔ مجھے تو صرف بابا جی لکھن شریف والے بابا جی لکھن شریف والے ہی آتا ہے اور کوئی چیز نہیں آتی میں کیا دم کروں ؟ آپؒ نے فرمایا ۔ اچھا جو کچھ تمہیں آتا ہے وہی پڑھ کر دم کر دیا کرو ۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے گا ۔ ہرنام کور کو حضرت خواجہؒ کی طرف سے یہ اجازت ۱۹۳۵ء میں ملی ۔ جو ۱۹۵۷ء تک اس کی خبر معلوم ہوتی رہی کہ وہ لوگوں کو دم کرتی ہے ۔

خلیفہ عنایت اللہ راوی ہیں ۔ وصال سے ایک روز قبل حضرت خواجہؒ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے ۔ وہ آپؒ کے لئے پنکھا چلا رہا تھا ۔ آپؒ نے خلیفہ عنایت کو مخاطب کر کے فرمایا ۔ ہمارے پردہ کرنے کا وقت قریب آ رہا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی آپؒ نے :۔ "فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي ○ آیت کی تلاوت فرمائی ۔

"کرامت محض انعام خداوندی ہے یعنی اس کا ظہور کسب نہیں بلکہ خدا کی بخشش سے ہے۔"

کرامات

ستمبر ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ کے آثار پیدا ہو چکے تھے بھارت نے ۶ ستمبر کو پاکستان پر حملے کا پروگرام بنالیا ہوا تھا۔ حملے سے پیشتر ہندوستان والوں نے پاکستان کی دفاعی سرگرمیوں کا پتہ کرنے کے لئے اپنے ایک کمانڈر کو پاکستان میں جاسوسی کی غرض سے بھیج دیا جو بھیس بدل کر تمام حالات دیکھ کر واپس چلا گیا ۶ ستمبر کی شب ہندوستان کا ایک جرار لشکر پاکستان پر حملہ کر چکا تھا۔ اس ہندوستانی فوج کے ہراول دستہ کی قیادت بھی وہی کمانڈر کر رہا تھا جو حملے سے پیشتر پاکستانی دفاعی تیاریوں کا جائزہ لے جا چکا تھا۔ اس وقت رات ڈیڑھ بجے کا عمل تھا وہی ہندوستانی کمانڈر فوج کے ہراول دستہ کی قیادت کرتا جیپ میں جلو موڑ کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ جب وہ دربار عالیہ سے آگے پلی راجباہ پر پہنچا تو وہاں حضرت خواجہؒ مجسم کھڑے تھے۔ آپؒ نے اس ہندوستانی کمانڈر کو ہاتھ کے اشارہ سے جیپ روکنے کا حکم صادر فرمایا جیسے ہی اس نے آپؒ سے پوچھا۔ بابا جی! کیا بات ہے؟ آپؒ نے فرمایا۔ نہر کی دوسری طرف پاکستانی فوج دونوں اطراف پر موجود ہے اگر تم آگے بڑھے تو گرفتار کر لئے جاؤ گے۔ اس نے دوبارہ پوچھا بابا آپؒ کون ہیں؟ کمانڈر کی غرض و

غائیت اس سوال سے یہ تھی کہ بتانے والے چاہے غلط ہی بتلائے وہ تصدیق کر رہا تھا۔ کیا پاکستان کو ان کے حملہ کا پتہ چل گیا اور یہ بزرگ ازراہ التفات یا جذباتی انداز میں روکنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اسی دوران جب اس نے آپؒ کے لباس پر نظرڈالی تو احساس کیا کہ یہ تو کوئی اللہ والا ہی معلوم ہوتا ہے۔ وہ اپنی سوچوں میں جواب کا منتظر تھا۔ حضرت خواجہؒ نے اسے فرمایا جو ہم کہہ رہے ہیں وہ کرو۔ آپؒ کے اس حکم کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے فوری ردعمل کے تحت پیچھے آنے والی افواج کو بذریعہ وائرلیس رک جانے کی اطلاع کر دی کہ اگلے حصہ کے حالات چیک کرنا ہیں۔ دوسری اطلاع تک فوج رکی رہے۔ حضرت خواجہؒ اسے اسی سوچ میں چھوڑ کر خود دربار عالیہ کی طرف چل دیئے۔ بھارتی کمانڈر اسی سوچ میں وہیں کھڑا تھا کہ بابا جی غلط بیانی تو نہیں کرسکتے۔ شاید اس پر قسمت مہربان تھی جو وہ پاکستانی حملے سے بچ گیا۔ اب آگے بڑھے یا نہ۔ اسی سوچ بچار میں صبح کے ۵ بج گئے۔ اسے فوراً خیال آیا اتنی دیر ہو گئی ہے اب اگر حملہ نہ کرواؤں پھر بھی مجھ سے پوچھا جائے گا میں اتنا وقت کیا کرتا رہا اور سزا ضرور ملے گی۔ لیکن اس کے حملے سے پہلے پاکستانی افواج کو ہندوستانی حملے کی اطلاع مل چکی تھی اور نہر کے پار پہنچنے سے پہلے پاکستانی افواج دونوں اطراف پر مورچے سنبھال چکی تھی۔ ادھر بھارتی کمانڈر نے یہ سوچ کر جو ہونا ہے وہ ہو کر ہی رہے گا۔ ہندوستانی افواج کے ساتھ پاکستان پر حملہ آور ہو گیا۔ جنگ کے دوران یہی کمانڈر گرفتار ہو کر کوٹ لکھپت جیل پہنچا جہاں اس نے اپنی گرفتاری کی روئیداد سپرنٹنڈنٹ جیل امان الحق اور

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل مسٹر طور کو بتلائی۔

حضرت خواجہؒ موضع اتو کے اعوان کے محمد دین کی درخواست پر اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ اسی گاؤں میں ایک سود خور محمد بخش بھی رہتا تھا اسے اس بات کا رنج تھا کہ اتو کے اور اردگرد کے عوام حضرت خواجہ محمد بخشؒ کی بہت عزت و تکریم کرتے ہیں اور اسے صرف مطلب کے تحت تلاش کرتے ہیں۔ اس دفعہ آپؒ اتو کے اعوان تشریف لے گئے تو اس نے اتو کے اعوان کی مسجد کے پیش امام کو ورغلایا کہ حضرت خواجہؒ کو پورے گاؤں کے سامنے آزمایا جائے اور دونوں ہم مشورہ ہوئے کہ حضرت خواجہؒ کو آج دریا راوی میں جو سخت سیلاب کی حالت میں ہے میں نہانے کی درخواست کی جائے۔ اگر محض دکھاوا اور دکانداری ہوئی تو انکار ہو جائے گا۔ اس صورت میں ان کی پیری مریدی کو نقصان پہنچے گا۔ پیش امام محمد بخش سود خور کے ورغلانے سے غلط فہمی میں آگیا۔ دونوں خدمت حضرت خواجہؒ میں حاضر ہوئے۔ اودھر ادھر کی باتوں میں سود خور محمد بخش نے پیش امام کو ٹھونکا کہ مطلب کی بات کرو۔ پیش امام نے حضرت خواجہؒ سے عرض کیا۔ جناب پیری مریدی صحیح ہے اور مرشد واقعی راہبر ہوتا ہے لیکن کچھ ثبوت تو ملنا چاہئے۔ ہمیں آپؒ پر یقین ہے۔ لیکن ہمارے ذہنوں کو درست کرنے کے لئے کچھ تو کیجئے کچھ زیادہ درخواست نہیں کرنا چاہتے۔ آج دریا راوی میں غسل فرما کر ثبوت فراہم کر دیں۔ صاحب اعجاز نے ان کی منافقانہ گفتگو کا مطلب سمجھتے ہوئے محمد بخش سود خور کو مخاطب کر کے فرمایا۔ محمد بخش تم کسی کے ذریعے ایک فقیر کا امتحان لینا چاہتے ہو تو لو۔ آپؒ

اسی وقت معہ مریدین کے دریا راوی کی طرف چل دیئے تمام گاؤں دیکھنے والا تھا۔ حضرت خواجہؒ دریا پر پہنچتے ہی اسی حالت میں دریا میں اتر گئے۔ آپؒ پانی میں کھڑے ہو گئے تو پانی آپؒ کے گھٹنوں تک چل رہا تھا۔ اس پر ہی آپؒ نے اکتفا نہیں کیا اب مریدوں کو حکم فرمایا کہ وہ بھی دریا میں چھلانگیں لگا دیں۔ محمد دین دوسرے مریدوں کو چھلانگیں لگاتے دیکھ کر بھی ہچکچاہٹ میں دوبار آگے بڑھا لیکن ڈر کر ہٹ گیا۔ جو مرید دریا میں چھلانگیں لگا چکے تھے۔ پانی ان کے بھی گھٹنوں تک آ کر چل رہا تھا۔ حضرت خواجہؒ نے محمد دین کی ذہنی حالت کو دیکھتے ہوئے تنبیہہ فرمائی۔ پانی میں چھلانگ لگاؤ۔ محمد دین ایک طرف تو طوفان سے خوف زدہ تھا دوسری طرف آپؒ کے حکم کی تعمیل۔ ملے جلے اثرات کے چھلانگ لگا دی۔ محمد دین نے آپؒ کے بار بار حکم کے باوجود ہچکچاہٹ سے چھلانگ لگائی تھی۔ اسے پانی میں گرتے ہی تین غوطے آئے۔ جب پانی سے سر باہر نکالا تو دوسرے درویشان کی طرح سیلاب کا پانی اس کے بھی گھٹنوں تک آ کر گزر رہا تھا۔ پیش امام اور محمد بخش سود خور دونوں نے جب یہ دیکھا کہ سیلاب کا سیل رواں چیختا چنگاڑتا ہوا آپؒ کے اور آپؒ کے درویشان کے گھٹنوں تک ہو کر چل رہا ہے۔ جبکہ آپؒ سے دور تمام دریا کناروں تک لبریز چل رہا ہے تو اپنا سا منہ لے کر چلنے لگے صاحب عالمؒ نے انہیں ٹوکا بھئی ابھی غسل مکمل نہیں ہوا۔ دیکھ تو لو! دریا میں اسی حالت میں غسل کرتے ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپؒ نے اسی جگہ اذان دینے کا حکم صادر فرمایا۔ اذان ہوتے ہی وہ جگہ جہاں پر آپؒ اور آپؒ کے درویشان کھڑے تھے وہ خشک ہو گئی۔ آپؒ نے

معہ ساتھیوں کے نماز ادا فرمائی۔ جیسے ہی آپؒ نے دعا فرمائی پانی پھر اپنی جگہ پر چلنے لگا۔ ابھی یہی شغل جاری تھا کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ آپؒ نے دوبارہ اسی جگہ اذان دینے کا حکم فرمایا۔ اذان جیسے ہی ختم ہوئی پانی پھر آپؒ اور آپؒ کے ساتھیوں کے ارد گرد خشک ہو گیا۔ سب نے نماز ادا فرمائی۔ دعا کے بعد پانی پھر سب کے گھٹنوں تک چلنے لگا۔ بعد ازیں آپؒ چوکھٹ مار کر پانی پر بیٹھ گئے اس وقت دیکھنے والوں کو آپؒ کی ریش مبارک زیادہ لمبی نظر آ رہی تھی اور جسم مبارک نفی معلوم ہو رہا تھا۔

حضرت خواجہؒ خلیفہ نور حسن کی درخواست پر ڈھوک بجاڑ (جہلم) اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ موضع کی مسجد میں کیڑوں نے مسجد میں بل بنا رکھے تھے جو دوران نماز لوگوں کو چمٹ کر کاٹتے جس سے نماز پڑھنے میں خلل پڑتا تھا۔ موضع کے لوگوں نے ان کیڑوں کو مسجد سے نکالنے کے لئے ہر طرح کوشش کی تھی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ اس دفعہ حضرت خواجہؒ کی آمد پر اہل دیہہ نے مسجد کی حالت زار اور کیڑوں کی وجہ سے نماز میں خلل کا عرض کیا۔ آپؒ خاموش رہے کچھ عرصہ بعد آپؒ دوبارہ ڈھوک بجاڑ میں تشریف لائے۔ باشندگان دیہہ نے اپنی تکلیف کی پھر نشاندہی کی لیکن آپؒ اس بار بھی خاموشی سے چلے آئے۔ تیسری دفعہ آپؒ موہڑہ شریف کے عرس سے واپس تشریف لائے۔ آپؒ ڈھوک بجاڑ میں رک گئے۔ اس دفعہ آپؒ نے اسی مسجد میں جہاں کیڑوں نے یلغار کر رکھی تھی نماز تہجد پڑھنا شروع کر دی۔ نماز تہجد کے بعد آپؒ نے وظائف کا ورد فرمانا شروع کر دیا۔ اسی دوران مسجد میں

موجود تمام کیڑے بلوں سے نکل کر آپؒ کے جسم مبارک سے چمٹ گئے اور بیک وقت اپنے ڈنگ آپؒ کے جسم پر لگا دیئے۔ لیکن آپؒ وجد کی حالت میں ذکر و فکر میں مصروف رہے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد آپؒ نے ختم خواجگان ورد فرمایا۔ پھر نماز اشراق ادا فرمائی اور ذکر میں مصروف ہو گئے۔ دوران وظائف مسجد میں جملے شاہ حاضر ہوئے تو آپؒ نے فرمایا۔ دیکھنا بھئی جسم پر کیا چیز رینگ رہی ہے۔ جملے شاہ نے جب قمیض کا کپڑا اٹھا کر دیکھا تو تمام جسم کیڑوں کے چمٹنے کی وجہ سے سیاہ ہو رہا تھا۔ جملے شاہ نے عرض کیا یا حضرت آپؒ کو ان کے کاٹنے سے تکلیف نہیں ہوئی۔ تو حضرت خواجہؒ نے فرمایا۔ بھئی گاؤں والوں کی شکایت کے باوجود ہم نے انہیں کچھ نہیں کہا۔ حالانکہ یہ اللہ کا نام لینے میں حارج ہوتے تھے۔ اب میں اللہ ہی کی رضا کے لئے سر بسجود ہوا ہوں تو انہوں نے حملہ کیا ہے۔ یہ مجرم ہیں۔ اب اللہ ہی کی رضا کی خاطر ان کو مسجد میں رہنے کا کوئی حق نہیں ملتا۔ آپؒ نے کیڑوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ جاؤ بھئی چلے جاؤ۔ آپؒ کا حکم ملتے ہی ایک کے بعد دوسرا کیڑا آپؒ کے جسم سے اترتا گیا اور قطار کی صورت میں گاؤں سے باہر چل دیئے۔ اور جی ٹی روڈ کے نزدیک ایک جوہڑ کے کنارے پہنچ کر رک گئے۔ جو گاؤں سے قریب ۲ کلو میٹر دور تھا۔ وہاں بل بنانے شروع کر دیئے وہ دن اور آج کا دن کیڑوں نے کبھی مسجد کا رخ نہیں کیا ہے۔

حضرت خواجہؒ دربار عالیہ میں تشریف فرما تھے۔ آپؒ کے قریب آپؒ کا مرید مہنگا کمہار بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک آپؒ نے جذب و مستی میں مہنگا سے پوچھا؟ مہنگے باواجی موہڑہ شریف والوں کی

زیارت کرنا چاہتے ہو ۔ منگا نے شوق سے جواب دیا ۔ ہاں جی !
آپ نے فرمایا ۔ موہڑہ شریف کی طرف منہ کر کے اور آنکھیں بند
کر لو ۔ اس نے ہدایت پر عمل کیا اس نے دیکھا ۔ ایک سیدھا رستہ
موہڑہ شریف کو جا رہا ہے جس کے سامنے دربار عالیہ موہڑہ شریف
دکھائی دے رہا ہے اور دربار میں قطب الاقطاب جناب محمد قاسمؒ
تشریف فرما ہیں ۔ سبحان اللہ مرشد کامل کے جذب و مستی نے منگا کو
کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ۔

حضرت خواجہؒ کے پاس دربار عالیہ لکھن شریف میں چند
عقیدتمند حاضر ہوئے ۔ جن میں ایک نابینا بھی تھا ۔ چند یوم قیام کے
بعد انہوں نے حضرت خواجہؒ سے واپسی کی اجازت چاہی ۔ آپؒ نے
اجازت دینے کے بعد انہیں دربار عالیہ کے دروازہ تک الوداع کہنے
کے لئے ساتھ چل دیئے ۔ سب لوگ وداع ہو کر چل دیئے ۔ لیکن
وہ نابینا اپنی جگہ سے نہ ہلا ۔ اس کے ساتھیوں نے اسے ساتھ چلنے کو
کہا تو وہ بولا ۔ اسے یقین ہے کہ اگر حضرت خواجہؒ اسے بینا ہونے کی
دعا دیں تو وہ آنکھوں والا ہو جائے گا ۔ اس پر حضرت خواجہؒ نے اس
کی بات سن کر فرمایا ۔ اچھا بھئی اللہ رحم فرمائیں گے ۔ اب تمہیں
جانے کی اجازت ہے لیکن نابینا شخص اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ
ہوا ۔ بلکہ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں گریہ زاری اور گڑگڑا کر امداد
کی درخواست کرنے لگا ۔ حضرت خواجہؒ نے اس کی ہر درخواست پر
فرمایا ۔ اچھا بھئی اللہ رحم فرمائیں گے اب تم جاؤ لیکن وہ جانے کے
بجائے التجائیں کرتا گیا کہ اس کے لئے آنکھوں کے لئے دعا فرمائی
جائے ۔ اس کی آہ و زاری اور التجاؤں کے تحت آپؒ کا دل بھر آیا ۔

رحم و کرم نے جوش مارا تو آپؒ نے بارگاہ لم یزل میں دعا کے لئے
ہاتھ اٹھائے کہ اے رب العالمین یہ تیرا بندہ تجھ سے آنکھوں کے
نور کے لئے التجائیں کر رہا ہے ادھر دعا ہوئی ادھر نابینا بینا ہو گیا۔
عبدالرشید (راولپنڈی) راوی ہیں کہ وہ دیگر مریدین کے
ساتھ حضرت خواجہؒ کی معیت میں کھیتوں کو جانے کے لئے باغ سے
گزر رہے تھے۔ باغ میں امرودوں کے پودوں پر پھل لگا ہوا تھا۔
میرے دل میں خیال آیا کتنے خوبصورت امرود ہیں مل جائیں تو
کھاؤں۔ جیسے ہی مجھے یہ خیال گزرا۔ حضرت خواجہؒ نے سب کو
رک جانے کا فرمایا۔ پھر میری طرف دیکھا اور ساتھ ہی میرے ایک
ساتھی مرید کو حکم فرمایا اچھے اچھے امرود توڑ کر لاؤ حکم کی تعمیل ہوئی
تو آپؒ نے امرودوں کو میری جھولی میں ڈال کر فرمایا۔ کھاؤ!
حضرت خواجہؒ نے موضع لنڈیانوالہ میں چند درخت خریدے
پھر چند مریدوں کو ساتھ لیا اور انہیں کاٹنے کے لئے چل دیئے۔
درختوں کو کاٹنے میں آپؒ خود بھی شامل ہو گئے۔ رات کے ۹ بج
گئے لیکن ابھی کافی کام بقایا تھا۔ تمام دن کے کام کی وجہ سے تمام
مرید بھوک اور تھکاوٹ سے لیٹ گئے۔ حضرت خواجہؒ نے بھی کھانا
تناول نہیں فرمایا ہوا تھا۔ سب لوگ پاس ادب میں خاموش تھے۔
نماز عشاء کا وقت ہوا سب نے حضرت خواجہؒ کے ساتھ نماز ادا کی۔
حضرت خواجہؒ بھی مریدوں سے تھوڑی دور لیٹ گئے۔ اچانک کھیتوں
میں روشنی نمودار ہوئی۔ جو آہستہ آہستہ انہی کی طرف بڑھتی چلی
آئی۔ جب روشنی کا ہالہ نزدیک پہنچا تو پتہ چلا کہ دو اشخاص ہاتھوں
میں لاٹھیاں لئے جن میں ایک کے سر پر سالن کی ہنڈیا اور ہاتھ میں

لالٹین اور دوسرے نے سر پر [illegible] اٹھا رکھا تھا۔ [illegible]
دونوں نے آپؒ کے قریب پہنچ کر [illegible] آپؒ کی خدمت
میں پیش کر دیا۔ آپؒ نے سب مریدوں کو آواز دے کر بلایا کہ آؤ
بھئی لنگر کھالو۔ سب نے سیر ہو کر کھایا اور لیٹ گئے۔ وہ دونوں
نامعلوم افراد نے برتن سمیٹے اور خاموشی سے چلے گئے۔ مریدین کو
آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ کھانا لانے والے کون تھے اور کہاں سے
آئے تھے۔

حضرت خواجہؒ کے روضہ مبارک کا چبوترہ زیر تعمیر تھا۔ دیگر
مریدین کے ساتھ اقبال احمد (راولپنڈی) بھی مٹی لا کر چبوترہ کی
تعمیر میں شامل تھا۔ مٹی لا کر ڈالنے میں اقبال احمد نے محسوس کیا۔
جیسے اسے پاؤں کے تلوے میں کسی نے کاٹ لیا ہے۔ جس سے
اسے پاؤں میں سخت درد اور تکلیف شروع ہو گئی۔ اقبال احمد نے
فوراً ہی حضرت خواجہؒ کا تصور کیا اور عرض کی بابا جی! مجھے بچھو نے
ڈس لیا ہے۔ جیسے ہی اس نے حضرت خواجہؒ سے التجا کی اسی لمحہ
روضہ مبارک سے نور کی ایک لہر نکلی جو سیدھی اس کے پاؤں پر
پڑی جو ڈنگ زدہ تھا۔ لہر کا پاؤں سے ٹکرانا تھا درد اور زہر دونوں
چیزیں ختم ہو گئیں۔

عرس مبارک موہڑہ شریف میں حضرت خواجہؒ ایک خاصی
تعداد کے ساتھ شامل تھے۔ عرس کے بعد واپسی پر آپؒ نے مریدین
کو بذریعہ بس واپس لانے کے خیال سے ایک مرید کو اڈہ بس پر
سواریوں کی تعداد بتا کر بھیجا کہ وہ بس میں سیٹیں رکوا سکے۔ ان
دنوں بس کا کرایہ آٹھ آنے تھا۔ جیسے ہی وہ مرید اڈہ پر اطلاع کر کے

حضرت خواجہؒ کی خدمت میں اطلاع کے لئے پہنچا۔ اڈہ پر لاہور سے متعلق موہڑہ شریف والوں کے مرید پہنچ گئے۔ جنہوں نے ایک روپیہ فی کس کرایہ دے کر بس لی اور چل دیئے۔ جب حضرت خواجہؒ معہ مریدین کے اڈہ پر پہنچے تو احوال معلوم ہوا۔ آپؒ خاموش ہو گئے۔ نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ آپؒ نے ساتھیوں سمیت وہیں نماز ادا فرمائی اور مریدین کو پیدل لے کر چل دیئے۔ نماز مغرب کے وقت ذکر و فکر کی حالت میں یہ جلوس ۳ میل کا سفر کر چکا تھا اور نماز عشاء تک ۱۰ میل کا سفر طے کیا جا چکا تھا۔ یہاں پر چند بیل گاڑیاں مل گئیں۔ جن کے ساتھ ۵ پیسے فی سواری کرایہ طے ہو گیا۔ آپؒ نے مریدین سے فرمایا۔ آؤ بھئی اب بیل گاڑی میں بھی بیٹھ لیں ذرا ستالیں گے۔ صبح تک ۱۷ میل فاصلہ طے ہو چکا تھا۔ وہاں آپؒ راولپنڈی کیلئے روانہ ہوئے ان دنوں راولپنڈی سے ساڑھے آٹھ بجے صبح گاڑی چلتی تھی۔ جیسے ہی آپؒ معہ مریدین کے اس گاڑی میں سوار ہونے لگے تو مریدین نے دیکھا کہ وہ لوگ جو ایک روپیہ کرایہ ادا کر کے بذریعہ بس چلے تھے۔ وہ بھی اسی گاڑی میں سوار ہو رہے ہیں۔ آپؒ کے مریدین اس فرق کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ دربار عالیہ پہنچنے کا پروگرام بننے لگا تو حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ وہ چک لالہ اتریں گے۔ جس پر سلطان علی چٹن والے (جہلم) نے عرض کیا کہ وہ جہلم اتر کر اپنے پاس فارغ کروا کر دربار عالیہ جائے گا۔ دوران سفر دن کے ۱۰ بجے کے قریب حضرت خواجہؒ نے سب کو متوجہ کر کے فرمایا۔ "کن چیرے" بیل کو کسی نے کلہاڑی ماری ہے۔ سب خاموش رہے۔ سلطان علی جہلم

میں اپنا پاس ٹھیک کروا کے شام کے وقت دربار عالیہ پہنچا۔ جیسے ہی وہ دربار عالیہ کے دروازے سے داخل ہو رہا تھا۔ اس نے سنا دربار عالیہ کی مسجد کے پیش امام لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ ادھر ادھر کی فضول باتیں مت کرو۔ ذکر و فکر میں مشغول رہو۔ میرا یقین ہے۔ حضرت خواجہ ؒ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ سلطان علی اتنے میں دربار عالیہ میں داخل ہو چکا تھا۔ سلام دعا کے بعد سلطان علی نے پوچھا آج ۱۰ بجے دن "کن چیرے" بیل کو کس نے کلہاڑی ماری تھی۔ حضرت خواجہ ؒ نے ہمیں گاڑی ہی میں بتلا دیا تھا۔ اس پر دربار عالیہ کے ایک کشمیری ملازم نے بتلایا کہ وہ بیل کو تیز چلانے کی غرض سے الٹی کلہاڑی سے ہانکنے لگا تھا۔ مگر وہ اسے سیدھی لگ گئی ہے لیکن وہ معمولی زخمی ہوا ہے۔ پیش امام فورا بول پڑے کیوں میں نے کہا تھا کہ حضرت خواجہ ؒ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

حضرت خواجہ ؒ نے مریدین کے پیدل سفر میں ذکر و فکر اور اللہ کی رضا جوئی کے لئے سفر کو اس یقین میں بدل دیا۔ جس کے سامنے سائنس کی ایجادات ہیچ ہو گئیں۔

اس لئے ولی عہد جناب محمد عارف حسین ؒ فرماتے ہیں۔
اولیاء اللہ کے ۷۰ روپ ہوتے ہیں اور ان کی نظر ہر چیز پر ہوتی ہے

حضرت خواجہ ؒ موضع بھوانج تشریف لے گئے۔ جہاں دربار شرف شاہ پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ جیسے ہی آپ ؒ دروازے میں سے داخل ہونے لگے۔ انہی قدموں پر رک گئے وہیں کھڑے فاتحہ پڑھی اور واپس ہو گئے۔ ہمراہیان نے دروازے پر رک کر فاتحہ خوانی کا سبب پوچھا تو آپ ؒ نے فرمایا۔ مزار

کا دروازہ شاہ شرف کے سینہ پر نصب ہے اگر وہ دربار میں داخل ہوتے تو بے ادبی ہوتی۔

بوٹے شاہ (چک سکندر) لالہ موسٰے روای ہیں۔ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں لنگر کے لئے جلانے والی لکڑی ختم ہو جانے کے متعلق عرض کیا گیا۔ آپؒ نے ایک کیکر کے درخت کو کاٹنے کا حکم فرمایا۔ کیکر کی ٹہنیوں کی کانٹ چھانٹ ہی دو بیل گاڑیوں پر بمشکل پوری آئی۔ اس کا تنا ایک کھال کے پار پڑا ہوا رہ گیا۔ جس کے متعلق حضرت خواجہؒ نے ارشاد فرمایا کہ اسے کھال کے اس پار ڈال دو تاکہ بیل گاڑی پر لادا جا سکے۔ میں نے ۲۶ آدمیوں کے ہمراہ اس تنے کو کھال کے دوسری پار ڈالنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن وزنی ہونے اور کھال کے ساتھ اٹک جانے کی وجہ سے ہم سے نہ ہلا حضرت خواجہؒ کی خدمت میں صورت حال عرض کی گئی۔ آپؒ موقعہ پر تشریف لے آئے اور فرمایا۔ آؤ بھئی اب اسے کھال سے ہٹانے کے لئے "چار یاری" بنائیں۔ آپؒ نے اپنی پشت تنے سے لگا دی اور بقایا کو فرمایا کہ بیل گاڑی کی طرف منہ کر کے زور لگائیں یک بارگی آپؒ نے آنکھیں بند کر کے اللہ کی ضرب لگائی تنا پلٹے کھاتا ہوا کھال کے پار چلا گیا۔ اللہ اکبر۔ درخت کا وہ تنا جس کو ۲۶ آدمی ہلا نہ سکے اسے مرد قلندر کی ضرب اللہ نے تنکا بنا دیا۔

غلام محمد ولد جیون (ڈھوک نجاڑ جہلم) راوی ہیں کہ وہ کوٹ مومن تحصیل سرگودھا میں مقیم تھا۔ سردیوں کے موسم میں وہ معہ اہل و عیال کمرے میں سویا ہوا تھا۔ ایک بجے رات حضرت خواجہؒ نے اسے زیارت بخشی اور فرمایا۔ غلام محمد بچوں کو لے کر فوراً کمرے

سے نکل جاؤ۔ میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے بچوں اور بیوی کو جلدی جلدی جگایا اور سب کو باہر کھڑا کر کے چارپائیاں وغیرہ نکالنے لگا جیسے ہی میں کمرے سے باہر ہوا۔ کمرے کی چھت دھڑام سے نیچے آگئی۔

سبحان اللہ۔ صاحب اعجاز کا اعلیٰ کمال۔ مرید آرام کر رہا تھا اور پیر اس کے جان و مال کی حفاظت کر رہے تھے۔

حضرت خواجہؒ راولپنڈی جاتے ہوئے سوہاوا کے نزدیک ایک کنوئیں سے جانوروں کو پانی پلانے کے لئے رکے اور نور حسن کو مویشیوں کو پانی پلانے کا حکم دیا۔ جیسے نور حسن کنوئیں پر پہنچا۔ کنوئیں کے مالک نے نور حسن کو یہ کہہ کر مویشیوں کو پانی سے روک دیا کہ کنوئیں میں پانی کم ہے اور ٹالنے کی غرض سے یہ بھی کہہ دیا کہ قریب ہی ایک جوہڑ ہے وہاں سے پانی پلا لینا۔ نور حسن نے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں کنوئیں کے مالک کی رائے اور پانی پلانے سے روکنے سے متعلق عرض کر دیا۔ اس پر آپؒ کنوئیں کے مالک کے پاس تشریف لے گئے اسے فرمایا۔ پانی تمہاری ملکیت ہے؟ آپؒ نے اسے وضاحت سے سمجھاتے ہوئے کہا۔ کنواں اور پانی اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ یہ ذاتی نہیں ہوا کرتے۔ میرے سمجھانے پر اب بھی اگر پانی تمہاری ملکیت ہے تو ہم مال مویشی کو پانی نہیں پلاتے اور اگر اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں تو پانی ملنا چاہیے۔ آپؒ کے سمجھانے پر بھی کنویں والا پانی مویشیوں کو دینے پر راضی نہ ہوا۔ آپؒ خاموشی سے مال مویشی لئے آگے بڑھ گئے۔ اگلی صبح جب کنواں کا مالک اپنی ضرورت کے لئے پانی لینے لگا تو اسے معلوم ہوا

کنواں خشک ہو چکا تھا۔ وہ چند لوگوں کو لے کر آپؒ کے تعاقب میں بھاگا۔ لیکن ملاقات نہ ہوئی۔ یہ کنواں ۱۲ سال تک خشک رہا۔ اس واقعہ کے بعد آپؒ ایک دفعہ اسی علاقہ میں تشریف فرما تھے۔ وہاں کے عوام نے کنوئیں کے خشک ہونے اور پانی کی کمیابی کا عرض کیا۔ جب اللہ کی مخلوق نے آہ و زاری کی تو آپؒ نے ایک برتن میں پانی طلب فرمایا۔ آپؒ نے پانی پر گیارہ مرتبہ درود شریف۔ گیارہ دفعہ الحمد شریف اور گیارہ دفعہ قل شریف پڑھ کر دم کیا اور فرمایا اس پانی کو کنوئیں میں ڈال دو۔ جیسے ہی پانی کنوئیں کی سطح سے مس ہوا۔ کنوئیں کے سوتے پھٹ پڑے اور کنواں لبالب بھر گیا۔ خلق خدا آج تک اس سے فیضیاب ہو رہی ہے۔

حضرت خواجہؒ کی نظر فیض اپنے ایک مرید فیروز پر ہو گئی۔ وہ اللہ اللہ کرنے لگا۔ آپؒ نے اسے ٹلہ گورو گورکھ ناتھ (جہلم) پر جا کر چلہ کشی کا حکم فرمایا۔ آپؒ کے حکم اور فیروز کی روانگی کا کسی کو علم نہ تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد فیروز کی والدہ نے فیروز سے ملاقات کی خواہش حضرت خواجہؒ کی خدمت میں کی۔ آپؒ نے منفتیاں کے کرم الٰہی کو ارشاد فرمایا۔ فیروز کو آواز دے کر بلاؤ۔ وہ حسب اطاعت حکم باہر کھڑا ہو گیا اور فیروز کو تین بار آواز دے کر بلایا۔ کچھ ہی وقت کے بعد فیروز اسی جگہ چلا آ رہا تھا جہاں حضرت صاحب خواجہؒ خود تشریف فرما تھے۔ اس وقت وہ صرف ایک کمبل میں ملبوس تھا۔ ماں بیٹا شدت جذبات سے ملے اور کچھ دیر بیٹھے رہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہؒ نے فیروز اور اس کی والدہ زینب کو طلب فرما کر زینب سے مخاطب ہوئے۔ کیا تمہارا فراق پورا ہو گیا۔ زینب

نے اثبات میں سر ہلایا۔ آپؒ نے دوبارہ زینب سے کہا کہ تم فیروز کو ۳۲ دھاریں دودھ پلائی معاف کر دو۔ زینب نے فیروز کو ۳۲ دھاریں دودھ بخش دیں۔ اب آپؒ نے زینب کو فوراً فرمایا۔ زینب اب تمہارا فیروز سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ اس لئے فیروز کو اسی جگہ جانے کی اجازت دے دو جہاں سے آیا ہے۔ زینب نے فیروز کو جانے کی اجازت بھی دے دی۔ تب حضرت خواجہؒ نے فیروز کو حکم فرمایا۔ فیروز اپنے مقام پر چلے جاؤ۔ فیروز نے عرض کیا۔ بابا جی! جہاں میں بیٹھا ہوں۔ جنگل بیابان ہے وہاں کوئی مکان نہیں باہر کھلی جگہ ہے میں کس جگہ بیٹھوں۔ آپؒ نے فرمایا۔ تم جنگل ہی میں بیٹھے رہو۔ جہاں تو خدا کی یاد کے لئے بیٹھے گا اگر وہاں سورج نکلا تو تیرے بیٹھنے کی جگہ پر سایہ رہے گا۔ اگر وہاں بارش ہوئی تو تیرے بیٹھنے کی جگہ خشک رہے گی۔ کیونکہ جس مالک حقیقی کے لئے تو خود کو وقف کرے گا وہ ہی سب انتظام کرے گا۔ فیروز حکم کے تحت چل پڑا۔ ابھی وہ دو تین کلے ہی گیا تھا۔ ادھر زینب پھر مادری شفقت کے تحت راستہ کاٹتی ہوئی فیروز کے پیچھے بھاگی اور قریب پہنچ کر فیروز کو آغوش میں لینے کے لئے بازو کھول دیئے۔ لیکن اسی لمحہ ایک اژدھا نما سانپ پھن اٹھائے فیروز اور زینب کے درمیان آگیا کاٹنے کی نیت سے زینب کی طرف پلٹا زینب ڈر کر زمین پر گر پڑی اسے محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم میں آگ لگ گئی ہو۔ وہ اٹھ کر الٹے پاؤں جل گئی جل گئی کہتی ہوئی بھاگی اور جہاں حضرت خواجہؒ تشریف فرما تھے۔ وہاں باہر جوتیاں پڑی ہوئی تھیں۔ زینب بھاگی ہوئی ان جوتیوں پر جا پڑی ان جوتیون کو منہ سے لگا کر کہتی تھی

میں جل گئی مجھے معاف فرما دیجئے۔ حضرت خواجہؒ نے زینب کو کہا۔ تم نے جو وعدہ کیا تھا وہ وعدہ ایک بشر سے تھا یا "وحدہٗ لا شریک" سے تھا۔ جب تم نے فیروز کو سب کچھ بخش دیا تھا پھر تیرا اس سے کیا واسطہ رہ گیا تھا۔ کیا اب اس پر قبضہ کرنا چاہتی تھی معلوم ہوتا ہے تو نے جو کچھ فیروز کو بخشا تھا وہ دنیاوی ضروریات کے تحت بخشا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا بننے کے لئے نہیں بخشا تھا۔ اگر تم نے اسے سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بخش دیا تھا تو اس وعدہ کو پورا ہونے دو۔ اب اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائیں۔ اس اثناء میں فیروز ٹلہ جوگیاں پر جا چکا تھا اور وہاں اللہ اللہ کرنا شروع کر دیا۔ وہاں گرمی سردی برسات کے ویسے ہی نتائج برآمد ہونا شروع ہو گئے تھے جس طرح حضرت خواجہؒ نے ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا چلہ مکمل ہوا تو وہ حضرت خواجہؒ کے پاس حاضر ہو گیا۔ آپؒ نے اسے حکم فرمایا تم کسی کے سامنے مت آنا۔ تمام دن فصلوں میں اس طرح گزارو کہ تمہیں سوائے اللہ کے کوئی نہ دیکھ سکے۔ جب میرے پاس آنا ہو تو رات گیارہ بجے کے بعد آیا کرنا اور سحری کے وقت واپس کھیتوں میں چلے جایا کرنا۔ فیروز اسی معمول پر آتا جاتا رہا اس دوران میں ایک روز حضرت خواجہؒ نے فرمایا آج سے تمہیں چلنے پھرنے کی کھلی اجازت ہے۔ لیکن اس اجازت میں چند راز ہوں گے۔ ایک تمہارا عالم قید اور دوسرا تمہارا صبر۔ دیکھنا یہ ہے کہ عالم قید میں تمہارا نفس اب بھی دنیا سے تعلق رکھتا ہے یا نہیں۔ جس دن اسے صبح کے وقت چھٹی ملی اس روز سے فیروز نے یہ معمول بنا لیا تھا۔ وہ فجر کی نماز کے بعد دربار عالیہ جہاں حضرت خواجہؒ عبادت

میں مصروف ہوتے وہاں دروازے پر کھڑا رہتا۔ جب آپؒ فارغ ہوتے تو سلام کر کے لوٹ جاتا۔ ایک روز وہ حسب عادت سلام کے لئے حاضر تھا۔ اس کی نظر چھت کی طرف پڑی۔ وہاں شہد کی مکھیوں نے بڑے بڑے چھتے لگا رکھے تھے۔ فیروز نے ایک چھڑی سے ایک چھتہ میں سے شہد نکال دیا اور پھر اسی جگہ آ کر کھڑا ہو گیا آپؒ کے ایک مرید سائیں عبداللہ نے فیروز کی یہ حرکت دیکھ لی جیسے حضرت خواجہؒ کمرے سے باہر تشریف لائے اس نے آپؒ کی توجہ چھتے کی طرف کرائی کہ دیکھئے یہ کیا ہوا ہے۔ آپؒ نے سائیں عبداللہ سے پوچھا کیا ہوا ہے۔ سائیں عبداللہ نے عرض کیا۔ حضور یہ شہد کا گھر بنا ہوا تھا اس میں سے آپؒ کے دوست فیروز نے شہد نکال دی ہے۔ آپؒ یہ بات سن کر جلال میں آ گئے اور فیروز کو فرمایا اگر شہر برباد کرنے ہیں تو فوج میں بھرتی ہو جاؤ۔ یہ درویشانہ لباس اتار دو۔ فیروز خاموش رہا سائیں عبداللہ نے شہد نکالے جانے والے واقعہ کو دوبارہ دہرایا۔ حضرت خواجہؒ نے فیروز کو دوبارہ مخاطب کر کے کہا۔ بھئی شہر برباد کرنے ہیں تو فوج میں چلے جاؤ یہ باتیں فوج کے ذمہ ہیں کہ شہروں کو برباد کریں تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ فیروز اسی وقت حضرت خواجہؒ سے اجازت لے کر گھر چلا آیا۔ پھر چند روز کے بعد فوج میں بھرتی ہو گیا۔ عالم قید کا وہ حکم جو اس مرشد نے لگا رکھا تھا اور جس کی اطاعت کے سلسلہ میں اس کے درجات بلند ہوئے تھے۔ وہ نفس امارہ کی خواہش شہد حاصل کرنے پر اس سے چھن گیا۔ مقام درویشی بھی بدل گیا کبھی کبھی عشق و مستی میں شعر کہتا لیکن جو منزل اس پر وارد تھی اس کے آثار بدل گئے۔

معلوم ہو سکا۔ اس نے میرے والد کو جہلم اسٹیشن ماسٹر کے پاس جانے کو کہا۔ جہلم اسٹیشن ماسٹر نے میرے والد کو بتلایا یہ چٹھی ملتان سے بڑے افسر نے بھیجی ہے کہ کل تک اپنے واجبات ہر حالت میں آکر حاصل کر لو۔ عطا محمد جہلم ہی سے بغیر ٹکٹ گاڑی پر سوار ہو گیا دوسرے روز ملتان دفتر میں پہنچ گیا۔ جہاں اس کے واجبات اسے مل گئے۔

ڈھوک موہراں میں قیام کے دوران صاحبزادی محترمہ فاطمہ بی بی سے ایک سائل نے عرض کی۔ اس کی بھینس دودھ نہیں دیتی صاحبزادی محترمہ نے اسے تعویز عطا فرمایا اور ہدایت کی کہ بھینس کا منہ قبلہ رخ کر کے تعویز کو زمین میں دبا دینا اللہ رحم فرمائیں گے۔ سائل نے حسب ہدایت تعمیل کی یہ اس دعا اور کلام الہی کی برکت ہے کہ جس گھر میں بھینس کے دودھ نہ دینے کی شکایت ہوا کرتی تھی آج وہ گھر اپنے ہاں سے بھینسیں فروخت کرتا ہے۔

سنہری مسجد کے پیش امام جو دیوبندی اور پٹھان برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ پیر ثانی صاحب موہڑہ شریف کے ساتھ لکھن شریف آئے۔ جہاں ان کی ہر طرح سے خدمات کی گئیں۔ دو روز قیام کے بعد پیر ثانی صاحب اور مولوی صاحب چلے گئے۔ چند روز بعد مولوی صاحب نے دوبارہ دربار عالیہ لکھن شریف آنے کا ارادہ کیا۔ راستے میں مولوی صاحب نے سوچا کیا ہی اچھا ہو جب میں پیر صاحب کے پاس پہنچوں تو وہ مجھے بھنا ہوا گوشت کھلائیں۔ آج دیکھنا ہے پیر صاحب کو میری خواہش کا پتہ چلتا ہے یا نہیں۔ ادھر اس نے سوچا ادھر حضرت خواجہؒ نے خادم کو مرغ ذبح کر کے بھونے

کا حکم فرمایا۔ مولوی صاحب کے پہنچنے سے پہلے مرغ تیار ہو چکا تھا۔
کچھ وقت کے بعد مولوی صاحب بھی چند ہمراہیاں سمیت دربار
شریف پہنچ گئے۔ مولوی صاحب کے تمام ساتھیوں کو لنگر پیش کیا گیا
لیکن مولوی صاحب کے سامنے بھنا ہوا مرغ رکھا گیا۔ اسی لمحہ
حضرت خواجہؒ نے مولوی صاحب کو کہا۔ بھئی راستے میں آپ مرغ
کا سوچ رہے تھے لو بھنا ہوا مرغ ہی کھاؤ۔

جملے شاہ چک عبدالخالق (لالہ موسےٰ) راوی ہیں۔ ۱۹۵۲ء
میں آپؒ چک عبدالخالق تشریف لائے۔ چک کا سقہ اپنا لڑکا لے کر
خدمت حضرت خواجہؒ میں حاضر ہوا۔ جیسے ہی وہ خدمت میں پیش
ہوا حضرت خواجہؒ نے تمام حاضرین مجلس کو فرمایا۔ تمام لوگ وضو
بدل لیں۔ سب لوگ چلے گئے صرف سقہ اس کا لڑکا اور جملے شاہ
بیٹھے رہے۔ سقہ نے عرض کی باباجی! میرے بیٹے کو دم فرمایئے اور
دعا بھی کیجئے کہ یہ جلد از جلد بڑا ہو جائے اور میرے ساتھ کام کرے
کیونکہ میں بوڑھا ہوا گیا ہوں۔ آپؒ نے سقہ کی پہلی خواہش پوری
فرمادی لیکن اس کے لئے دعا کے لئے درخواست پر مسکرا دیئے۔
جب سقہ چلا گیا تو جملے شاہ نے خدمت خواجہؒ میں عرض کیا جب
سقہ لڑکے کے جلد از جلد بڑا ہونے کے لئے عرض کر رہا تھا آپؒ
مسکرا رہے تھے۔ یا حضرت کیا وجہ تھی؟ آپؒ نے فرمایا ایسی باتیں
نہیں پوچھنی چاہئیں۔ جملے شاہ نے عرض کیا۔ حضرت اس وقت
میں ہی اکیلا موجود ہوں مجھے راز سے آگاہ فرما دیجئے۔ حضرت خواجہؒ
نے کہا۔ خاموش رہو کیا پوچھتے ہو۔ جملے شاہ نے تیسری بار بھی
عرض کر دیا کہ راز فرما دیجئے۔ جملے شاہ کے سہ بار اصرار پر آپؒ نے

فرمایا۔ جب سقہ کہہ رہا تھا کہ دعا کیجئے میرا لڑکا بڑا ہو کر میرے ساتھ
پانی کے مشکیزے اٹھائے تو ہم دیکھ رہے تھے کہ وہ ملازمت کر چکا۔
مشکیزے نہیں اٹھائے گا۔ کیونکہ اس کا باپ ملازمت کر رہا ہے۔
جملے شاہ حیران رہ گئے کہ اس کا ظاہری باپ تو مشکیزے اٹھا رہا تھا۔
اس حیرانگی کے تحت جملے شاہ نے پوچھا یا حضرت اس کا پھر باپ کون
ہے ؟ حضرت خواجہؒ نے فرمایا "ایک سید ہے" یہ سید کا بیٹا ہے۔
جیسے شاہ صاحب کو حالات معلوم ہوئے وہ خاموش ہو گئے۔

چوہدری رشید راوی ہیں۔ میری برادری کے کچھ لوگوں نے
کسی جگہ سے مالکان کی اجازت کے بغیر لکڑی کاٹی اور اٹھا کر لے گئے
جو لوگ لکڑی اٹھائے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کو ٹھوکر لگی
لکڑی اسی پر آگری وہ موقعہ پر ہی مر گیا۔ اس حادثہ سے اس کے
عزیز ڈر گئے اور لکڑی کو ادھر ادھر فروخت کرنے کی کوشش کرنے
لگے۔ حضرت خواجہؒ کا بھانجا چراغ دین بھی اس لکڑی کو خریدنے
کے خیال سے اجازت کے لئے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر
ہوا اور سستے داموں اس لکڑی کو خریدنے کا خیال ظاہر کیا۔ حضرت
خواجہؒ نے اسے خریدنے سے روکتے ہوئے فرمایا اس لکڑی میں سے
ایک انچ بھی نہ خریدنا۔ کیونکہ اس لکڑی نے ابھی دو اور آدمیوں کی
جان لینی ہے۔ آپؒ کا بھانجہ خاموشی سے واپس چلا گیا۔ جب وہ
لکڑی کسی نے بھی نہ خریدی تو ان لوگوں نے اس لکڑی کی
چارپائیاں بنوالیں۔ ان میں ایک اسی رات اسی چارپائی پر سو گیا۔ صبح
لوگوں نے دیکھا کہ وہ موت کے منہ میں جا چکا تھا۔ دوسری رات
دوسرا آدمی اسی چارپائی پر سو گیا۔ اگلی صبح وہ بھی موت کے منہ میں

چلا گیا۔ چراغدین کو جب ان اموات کا پتہ چلا۔ تو اس نے ان لوگوں کو حضرت خواجہؒ کے فرمان کے متعلق بتلا دیا۔ ان لوگوں نے چراغدین سے شکوہ کیا کہ تم نے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتلایا۔ چراغدین نے جواب دیا یہ تمہاری محنت کا کام تھا بہر حال جو ہونا تھا ہو گیا۔

صوفی محمد بشیر انند گڑھ (شیخوپورہ) راوی ہیں۔ ۴۳-۱۹۴۲ء وساکھ کی یکم تاریخ کو موضع چوچک وال میں محمد یعقوب۔ محمد شفیع۔ محمد طفیل۔ محمد ارشاد وغیرہ کا برادری میں جھگڑا ہو گیا۔ جس میں محمد شفیع وغیرہ سے قتل ہو گیا۔ میں مرید ہونے کی حیثیت سے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں برادران بالا کے لئے امداد حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ اسی دن مخالفین بھی حضرت خواجہؒ کے پاس فریاد لے کر آئے۔ آپؒ نے ان کے حالات سن کر فرمایا تم جاؤ ان کے چلے جانے کے بعد میں نے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں رونا شروع کر دیا اور عرض کیا۔ لڑائی کے وقت تمام گاؤں ایک طرف تھا اور اب شہادتیں دینے کے لئے بھی ایک طرف ہے۔ آپؒ نے شفقت سے فرمایا۔ سارا گاؤں اکٹھا ہو کر کیا کرے گا۔ جب دنیا بنانے والا ہی تمہاری طرف ہے۔ پھر فرمایا اپنے حالات بتاتے رہا کرو۔ بھادوں کی ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱ کو فیصلہ سنا دیا گیا۔ تمام ملزم بری تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس صبح کو فیصلہ سنایا جانا تھا۔ حضرت خواجہؒ نے مثل پر خود فیصلہ لکھا تھا کہ ملزمان بری ہیں۔

۱۹۳۸ء میں صوفی محمد بشیر (شیخوپورہ) سردیوں کے موسم میں دربار عالیہ حاضر آیا۔ رات کے وقت مریدین کو بستر تقسیم کئے گئے۔

حضرت خواجہؒ نے مجھ سے دریافت فرمایا کوئی کپڑا ملا ہے۔ میرے پاس دوتہی تھی۔ میں نے عرض کیا میرے پاس دوتہی ہے۔ اس پر آپؒ نے کندھے سے چادر اتار کر مجھے دی اور پانی کا ایک گلاس طلب کیا۔ پھر آپؒ نے دائیں ہاتھ کی پہلی دو انگلیوں کے پور پانی کے گلاس میں ڈال کر ہلا دیئے اور پانی مجھے پلا دیا۔ فرمایا اب سو جاؤ نیند کے دوران حضرت خواجہؒ کی زیارت ہوئی۔ جو مجھے مسجد اقصےٰ لے گئے۔ جہاں میں نے حضرت خواجہؒ کی ہمراہی نماز تہجد ادا کی اور وہاں سے حضرت خواجہؒ مجھے ایسی جگہ لے گئے جہاں کافی مینار تھے۔ جن میں ایک مینار کافی بلند تھا۔ حضرت خواجہؒ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ بچو! یہ عرش کا کنگرہ ہے۔

حضرت پیر محمد عارف حسینؒ راوی ہیں۔ مولوی دین محمد صاحب چک S-P ۱۵ پاک پتن شریف والے حضرت خواجہؒ کے خلیفہ اعلیٰ تھے۔ جو ان درجات تک پہنچنے کے لئے فنافی الشیخ کے درجہ سے گزر چکے تھے۔ ان کی اہلیہ رضاء الٰہی سے فوت ہو گئیں۔ ان کی بڑی سالی امینہ جو پیشتر ازیں مولوی صاحب کے بڑے بھائی کے گھر میں آباد تھی نے طلاق حاصل کر لی تھی۔ مولوی صاحب کو اپنے ساتھ شادی پر رضامند کرنے کے لئے ایک دو بار کوشش کی۔ لیکن ہر بار مولوی صاحب کی طرف سے انکار ہونے پر بھی وہ تیسری بار مولوی صاحب کی طرف رجوع ہوئی اور آخرکار انہیں اپنے ساتھ شادی پر رضامند کر لیا۔ شادی کے بعد امینہ اپنے دیوروں اور جیٹھوں سے ملتی رہی۔ ان کے لعن طعن سے مجبور ہو کر امینہ نے ان لوگوں کو رائے دی کہ اگر وہ لوگ مولوی صاحب کو قتل کر

دیں تو وہ دوبارہ ان کے ہاں آباد ہونے کو تیار ہے۔ ان کے درمیان پروگرام یہ بنا کہ رات مولوی صاحب ایک کمرہ میں اندھیرا کئے ہوئے عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اور اس دوران ان کو کسی چیز کا علم نہیں رہتا۔ لہٰذا اسی وقت ان کو قتل کیا جائے کوئی گواہ بھی نہ ہو گا اور نہ ہی کسی کو کان و کان خبر ہو گی۔ اس ظلم سے بھرپور پروگرام کا مولوی صاحب کے ملازم سردار کو بھی علم ہو گیا۔ لیکن وہ خاموش رہا۔ اسی رات مولوی صاحب حسب عادت عبادت میں مصروف ہو گئے۔ مولوی صاحب عبادت کے وقت سر پر پگڑی باندھتے تھے۔ وہ لوگ امینہ کی ہدایت پر مسلح ہو کر اس کمرے میں داخل ہوئے اور اندھیرے میں مولوی صاحب کی گردن پر وار کیا جو ان کے جرائم پیشہ ذہن اور قتل کے ارادہ میں اوچھا پڑا اور مولوی صاحب کی پگڑی پر لگنے سے پگڑی گر گئی۔ وہ لوگ یہ سمجھے کہ مولوی صاحب کی گردن اتر گئی ہے وہ بھاگ گئے۔ ان کے جانے کے بعد امینہ دیکھنے آئی کہ مولوی صاحب کس حالت میں گرے ہوئے ہیں۔ اتنی شقی القلب عورت نے جب دیکھا کہ مولوی صاحب کی پگڑی گرنے کو وہ لوگ یہ سمجھے کہ مولوی صاحب کی گردن پگڑی سمیت جدا ہو گئی ہے۔ ادھر مولوی صاحب پر وار ہونے کے باوجود اور پگڑی گر جانے پر بھی وہ اسی طرح ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ وہ عورت آپ کو اس حالت میں دیکھ کر واپس چلی گئی اور قاتلوں کو جا کر سرزنش کرنے لگی کہ ان سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکا۔ مولوی صاحب اسی طرح زندہ سلامت ہیں۔ اس عورت کے غیرت اور جوش دلانے پر وہ لوگ دوبارہ آئے اور مولوی صاحب کو عبادت میں مصروف دیکھ کر

پھر وار کیا۔ جس سے مولوی صاحب شہید ہو گئے۔ جب مولوی صاحب کی شہادت کی خبر آپ کے عقیدتمندان میاں عیدا اور حاجی نبی بخش کو ملی تو وہ دوڑے وہاں موقعہ پر پہنچے۔ مولوی صاحب کا ایک ملازم سردار نامی بھی تھا لیکن وہ بھی وقوعہ کے وقت وہاں موجود نہ رہا لیکن وہ خاموش ہی رہا۔ جب مولوی صاحب کی شہادت کی خبر حضرت خواجہؒ کو لکھن شریف میں پہنچی تو آپؒ اسی جگہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے۔ جس جگہ آپؒ کو مولوی صاحب کے شہید ہونے کے متعلق بتلایا گیا تھا۔ کچھ وقت کے بعد آپؒ نے فرمایا۔ آج ہمارا دایاں بازو ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد آپؒ کو دوسری خبر مولوی صاحب کے پوسٹ مارٹم اور پھر دفن ہونے کی ملی۔ مولوی صاحب کے دفن کے بعد وہ عورت اور مولوی صاحب کا ملازم سردار دربار عالیہ لکھن شریف حضرت صاحب خواجہؒ کی خدمت میں صفائی کے لئے حاضر ہوئے۔ جس وقت یہ دونوں دربار عالیہ میں داخل ہوئے حضرت خواجہؒ چادر بچھائے ختم شریف پڑھ رہے تھے۔ آپؒ نے ان دونوں کو حاضر ہونے کا حکم فرمایا۔ ان کی آمد پر ان سے مولوی صاحب کی شہادت کے متعلق حالات و واقعات کے تحت بیان لیا۔ آپؒ مولوی صاحب کی شہادت سے اس حد تک متاثر ہوئے تھے کہ لگاتار ۸ دن تک ان دونوں سے مختلف بیانات کی پوچھ گچھ کرتے رہے۔ ۸ دن کے بعد حضرت خواجہؒ نے ان دونوں کو اپنا فیصلہ سنایا۔ آپؒ نے اس عورت سے فرمایا۔ تم مکار اور بدنیت عورت ہو تجھے یہ سزا دی جاتی ہے کہ جب تک تو زندہ رہے گی تو کتے کی طرح بھونکتی رہے گی اور ہر گھر کی خاک اپنے سر میں ڈالا کرے گی۔ پھر سردار کو حکم فرمایا۔

تم دیوس ہو اور ساتھ نمک حرام بھی ۔ تم نمک کھاتے رہے مولوی صاحب کا اور دشمنوں کے سامنے خاموش رہے ۔ اس نمک حرامی کی بناء پر تمام عمر تمہاری ہڈیاں جلتی رہیں گی ۔ پھر ایک جہاں نے دیکھا اس عورت نے بھونکنا شروع کر دیا کھانا پینا چھوڑ دیا ۔ لوگوں کے گھروں میں جس چولہے کی سامنے جاتی اس میں سے خاک لے کر سر میں ڈالتی رہی ۔ جتنے دن وہ زندہ رہی نہ پانی پی سکی نہ کچھ کھا سکی اور اسی حالت میں چل بسی ۔ مولوی صاحب کے ملازم سردار کو فرمایا ۔ تم دیوس ہو اور ساتھ ہی نمک حرام بھی ۔ نمک مولوی صاحب کا کھاتے رہے لیکن دشمنوں کے سامنے خاموش رہے ۔ اس جرم کرنے پر تمہارے لئے اتنی سزا ہے کہ تمہاری ہڈیاں جلتی رہیں گی ۔ کیونکہ تم نمک حرام ہو ۔ وہ بھی اسی حالت میں مر گیا ۔

۱۹۱۴ء میں ہندوستان قحط کی زد میں تھا ۔ حضرت خواجہؒ لنگر کے لئے گندم خریدنے کے لئے امرتسر منڈی میں تشریف لے گئے وہاں سے صرف ایک من گندم دستیاب ہو سکی ۔ آپؒ نے گندم لا کر صحن میں ڈال دی ۔ اس رات آپؒ تہجد کی نماز ادا فرما رہے تھے گاؤں کی ایک عورت صحن میں داخل ہوئی ایک جھولی گندم سے بھر کر چپکے سے چلی گئی ۔ آپؒ نے عورت کی آمد کو محسوس کرتے ہوئے وظائف شروع کر دیئے ۔ وہ عورت دوبارہ آئی جھولی گندم سے بھری اور چلی گئی ۔ جب وہ عورت تیسری مرتبہ آئی تو آپؒ نے سر سجدہ میں رکھ دیا جیسے وہ اس کی چوری کو نہیں دیکھ رہے ۔ ”کیونکہ اللہ پاک ہر ایک کی پردہ پوشی کرتے ہیں “ ۔ تیسری مرتبہ جب اس نے جھولی گندم سے بھری تو عورت کو یوں محسوس ہوا جیسے

اس پر حضرت خواجہؒ کی نظر پڑ گئی ہے۔ وہ گھر سے پیاز کے دو گھٹے پکڑ کر راستہ تبدیل کر کے حضرت خواجہؒ کے سامنے پیش ہوئی اور چوری کو چھپانے کے لئے بات بنائی۔ باواجی کوئی آپؒ کا پیاز لئے جا رہا تھا میں نے اس سے چھین لیا ہے۔ آپؒ نے بات سن کر فرمایا۔ ”تمہیں تم پر بھی اللہ راضی ہو اور پیاز لے جانے والے پر بھی۔ بھی ہدایت فرمائے اور اسے بھی“۔ اس کے علاوہ ایک لفظ بھی نہ کہا۔ وہ عورت چلی گئی۔ آپؒ نے یہ دعا فرما کر باقی اس کی عقل و دانش پر چھوڑ دیا تھا۔ صبح کے وقت آپؒ نے گندم کو صاف کروایا پھر پسوا کر ”پڑھولہ“ میں ڈال دیا۔ اس کا دروازہ بند کروا کے پڑھولہ کے نیچے ایک سوراخ بنا دیا اور خدام کو فرمایا جب بھی لنگر کے لئے آٹا چاہیے اسی سوراخ سے حاصل کیا جائے۔ نئی فصل کے آنے تک خدام اسی سوراخ میں سے آٹا حاصل کرتے رہے۔ نئی فصل آئی آپؒ نے پڑھولہ کا دروازہ کھلوا دیا اب اس میں سے اتنا ہی وزن نکلا جتنا پہلے دن اس میں ڈالا گیا تھا۔

حضرت خواجہؒ موسم برسات میں ایک روز کھیتوں میں تشریف لے گئے۔ محمد یوسف نامی ایک ۱۰ سالہ لڑکا بھی آپؒ کے ساتھ تھا۔ اتنے میں بارش شروع ہو گئی۔ یوسف بارش سے بچنے کے لئے ایک کیکر کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ حضرت خواجہؒ نے اچانک یوسف کو آواز دی۔ یوسف بھاگ کر سامنے پلی کے نیچے چلے جاؤ۔ یوسف حکم سنتے ہی بھاگ پڑا۔ ادھر یوسف درخت کے نیچے سے نکلا ادھر بجلی زور سے کڑکتی گرجتی اسی درخت پر گری جس سے درخت جل گیا۔ آپؒ کی نظر عارفانہ سے یوسف کی جان بچ گئی۔

حضرت خواجہ ؒ خلیفہ مولوی عبدالرحمان کے ساتھ داتا گنج بخش ؒ کے روضہ پر تشریف لے گئے۔ وہیں رات کے قیام کے لئے تالاب کے نزدیک فروکش ہو گئے۔ کچھ وقت کے بعد دربار کی مسجد کے پیش امام بھی وہیں آ کر بیٹھ گئے۔ ریاضت اور تصوف کے موضوع پر گفتگو شروع ہو گئی۔ پیش امام نے گفتگو میں حضرت خواجہ ؒ کو بتلایا وہ تو آج تک بڑے وظائف پڑھتا رہا ہے ذکر اللہ بھی کافی کیا ہے۔ نمازوں کے علاوہ بہت سے نوافل پڑھے ہیں لیکن اسے گیان عرفان نام کی کوئی چیز حاصل نہیں ہوئی۔ اب تو اس کا ایمان متزلزل ہو گیا ہے اسے تو اب بے یقینی سی ہو گئی ہے اور صوفی لوگ بھی اسے مصنوعی نظر آنے لگے ہیں۔ مولوی عبدالرحمان سے مولوی صاحب کا لب و لہجہ اور طرز گفتگو برداشت نہ ہو سکا۔ خصوصی طور پر اس کی جرات مندانہ طرز جو صوفیا کے متعلق اس نے کہی۔ مولوی عبدالرحمان نے اگلا لمحہ انتظار کئے بغیر مولوی صاحب سے کہا۔ مولوی لوگ تو انہیں بندر اور سور نظر آتے ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ مولوی عبدالرحمان صاحب نے جذباتی اور عقید تمندانہ جواب دیا تھا لیکن حضرت خواجہ ؒ نے مولوی عبدالرحمان کا یہ جواب اخلاقی اقدار کے خلاف محسوس کرتے ہوئے مولوی صاحب عبدالرحمان کی طرف سے کسی اور جواب سے پہلے ان کے بازو کو پکڑ کر سختی سے جھنجوڑ ڈالا۔ خلیفہ عبدالرحمان کو یوں لگا جیسے طاقتور بجلی ان کے بازو کو چھو گئی۔ وہ خاموش ہو گئے۔ تب حضرت خواجہ ؒ نے مولوی صاحب کو انتہائی حلیمی متانت سے پوچھا کیوں بھئی آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس نے بتلایا ۴۰ سال سے۔ آپ ؒ نے

دوبارہ دریافت فرمایا۔ کیا درود شریف اور وظائف بھی پڑھے ہیں۔
اس نے جواب دیا کافی حد تک۔ آپؒ نے فرمایا۔ اس شخص کو گیان
عرفان کیسے مل سکتا ہے جس کی نیت عبادت کی اجرت گیان اور
عرفان کی صورت میں مانگنے کی ہو۔ حالانکہ اس نے اللہ کی عبادت کا
حق تو ادا کیا ہی نہ ہو۔ مولوی صاب رونے لگے۔ آپؒ کے عارفانہ
کلام نے مولوی صاحب کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

حضرت خواجہؒ پیر اور مرید کے رشتے کے متعلق فرماتے ہیں
"مرید کو ہمیشہ پیر کے پاس آنا جانا چاہئے۔ پیر کا مرید کے گھر بار بار
جانا اچھا نہیں ہوتا"۔ حلقہ طریقت میں مریدین کو چونکہ آپؒ کے
اس حکم کا علم تھا۔ اس لئے اضلاع راولپنڈی۔ جہلم۔ گجرات اور
گوجرانوالہ کے مریدین عرس موہڑہ شریف کا انتظار کرتے۔ جب
آپؒ موہڑہ شریف سے لوٹتے تو مریدین فیض عام اور برکت حاصل
کرنے کی نیت سے اپنے گھروں میں لے جانے کی درخواستیں کرتے
آپؒ مریدین کی دل شکنی سے بچنے کے لئے کبھی کبھار ان کے گھروں
میں باری باری تشریف لے جاتے۔

۱۹۲۷ء میں جملے شاہ (جہلم) حضرت خواجہؒ کی منت سماجت
کر کے آپؒ کو چک عبدالخالق لے گیا۔ وہاں موہڑہ شریف والوں
کے دو خلفاء سید ولایت علی شاہ اور سید غوث محمد شاہ برادران رہتے
تھے۔ جب انہیں حضرت خواجہؒ کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے جملے
شاہ کے برادر کے ذریعے حضرت خواجہؒ کو دعوت دی۔ آپؒ نے پیر
خانہ کی خوشنودی اور خلفاء کی دلجوئی کے خیال سے اس دعوت کو
شرف قبولیت بخشا۔ دعوت کے بعد برادر جملے شاہ نے عرض کیا۔ یا

حضرت ان دونوں خلفاء کے لئے دعا فرمائیں ۔ ان کی گدی کو بھی ترقی ہو ۔ حضرت صاحب خواجہؒ نے فرمایا بھئی یہ کیوں چھ چھ ماہ گاؤں گاؤں اور گھر گھر مریدوں کے پاس جاتے ہیں ۔

اللہ اکبر مرد قلندر کے ایک ہی اشارہ نے ان کی ترقی کا راز سمجھا دیا ۔

حضرت صاحب خواجہؒ جس طرح انسانوں سے التفات فرماتے تھے ۔ اسی طرح جانوروں سے بھی پیار فرماتے تھے ۔ آپؒ ان پر جبرِ ظلم برداشت نہ کرتے تھے ۔ آپؒ کا فرمان ہے "جانور ہمارے قیدی ہیں کیونکہ ہم نے ان کے گلے میں زنجیر ڈالی ہوئی ہے ۔ اس حالت میں ہماری بدسلوکی کی شکایت یہ اللہ تعالیٰ سے کریں گے اور بدلہ لیں گے ۔ کیونکہ یہ بھی جاندار ہیں ۔

ایک عارف باللہ نے کس طرح قیدی کے جذبات کی عکاسی فرمائی ۔ حضرت خواجہؒ بار برداری کے پیشہ کے دوران جب پڑاؤ کرتے ۔ جانوروں کو اپنے ہاتھ سے چارہ ڈالتے ۔ ان کی مالش کرتے ان کی ٹانگیں دباتے ۔ جب ان کاموں سے فارغ ہوتے تو اپنے کھانے کا انتظام کرتے ۔ بیل گاڑی کے ساتھ "جوتے" رکھ کر خود پیدل چلتے اور قدم قدم پر اللہ کا ورد فرماتے رہتے ۔ آپؒ کے مرید مہراجام نے آپؒ کی نذر ایک گائے اور بچھڑا کیا ۔ آپؒ نے بچھڑے کا نام "بچو" تجویز فرمایا ۔ جوان ہونے پر آپؒ اسے ہل میں جوتتے رہے ۔ ہر روز صبح جب آپؒ اشراق کی نماز سے فارغ ہوتے ۔ "بچو" جو باڑے میں کھڑا ہوتا اس کا نام لے کر آواز دیتے ۔ "بچو" آواز سن کر باڑھ پھلانگ کر باہر نکل آتا اور آتے ہی اپنا سر آپؒ

کے قدموں پر رکھ دیتا۔ آپؒ اسے فرماتے۔ اچھا "بچو" آپ ذکر
سناؤ تو وہ ہنکار سے ذکر اسم ذات شروع کر دیتا۔ ذکر سننے کے بعد
آپؒ فرماتے۔ اب تم خدمت کر چکے ہو اب لالچ بھی کرو گے۔
آپؒ لنگر سے ایک روٹی منگواتے پھر اپنی دائیں بغل میں روٹی دبا کر
"بچو" سے فرماتے۔ چھا بھئی روٹی تلاش کر لو اور کھا لو۔ "بچو"
آہستہ قدمی سے آپؒ کی دائیں جانب آ جاتا۔ پھر اپنے سینگ کو
آپؒ کی کہنی سے لگا کر کہنی کو آہستہ آہستہ اٹھاتا۔ جس سے روٹی
جب نیچے گرنے کو آتی تو آپؒ روٹی پکڑ کر بائیں بغل میں دبا لیتے
اور پھر "بچو" کو روٹی تلاش کرنے کا حکم صادر فرماتے۔ "بچو" اسی
طرح آہستہ آہستہ بائیں جانب چلا جاتا اور پھر اپنا سینگ اسی طرح
بازو کے ساتھ لگا کر اٹھاتا۔ جب حضرت خواجہؒ کی بائیں بغل سے
روٹی گرنے لگتی تو آپؒ پہلے دائیں گھٹنے کے نیچے پھر بائیں گھٹنے کے
نیچے دباتے جاتے اور "بچو" اسی طرح سینگ کی مدد سے روٹی تلاش
کر لیتا تو آپؒ محبت و انس میں اپنے ہاتھوں سے روٹی کھلا دیتے۔
"بچو" نے آپؒ کی ۲۷ سال خدمت کی۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو
ایک روز آپؒ نے اسے فرمایا۔ تم نے اللہ تعالیٰ کے لنگر کی بہت
حاضری دی ہے اب بڑھاپے کی وجہ سے لوگ تمہیں مار دیں گے۔
اس کے بعد آپؒ نے اس سے خدمت لینا بند کر دی اور ۲ ماہ کے
لئے اسے آزاد کر دیا۔ ہاڑھ کے عرس پر آپؒ نے "بچو" کو طلب کیا
اس کے حاضر ہونے پر آپؒ نے "بچو" کو مخاطب کر کے فرمایا۔
"بچو" تم نے تمام زندگی اللہ کی خدمت کی ہے۔ اب جان بھی خرچ
کر دو۔ "بچو" نے اپنا سر آپؒ کے پاؤں پر رکھ دیا۔ آپؒ نے اس

کے لئے دعا فرمائی ۔ ''بچو'' درویشوں کے ساتھ ذکر کرتا ہوا چل دیا۔ قبرستان کے نزدیک ایک کھال تھا جس میں وہ لیٹ گیا۔ نہ تو اس نے پاؤں بندھوائے نہ پاؤں مارے بلکہ خاموشی سے اپنے حلق پر چھری چلوالی۔

''سبحان اللہ! تعمیل حکم ہو تو ایسا ہو۔''

حضرت خواجہؒ کے ایک پیر بھائی مولوی فضل الرحمان نور پور کانگڑہ میں رہتے تھے ۔ انہوں نے اپنے ایک شاگرد مولوی شعبان کو ایک ایسا وظیفہ بتلایا ہوا تھا۔ جس سے ہر روز اسے جائے نماز کے نیچے ۱۰ روپے ملنے لگے تھے اور مزید یہ کہا تھا کہ جب تک وظیفہ جاری رکھو تو بڑا گوشت نہ کھانا۔ اپنی موت سے پہلے شعبان کو بتلا دیا تھا کہ تم ٦ ماہ کے اندر اندر ایک لا علاج بیماری میں مبتلا ہو جاؤ گے اور تمہیں جان کے لالے پڑ جائیں گے ۔ مولوی فضل الرحمان کی موت کے بعد مولوی شعبان نے ایک جگہ شادی کی بات چلائی ۔ جب اس کی ہونے والی ساس کو یہ پتہ چلا کہ شعبان بڑا گوشت نہیں کھاتا تو اس نے شادی کے لئے پہلی شرط ہی یہ لگائی کہ جب تک شعبان بڑا گوشت نہیں کھائے گا وہ رشتہ نہیں دے گی ۔ مولوی شعبان شادی کے لالچ میں استاد کا حکم بھول گیا اور گائے کا گوشت کھانا شروع کر دیا۔ گائے کا گوشت شعبان کے جسم میں زہر بن کر پھیل گیا۔ آخر کار بیمار ہو گیا۔ اس نے شہر شہر گاؤں گاؤں ڈاکٹر حکیموں سے ہر طرح علاج کروایا۔ لیکن وہ صحت یاب نہ ہوا۔ بہر طور ڈاکٹروں حکیموں نے اسے لسی اور سرخ مرچ کھانے سے منع کر دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر یہ دونوں چیزیں یا ان میں سے ایک بھی

استعمال کر لی تو موت یقینی ہو جائے گی۔ مولوی شعبان کی حالت دن بدن خراب ہوتی گئی۔ اسی دوران ایک رات شعبان کو اس کے استاد خواب میں ملے اور اسے بتلایا کہ کائنات میں تمہاری بیماری کا علاج اب صرف جناب محمد بخش" لکھن شریف والوں کے ہاتھوں ہو گا وگرنہ نہ کوئی دوسرا تمہاری مرض تک کو نہیں سمجھ سکتا۔ میں نے ان سے تمہاری سفارش کر دی۔ وہاں جاؤ۔ مولوی شعبان زندگی کا معجزہ سن کر کانگڑہ سے چلا تو لکھن شریف پہنچ کر دم لیا۔ وہ دربار عالیہ میں قریب ۱۲ بجے پہنچا۔ اس کے دربار عالیہ میں داخل ہوتے ہی ایک خادم دربار نے پکارا۔ نور پور کانگڑہ سے کون آیا ہے شعبان گرتا پڑتا سامنے ہوا۔ خادم اسے لے کر حضرت خواجہؒ کے سامنے پیش ہوا۔ آپؒ نے شعبان کو بیٹھنے کے لئے کہا اور خادم کو حکم فرمایا کہ لسی اور سرخ مرچ لاؤ۔ شعبان حیران تھا کہ ڈاکٹروں اور حکیموں نے تو لسی اور سرخ مرچ کے استعمال پر موت واقعہ ہونے کی پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ اب کیا ہونے لگا ہے۔ اتنے میں خادم لسی کا گلاس اور سرخ مرچ لے آیا۔ آپؒ نے مرچ کو لسی کے گلاس میں ڈال کر اچھی طرح ہلا دیا اور شعبان کو کہا کہ لسی کا گلاس پی جاؤ۔ شعبان پہلی نافرمانبرداری کی سزا کو یاد رکھتے ہوئے بسم اللہ پڑھ کر لسی کے گلاس کو پی گیا۔ اس کے بعد آپؒ نے فرمایا۔ شعبان ابھی یہی علاج ۲ روز اور جاری رہے گا۔ نماز پڑھو اور آرام کرو۔ اس کے علاوہ آپؒ نے اسے چند گولیاں بھی عنایت فرمائیں کہ انہیں بھی استعمال کرو۔ تین روز کے بعد وہ شخص جس کا علاج ڈاکٹر اور حکیم نہ کر سکے مرد قلندر کی نظر ولایت سے صحت یاب ہو گیا۔

ضلع گجرات میں موضع گیال کے بوٹا گوجر نے کنواں لگوانے کے لئے گاؤں کے لوگوں کو اس کام کے لئے امداد باہمی کے طور پر بلایا ہوا تھا اور ان کی خدمت کے لئے روٹی اور حلوہ کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ کنوئیں کی کھدائی کے دوران ہی شاہ شرف جو درویش مجذوب تھے۔ اپنے مریدین کے ہمراہ وہیں پہنچ گئے۔ بوٹا گجر کو حکم فرمایا۔ میرے ساتھ درویش ہیں انہیں کھانا کھلاؤ۔ بوٹا نے جواب دیا آپ کو بڑی جلدی ہے ان کو تو کھانا کھلا لوں۔ جن کو میں نے کام پر بلایا ہوا ہے۔ شاہ صاحب بضد ہوئے کہ ان کے درویشوں کو پہلے کھانا کھلا دو۔ بوٹا نے انکار کر دیا کہ وہ ایسا نہیں کرے گا۔ شاہ صاحب ناراض ہو کر برنے کے درخت کے نیچے جو قریب ہی جوہڑ کے کنارے ایستادہ تھا۔ درویشوں کو لے کر بیٹھ گئے۔ شاہ صاحب برنے کا ایک پتا توڑتے اور جوہڑ سے تھوڑا سا کیچڑ لے کر پتا پر رکھ کر اپنے مرید کو دے دیتے جیسے ہی پتا مرید کے ہاتھ پر جاتا پتا تو روٹی میں تبدیل ہو جاتا اور کیچڑ حلوہ کی شکل میں۔ سب درویشوں نے سیر ہو کر کھایا تو شاہ صاحب نے بوٹا کو آواز دی اپنے کچھ آدمی ادھر بھیج دو ان کو بھی کھانا کھلا دوں پھر کہا۔ تم کنواں بنوا رہے ہو یہاں تو پانی ہی نہیں ہے۔ بوٹا پھر بھی شاہ صاحب کی باتوں سے متاثر نہ ہوا بلکہ ۷۰ ہاتھ تک کنوئیں کی کھدوائی کروا ڈالی لیکن پانی نہ نکلا۔ بوٹا نے ضد میں آ کر شاہ صاحب سے کہا۔ پانی یہاں سے نہ نکلا تو کیا ہوا دوسری جگہ مل جائے گا۔ شاہ صاحب نے فرمایا نہیں وہاں بھی پانی نہیں ملے گا۔ تو گوجر چڑ کر بولا۔ تیسری جگہ کنواں لگا لوں گا۔ شاہ صاحب نے کہا۔ وہاں بھی پانی نہیں ملے گا۔ گوجر بھی ہار ماننے والا نہ تھا

کہنے لگا اس کی کافی زمین ہے جہاں پانی ملا وہ وہیں کنواں بنوا لے گا۔
شاہ صاحب نے بھی جواباً کہا نہیں بوٹے تمہاری ساری زمین کے
نیچے پانی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ تمہاری زمین سے بارہ بارہ کوس تک ارد
گرد پانی نہیں ہے۔ اسی گاؤں میں حضرت خواجہؒ کے خلیفہ چراغدین
بھی رہائش پذیر تھے اس کو اس واقعہ کا علم نہ تھا۔ وہ انجانے میں
کنواں کھدوانے لگے لیکن پانی نہ نکلا۔ خلیفہ چراغدین حضرت خواجہؒ
کو یاد کر کے رونے لگے کہ ان کی محنت اور رقم تباہ ہو گئی ہے اور
امداد کے لئے طالب ہوئے۔ اسی فکر میں خلیفہ چراغدین اونگھ گئے۔
حضرت خواجہؒ نے خلیفہ چراغدین کو زیارت فرمائی اور کہا چراغدین
تمہارے رونے نے بہت تنگ کیا ہے۔ تمہاری خاطر باہر سے پانی لانا
پڑا ہے اپنے برادر باغ علی کو کہو کہ کنوئیں کی نہی پر اللہ کا نام لے
کر تین ٹپے لگائے۔ کنوئیں کی لمبائی پوری ہونے کے بعد باغ علی
نیچے اتر گیا اور حکم کے تحت تین ٹپے لگائے وہاں موگہ بن گیا اور
باغ علی کے کنواں سے نکلنے سے پہلے پانی اتنی تیزی سے کنوئیں میں
بھر گیا کہ باغ علی پانی میں ڈوب گیا۔ باغ علی کو بڑی مشکل سے باہر
نکالا گیا۔ آج بھی اس کنوئیں کا پانی سطح زمین سے صرف ۱۰ ہاتھ نیچے
ہے اور موضع میں سب سے زیادہ پانی اسی کنوئیں میں ہے۔

صاحبزادہ نظیر احمد صاحب موہڑہ شریف والوں کا اپنے علاقہ
کے پہاڑی لوگوں سے جھگڑا ہو گیا۔ اس جھگڑے میں پہاڑی لوگوں
ہی کا نقصان ہوا۔ مخالفین نے پیر نظیر احمد صاحب پر کوہ مری میں
مقدمہ دائر کر دیا۔ جو بعد میں تبدیل ہو کر راولپنڈی کے سیشن جج
کے پاس سماعت کے لئے آ گیا۔ جو تاریخ اس مقدمہ کے فیصلہ کے

لئے مقرر ہوئی ۔ مخالفین نے اس دن پیر نظیر احمد صاحب اور ان کے حواریوں کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا اسی دن حضرت خواجہؒ نے ایک بوری گندم دربار عالیہ کے صحن میں ڈلوا دی اور خود معہ مریدین کے اس میں سے پتھر کنکر صاف کرنے شروع کر دیئے ۔ ادھر پیر نظیر احمد صاحب اپنے چند خدام کے ساتھ تاریخ پر پہنچنے کے لئے کچہری کے قریب پہنچے تو حضرت خواجہؒ گیارہ آدمیوں کے ساتھ آپ کا انتظار کرتے ہوئے ملے ۔ جو کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے پیر نظیر احمد صاحب کے ساتھ چلنے لگے ۔

عدالت نے پیر نظیر احمد صاحب کا مقدمہ خارج کر کے انہیں بری کر دیا ۔ فیصلے کے بعد حضرت خواجہؒ کچہری سے پیر نظیر احمد صاحب اور ان کے خدام کو لے کر مائی میرو کے رستے لال کرتی پہنچے ۔ کیونکہ پیر نظیر احمد صاحب نے صوفی بدر دین کے مکان پر پہنچنا تھا ۔ عدالت سے بری ہونے اور حضرت خواجہؒ کا گیارہ آدمیوں کے ساتھ بروقت رہنا ۔ رستے میں پیر نظیر احمد صاحب اور ان کے خدام باتوں میں اس طرح مشغول ہوئے کہ انہیں حضرت خواجہؒ کا خیال ہی نہ رہا ۔ جب پیر نظیر احمد صاحب معہ خدام کے صوفی بدر دین کے مکان پر پہنچے تو حضرت خواجہؒ کا خیال آیا ۔ جب ادھر ادھر تلاش کیا لیکن وہ دستیاب نہ ہوئے جبکہ حضرت خواجہؒ اس وقت دربار عالیہ لکھن شریف میں بیٹھے مریدوں کے ساتھ گندم کی صفائی کر رہے تھے ۔

حضرت خواجہؒ ایک درویش کے ہاں تشریف لے گئے اس نے ایک گائے آپؒ کی نذر گزارنا چاہی ۔ آپؒ نے گائے کے سر پر

ہاتھ پھیرا اور گائے کو واپس باندھ دیئے جانے کا حکم دیا۔ کچھ عرصہ
کے بعد گائے نے بچھڑا دیا تو وہ درویش حضرت خواجہؒ کی خدمت میں
حاضر ہوا اور عرض کیا یا حضرت گائے نے بچھڑے کو جنم دیا ہے۔
ایک درویش دربار عالیہ سے اس کے ہمراہ کیا جائے رستہ کی ناواقفیت
ہونے کی بناء پر وہ کم سے کم رستہ سے گائے کو دربار عالیہ نہیں لا
سکتا۔ آپؒ نے درویش سے فرمایا۔ بچو اللہ نے لڑکا دیا ہے۔ اگر
گائے دربار آگئی تو وہ کس کا دودھ پئے گا۔ درویش کے حق میں دعا
فرمائی اور اسے واپس رخصت کر دیا۔ تمام زندگی جب اس گائے کے
سامنے کلمہ طیبہ کا ذکر ہوتا تو وہ سن ہو جاتی اور پھر بیہوش ہو جاتی۔
اللہ والوں نے اس گائے کو جا کر دیکھا اور آزمایا۔ یہ سب اسی دست
مبارک کا کرشمہ تھا جو گائے کے سر پر پھیرا گیا تھا۔

حضرت پیر محمد عارف حسینؒ راوی ہیں ان کی شادی پر جب
بارات واپس ہوئی تو کافی ہجوم تھا۔ اسی ہجوم میں کسی نامعلوم شخص کا
بکرا بارات کے ساتھ سمسانی سے دربار عالیہ لکھن شریف آگیا۔
جب حضرت خواجہؒ کو بکرے کے متعلق معلوم ہوا تو آپؒ نے اسے
چارہ کھلایا۔ پھر پہلے خود آپؒ نے اس کی ٹانگیں دبائیں اور بعد میں
ہم سب نے اس کی ٹانگیں دبائیں۔ پھر ایک بیل گاڑی کا انتظام
فرمایا اور بکرے کو اس میں سوار کرا کے بیل گاڑی والے کو فرمایا
اسے سمسانی کھوئی لے جاؤ اور جس جگہ سے یہ بارات میں شامل ہوا
تھا اسے وہاں چھوڑ دینا۔ یہ تمہارے پیچھے نہیں آئے گا بلکہ اپنے
گھر چلا جائے گا۔ جب تعمیل حکم ہوا تو بکرا واقعی اُپنے مالکان کے گھر
چلا گیا۔

اشرف - مشتاق موضع سمائی کھوئی مشمولہ ہنجروال راوی ہیں کہ ۱۹۸۲ء میں ہاڑ کے عرس شریف پر کام کی زیادتی کی وجہ سے یہ سوچا کہ عرس کے بعد سلام کے لئے چلے جائیں گے وہ اسی خیال میں ٹرک لے کر پشاور بجری لینے کے لئے چلے گئے۔ واپسی پر راستے میں ڈاکوؤں نے ان کا ٹرک روک لیا۔ ان کو باندھ کر سڑک کے کنارے پر ایک طرف ڈال کر ٹرک لے کر چلے گئے۔ گھر آ کر انہوں نے تمام حالات اپنی والدہ کو بتلائے۔ اس نے گھر میں حضرت خواجہؒ کا دربار بنایا ہوا ہے وہ وضو کر کے وہاں داخل ہوئی اور اپنے بچوں کی کوتاہی پر حضرت خواجہؒ کا تصور کر کے گڑگڑا کر معافی کی التجائیں کرنے لگی۔ اشرف اور مشتاق نے بھی عرس پر حاضر نہ ہونے کی معافی مانگی۔ تیسرے روز پولیس نے ان کو ٹرک کی واپسی کی اطلاع دی کہ ٹرک سڑک پر خالی کھڑا تھا۔

حضرت خواجہؒ گاڑی بانی کے دور میں کشمیر تشریف لے جاتے ہوئے کوہالہ پل پر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بار دانہ کی دوکان سے کچھ توڑی دانہ ادھار لے کر بیلوں کو ڈالا۔ جب کشمیر سے واپس ہوئے تو کوئی ایسا موقعہ نہ بنا کہ آپؒ ادھار کی رقم واپس کر سکتے۔ دوسری بار آپؒ عازم سفر ہو کر کوہالہ پل پر ایک قریبی مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو وہی دوکاندار حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں بہت غریب ہوں۔ آپؒ نے فرمایا۔ خدا تمہیں بہت امیر کرے گا اور آپؒ نے اس دوکاندار کو تعویز عطا کیا اور فرمایا اپنے پاس رکھ لو۔ دوسرے روز وہاں کا اوورسیئر وہاں پہنچ گیا اور دوکاندار کی خواہش پر اسے کوہالہ سے کشمیر تک سڑک بنانے

کا ٹھیکہ دلوا دیا اور ٹھیکے کی رقم محکمہ سے بھی ساتھ ہی دلوادی ۔ اسی طرح کے حالات میں دوکاندار کے پاس کافی رقم اکٹھی ہو گئی ۔ تو اس نے شادیوں پر زور ڈال دیا ۔ ۴ شادیاں کیں ۔ ہر بیوی کے لئے علیحدہ گھر سامان اور حتیٰ کہ نوکر تک علیحدہ رکھ دیئے ہوئے تھے اور اپنی امارت کے رعب میں چاروں بیویوں کی اشیاء کے علیٰحدہ علیٰحدہ رنگ رکھے ہوئے تھے ۔ حضرت خواجہؒ کے والد گرامی کوہالہ تشریف لے گئے ۔ اس دوکاندار سے ملاقات ہوئی تو وہ حضرت خواجہؒ کے احسان اور دعا کے تحت امارت کو بھول گیا ۔ بلکہ گستاخانہ رنگ میں ان سے جھگڑ پڑا ۔ اس واقعہ کی اطلاع حضرت خواجہؒ کو ملی تو آپؒ وہاں تشریف لے گئے ۔ وہاں اس ٹھیکیدار کو طلب فرمایا اور اس سے پوچھا کہ وہ اپنی اوقات کیوں بھول گیا ہے اور اس نے آپؒ کے والد گرامی سے گستاخانہ بولنے کی جرأت کیسے کی ۔ حالانکہ تم اس دولت مندی کے قابل نہ تھے ۔ جتنی کے لئے تم پر مہربانی کی گئی ہے ۔ اس لئے تم پہلی حالت میں ہی اچھے لگتے ہو ۔ ادھر آپؒ نے یہ الفاظ ادا فرمائے تھے ادھر اس ٹھیکیدار کی چاروں بیویاں بگھیوں میں بیٹھ کر سیر کے لئے گئی ہوئی تھیں ۔ ان چاروں کے ساتھ علیٰحدہ علیٰحدہ نوکر گئے ہوئے تھے ۔ وہ چاروں نوکر معہ مال اور عورت ہضم کر گئے ۔ گھر کا مال لوٹ کر لے گئے اور وہ شخص ایک ہی دن میں خاک شاہ ہو گیا اور جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو گیا ۔

حضرت پیر محمد عارف حسینؒ راوی ہیں کہ گجرات کی ایک عورت حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی جسے حضرت خواجہؒ نے ورد کا سبق عطا فرمایا لیکن اس نے عمل نہ کیا وہ اپنی والدہ کے

پاس رہتی تھی اور گستاخ اس حد تک ہو گئی تھی کہ اپنی والدہ کو گالیاں دیتی تھی۔ حضرت خواجہؒ نے اسے تین بار سمجھایا لیکن وہ نہ رکی۔ بلکہ اور زیادتیاں گستاخیاں کرنے لگی۔ حضرت خواجہؒ نے اسے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تجھے حیا نہیں آتی تو آج تک زندہ کیسے رہی ہے۔ تمہیں کیڑے پڑیں گے اور تم مرو گی۔ وہ عورت اسی وقت بیمار ہو گئی۔ اس کے جسم میں کیڑے پڑ گئے اور وہ اسی حالت میں مر گئی۔

حضرت پیر محمد عارف حسینؒ راوی ہیں۔ ہاڑ کے عرس پر سرگودھا کے سردار علی وزیر علی اور دیگر کئی احباب دربار عالیہ آئے ہوئے تھے۔ سردار علی نے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ وزیر علی کے پاس لڑکی کا رشتہ موجود ہے۔ اسے دلوادیا جائے۔ حضرت خواجہؒ نے مراقبہ فرمایا اور کہا کوشش کریں گے۔ آپؒ نے وزیر علی کو طلب فرما کر سردار علی کے لئے رشتہ طلب فرمایا۔ آپؒ کے دو دفعہ رشتہ کے تقاضا پر وزیر علی نے اس سوال کا بُرا مناتے ہوئے دونوں بار انکار کر دیا۔ آپؒ کے تیسری بار دریافت پر بھی جب وزیر علی نے انکار کیا۔ تو آپؒ نے اسے تنبیہہ فرمایا۔ وزیر علی غور سے بات سن لو۔ تیری لڑکی کا نکاح حکم اللہ سے سردار علی سے پڑھ دیا ہے۔ تجھ سے زور لگایا جا سکے تو لگا لینا۔ ہم نے تو نکاح پڑھ دیا ہے۔ آپؒ نے اس حکم کو تین بار دہرایا۔ وزیر علی غصے سے دربار شریف سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دور جا کر پھر واپس پلٹ آیا اور خدمت خواجہؒ میں حاضر ہو کر عرض کی۔ میں نے اپنی لڑکی کا رشتہ دیا۔ آپؒ نکاح پڑھا دیں۔ آپؒ نے نکاح پڑھا دیا۔ بعد ازیں سردار علی اپنی بیوی کو لے کر اپنے گھر میں آباد ہو گیا۔ غلام محمد کی

بیوی کو یہ شادی سخت ناگوار گزری اور وہ بیٹے اور بہو کے خلاف ہو گئی اور دونوں کو گالیاں نکالتی اور بد عائیں دیتی رہتی ۔ اسی عادت کے تحت وہ دربار عالیہ میں حاضری پر بھی دونوں کو بدعائیں دینے لگی اور گالیاں نکالنے لگی ۔ حضرت خواجہؒ نے اسے فرمایا خاموش رہو لیکن وہ خاموش نہ ہوئی ۔ دوسری بار آپؒ نے پھر اسے خاموش رہنے کے لئے فرمایا ۔ لیکن وہ نہ مانی ۔ تیسری بار آپؒ نے سختی سے فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ ۔ اسی وقت اس عورت کی زبان بند ہو گئی اور بقایا ساری زندگی وہ کوئی بات نہ کر سکی ۔

حضرت قبلہ پیر محمد عارف حسینؒ راوی ہیں ۔ حضرت خواجہؒ نے لکھن شریف میں قیام کے ابتدائی ایام میں ایک مرغ پالا ہوا تھا ماہ رمضان کے وہ سحری کے وقت اذان دے کر دربار عالیہ کے مریدین اور عقید تمندان کو سحری کے لئے جگایا کرتا تھا ۔ ایک روز اس کی اذان سنائی نہ دی جس سے لوگ کچھ دیر سے اٹھے ۔ مرغ کو ادھر ادھر تلاش کیا گیا لیکن وہ نہ ملا ۔ مرغ کی غیر حاضری کا اصل واقعہ یوں ہوا کہ حضرت خواجہؒ کے بڑے بھائی پالم پور جانے کے لئے بیل گاڑیاں لے کر جانے لگے تو اسی مرغ کو پکڑ کر باغ والے کنوئیں کے پاس لے جا کر ذبح کیا اور پھر اس کا گوشت پکا کر ساتھ لے کر پالم پور چل دیئے ۔ صبح کے وقت حضرت خواجہؒ باغ والے کنوئیں سے گزرے تو مرغ کے بال پر بکھرے پڑے تھے ۔ آپؒ نے ان کو دیکھ کر فرمایا جس شخص نے تمہاری گردن کاٹی ہے ۔ اس کی گردن کیوں نہیں کٹ گئی ۔ آپؒ نے جیسے ہی یہ الفاظ فرمائے ۔ آپؒ کے بھائی گڈ کے آگے بیٹھے ہوئے جا رہے تھے وہ گڈ سے نیچے گر پڑے اور پہیہ ان کی گردن پر سے گزر گیا اور وہ شہید ہو گئے ۔

مریدین کی خبر گیری

آدھی رات کا وقت تھا۔ ظاہری طور پر حضرت خواجہ محمد بخش ؒ چارپائی پر آرام فرما رہے تھے اور باطنی طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر تجلیات میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اعلی حضرت کی بیوی محترمہ لعب بی بی حاضر ہوئی انہوں نے دیکھا کہ آپؒ چارپائی پر چادر اوڑھے ننگے لیٹے ہیں۔ مائی صاحبہ نے پوچھا کہ آپؒ کے کپڑے کہاں ہیں۔ فرمایا وہ سامنے لٹکے ہیں۔ مائی صاحب نے دیکھا کہ کپڑے گیلے ہیں اور سرخ رنگ کی مٹی لگی ہوئی ہے۔ مائی صاحبہ نے پوچھا! یہ کس طرح گیلے ہو گئے ہیں۔ آپؒ نے اس معاملے کو چھپانے کی کوشش کی لیکن مائی صاحبہ کے بار بار اصرار پر آپؒ نے بتایا کہ میں جہلم کے قریب ایک مرید کے مقدمے میں کامیابی لکھنے کے لئے گیا تھا۔ کیونکہ اس نے مجھے کئی بار یاد کیا۔ واپسی پر دریائے جہلم سے گزرا۔ اس کے پانی سے میرے مرشد کے علاقے کی خوشبو آ رہی تھی اور پہاڑوں کا سرخ رنگ کا پانی دیکھ کر سوچا کہ اس میں غوطہ لگالوں جب غوطہ لگایا تو دل کو سکون مل گیا۔ گویا وصال یار ہو گیا۔ اس وجہ سے تمام کپڑے بھیگ گئے ہیں۔

حضرت اعلیٰ جاہ ۔ عظیم المرتبت ۔ غوث عالم ۔ سلطان الوقت حضرت صاحب قبلہؒ کاروباری سلسلہ میں کشمیر جا رہے تھے۔ اندھیری رات تھی اور ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا تھا۔ آپؒ بیل گاڑی میں بیٹھے ذکر و فکر میں محو جا رہے تھے۔ اس علاقے کے تین

چوروں نے اندھیری رات میں بیل گاڑی کو جاتے اور گاڑی بان کی
حالت استغراق کو نیند تصور کرتے ہوئے گاڑی میں جتے ہوئے بیلوں
کی خوبصورتی کے تحت قیمت کا اندازہ لگایا اور پھر گاڑی کے ساتھ
ساتھ چلتے ہوئے ایک بیل کو گاڑی سے نکال لیا اور ان میں سے
ایک طاقتور چور نے گاڑی کا ہتھہ اپنے کندھوں پر ڈال کر دوسرے
بیل کے ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ اس کے بقایا دونوں ساتھی بیل کو
لے کر اندھیرے میں گم ہو گئے۔ بیل کی جگہ جتے ہوئے چور نے یہ
خیال کیا کہ جب اس کے ساتھی بیل کو لے کر دور چلے جائیں گے
تو وہ بیل گاڑی کو چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ
نے اس کے اس ارادہ کو بھانپ لیا۔ تو اس کا بازو پکڑ لیا۔ چور کو
گاڑی کھینچتے ہوئے دیکھ کر آپؒ نے بارگاہ لم یزل میں عرض کی۔ یا
اللہ آپ تو بڑے کارساز ہیں۔ بے زبان بیل کی جگہ زبان والا بیل
دے دیا ہے۔ جس سے تو میں پوچھ گچھ بھی کر سکتا ہوں۔ چور نے
آپؒ کا کلام سن کر آپؒ کی گرفت سے نکلنے کی ہر ممکن کوشش کی
جب ناکام رہا تو اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینا شروع کر دیں کہ بیل
واپس لے آؤ اور مجھے لے جاؤ۔ چور گھبرا کر بیل واپس لے آئے۔
بیل کو اسی کی جگہ کھڑا کر کے اپنا ساتھی لے کر چل دیئے۔

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ فخر آدمیت نے دربار شریف کی تعمیر
کے لئے کھیتوں میں لگے ہوئے درختوں کو کٹوایا۔ کافی رات ہو چکی
تھی۔ آپؒ نے ہمراہیوں کو فرمایا۔ لکڑیوں کو یونہی پڑا رہنے دو صبح
اٹھوا لے جائیں گے۔ لکھن شریف کے ارد گرد کی اراضی کیٹر
سنگھ اور جونند سنگھ وغیرہ کی تھی۔ حضرت صاحبؒ کی واپسی پر یہ

دونوں اس جگہ آئے اور کٹے ہوئے درختوں کی تعداد اور جہاں پر وہ پڑے ہوئے تھے اس کا محل وقوع بھی دیکھ گئے۔ کافی رات گزرنے پر یہ دونوں اپنی بیل گاڑی لے کر آئے اور کھیتوں میں آپؒ کی پڑی ہوئی لکڑیوں کو لاد کر اپنے گاؤں کی سمت چل دیئے۔ ان کے بیل کافی دیر چلتے رہے جب وہ رکے تو کیٹر سنگھ وغیرہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بیل دربار عالیہ کے سامنے رکے ہوئے ہیں۔ کیٹر سنگھ وغیرہ نے یہ سوچا کہ باتوں باتوں میں انہوں نے غلط رستہ اختیار کر لیا ہو گا جو دو گیج جانے کی بجائے لکھن شریف آ گئے ہیں۔ وہ دوبارہ بیلوں کو ہانک کر دو گیج کی طرف چل دیئے۔ بیل پھر چلتے رہے صبح کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ جب بیل رکے تو دربار عالیہ پھر سامنے تھا دونوں سکھ بیل گاڑی سے اترے اور حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اپنی نیت اور رات کا تمام ماجرا آپؒ کی خدمت میں عرض کر کے معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپؒ نے ان کو چوری نہ کرنے کی نصیحت فرمائی اور انہیں معاف کر دیا۔ وہ لکڑیوں کو دربار عالیہ کے سامنے اتار کر چلے گئے۔

ہاڑ کے عرس پر آپؒ کا ایک مرید غلام محمد چک نمبر۲۹ سرگودھا سے حاضر ہوا۔ عرس کے بعد جب اس نے واپسی کی اجازت چاہی تو آپؒ نے اسے فرمایا۔ غلام محمد جانے سے پہلے دربار شریف کے باہر بیلوں کے لئے کھرلی بناتے جاؤ۔ پھر چلے جانا۔ کھرلی بننے سے بیل آرام سے چارہ کھا سکیں گے اور تمہارے اس عمل سے تمہیں ثواب ہو گا۔ غلام محمد واپس جانے کی خواہش کے تحت مزید رکنا نہ چاہتا تھا۔ اس لئے ٹال مٹول کرنے لگا۔ تو حضرت

صاحب قبلہ عالمؒ نے اسے دوسری اور تیسری بار سمجھایا کہ کھرلی بنانا بہت ضروری ہے لیکن وہ پہلو تہی کرتا رہا اور واپسی کے لئے جواز پیش کیا کہ گاؤں پہنچ کر اس نے آج ہی ۴ بجے پانی باری کا حاصل کرنا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے فرمایا۔ اچھا بھئی جاؤ۔ غلام محمد تیز قدمی سے جلو ریلوے اسٹیشن پر پہنچا اور جاتے ہی ٹکٹ خریدنے کی غرض سے ایک روپیہ نکال کر بکنگ کلرک کو دیا۔ بکنگ کلرک نے روپیہ کو دیکھ کر کہا کہ یہ کھوٹا ہے۔ غلام نے یکے بعد دیگرے دوسرا اور تیسرا اور حتیٰ کہ بیسویں روپیہ تک تبدیل کر کے بکنگ کلرک کو دیا لیکن اس کا وہی جواب تھا کہ روپیہ کھوٹا ہے۔ بکنگ کلرک کو اتنے سارے کھوٹے روپے دیکھ کر شک ہو گیا کہ کوئی شخص اتنے روپے کھوٹے پاس کیسے رکھ سکتا ہے اور خیال کیا کہ ہو نہ ہو یہ شخص جعلی کرنسی بناتا ہے۔ اس نے غلام محمد کو روک لیا اور اپنے ایک کارندے کے ذریعے پولیس کو اطلاع دینے بھیجا کہ جعلی کرنسی بنانے والا ملزم پکڑا ہوا ہے۔ غلام محمد نے جب بکنگ کلرک کو ملازم کے ساتھ کھسر پھسر کرتے دیکھا تو اسے شک ہو گیا کہ بکنگ کلرک اس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے والا ہے۔ اس نے بکنگ کلرک سے پوچھا کہ اسے ٹکٹ کیوں نہیں دیتے تو اس نے سختی سے غلام محمد کو بیٹھے رہنے کو کہا اور بتلایا کہ جعلی کرنسی بناتے ہو ابھی تمہیں پتہ چل جاتا ہے۔ غلام محمد یہ سنتے ہی بھاگ کھڑا ہوا اور دربار شریف پہنچ کر ہی دم لیا۔ اس اثناء میں وہ کھرلی تیار ہو چکی تھی جس کے متعلق حضرت صاحب قبلہؒ نے اسے بنانے کا حکم فرمایا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ غلام محمد کی پھولی ہوئی

سانس کو دیکھ کر مسکرائے اور ازراہ مذاح فرمایا کیوں بھئی پانی کی باری لگا آئے ہو ۔ سرگودھا کا کیا حال ہے ۔ وہ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کے پاؤں پڑ گیا اور معافی مانگنے لگا اور پھر اسٹیشن والی تمام روئیداد عرض کی ۔ آپؒ نے اسے گلے لگا لیا اور اس کی جیب سے تمام رقم نکلوا کر ہاتھ میں لے لی اور فرمایا یہ تو ٹھیک ہے اور پھر فرمایا ۔ غلام محمد کھلی بنانے میں تمہارے بہت سے فائدے تھے ۔ اچھا اللہ کرم کرے گا ۔ لنگر تیار ہے کھاؤ اور جانے کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ گاڑی تمہیں مل جائے گی ۔ وہ گاڑی جس پر تم نے جانا تھا ابھی تک ریلوے اسٹیشن امرتسر پر رکی ہوئی ہے ۔ اس گاڑی میں دفتروں اور عدالتوں کے اہلکار سوار ہیں ۔ ان کو بروقت لاہور پہنچانے کی خاطر ڈرائیور گاڑی کو تیز رفتاری سے لائے گا ۔ اس لئے تم کھانا کھا کر جلدی سے ریلوے اسٹیشن جلو چل دو ۔ وہ حسب الحکم لنگر سے فارغ ہو کر تیز قدمی سے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا ۔ ابھی وہ اسٹیشن سے ڈیڑھ فرلانگ دور ہی تھا کہ گاڑی جلو اسٹیشن پر داخل ہوتی نظر آئی ۔ وہ بھاگ کر اسٹیشن پر پہنچا اور بغیر ٹکٹ ہی گاڑی میں سوار ہو گیا اسے لاہور تک کسی نے ٹکٹ بھی نہ پوچھا ۔

قبلہ عالمؒ نے غلام محمد کو انتہائی اعلیٰ طریقہ سے پیروی احکام مرشد کی تعلیم دے دی اور اسے سمجھا دیا کہ آقا مولا مرشد کی ذات ہمیشہ مرید کے فوائد کا خیال فرماتے ہیں ۔

رنگ محل لاہور کے ایک ہندو بہاری لعل کا لڑکا برج موہن گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ۔ بہاری لعل نے اسے بہت تلاش کیا لیکن اس کا پتہ نہ چلا ۔ اس کے اس حادثہ کا کم و بیش کافی

لوگوں کو پتہ تھا۔ کیونکہ وہ ہر وقت اپنے بیٹے کے متعلق گریہ و
زاری کرتا رہتا تھا۔ ایک روز حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کے کسی
عقیدتمند نے بھاری لعل کو آپؒ کے متعلق بتلایا کہ وہ درگاہ اعلیٰ
مقام حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر حالات عرض کرے
انشاء اللہ اس کا لڑکا مل جائے گا۔ جس دن وہ آپؒ کی خدمت
اقدس میں حاضر ہونے کے لئے دربار عالیہ کی طرف چلا۔ اسی دن
حضرت صاحب قبلہ عالمؒ روئی کی "گڈ" لے کر اکبری منڈی لاہور
تشریف لے آئے۔ اسے لکھن شریف پہنچنے پر جب حضرت صاحب
قبلہ عالمؒ کے لاہور آنے کا معلوم ہوا تو وہ الٹے قدم واپس بھاگا اور
گھر سے اپنی بیوی ٹھاکر دیوی کو لے کر حضور فخر آدمیت۔ رفیع
الدرجات۔ اعلیٰ المرتبتؒ کی تلاش میں اکبری منڈی پہنچا۔ آڑھت
والوں نے میاں بیوی کے پوچھنے پر کہ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ
تشریف لائے تھے۔ بتلایا کہ وہ ابھی ابھی مصری شاہ کپاس ملز پر
تشریف لے گئے ہیں۔ دونوں میاں بیوی آپؒ کے تعاقب میں تیز
قدمی سے چل دیئے۔ دہلی دروازہ کے نزدیک انہوں نے روئی کی گڈ
جاتی ہوئی دیکھی اور بھاگ پڑے۔ گڈ کے آگے پہنچ کر گڈ کو روکا
اور پھر گاڑی بان سے حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کے متعلق دریافت کیا
گاڑی بان نے روئی کے اوپر بیٹھی ہوئی شخصیت کی طرف اشارہ کیا
آپؒ کو دیکھتے ہی دونوں میاں بیوی دست بستہ ہو کر سربازار ہی اپنے
لڑکے کی گمشدگی کے متعلق عرض کرنے لگے۔ ٹھاکر دیوی آپؒ کی
خدمت میں رو رو کر التجائیں کرنے لگی کہ اس کا بیٹا ملا دیا جائے۔
اب وہ اس درگاہ کے علاوہ کہیں نہیں جائے گی۔ ان پر رحم فرمایا

جائے۔ آپؒ نے بات سن کر فرمایا۔ اچھا بھئی اللہ رحم فرمائیں گے لیکن بہاری لعل اور ٹھاکر دیوی بار بار اپنے لڑکے کی بازیافتگی کے متعلق عرض کرتے جاتے تھے اور گڈ کے سامنے سے ہٹنے کا نام بھی نہ لیتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ جواباً بار بار یہی فرماتے جا رہے تھے بھئی اللہ رحم فرمائیں گے لیکن وہ ٹلنے کا نام نہ لیتے تھے۔ آخر حضرت صاحب قبلہؒ نے بہاری لعل کو فرمایا۔ بھئی گھر تو جاؤ۔ تمہارا لڑکا شاید تمہیں دروازے پر ہی مل جائے۔ اس حکم سے دونوں میاں بیوی مطمئن ہو کر گھر کی طرف چل دیئے۔ جب وہ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو ان کی حیرت اور خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ جب انہوں نے اپنے لڑکے کو آٹے کے ساتھ لتھڑے ہوئے ہاتھوں سے دروازے پر کھڑے دیکھا دونوں اپنے بیٹے سے لپٹ گئے۔ پھر اسے پکڑ کر گھر کے اندر لے گئے اور اس سے خوشی اور حیرت کے ملے جلے اثرات کے تحت اتنے عرصے کے بعد اچانک واپسی کا ذریعہ پوچھا۔ لڑکے نے بتلایا کہ وہ ناراض ہونے کے بعد گھر سے بھاگ کر کلکتہ چلا گیا تھا اور وہاں ایک ہوٹل میں ملازمت کر کے وقت گزار رہا تھا۔ آج وہ حسب عادت آٹا گوندھ رہا تھا کہ اس کے قریب ایک بزرگ سبز پگڑی باندھے ہوئے نورانی صورت والے نمودار ہوئے۔ جنہوں نے اسے بازو سے پکڑا اور ایک لمحہ میں گھر کے دروازے پر پہنچا کر خود روپوش ہو گئے۔ آپؒ کے اس اعجاز سے بہاری لعل آپؒ کا معتقد ہو گیا اور ایک عرصہ تک دربار عالیہ پر حاضر ہوتا رہا اور پھر آخری عمر میں مسلمان ہو گیا۔ آپؒ کے اس اقدام سے قرآن حکیم کا حکم **"یخرجھم من ظلمت الی النور ط"** پورا کر دیا۔

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کے مال مویشی موضع ملک پورہ میں چرواہے کے پاس رکھے ہوئے تھے۔ ایک رات اسی باڑہ سے آپؒ کا ایک بیل چوری ہو گیا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کو جب بیل چوری ہونے کے متعلق معلوم ہوا تو آپؒ نے فرمایا۔ اللہ رحم فرمائیں گے۔ چور نے بیل کو لے جانے کے بعد دو روز اپنے گھر میں باندھے رکھا کہ بات ذرا ٹھنڈی ہو جائے گی۔ تو اسے لے جا کر فروخت کر دوں گا۔ تیسرے روز اس کی والدہ نے بیل کے متعلق پوچھا تو اس نے تمام حالات بتلائے کہ بیل کہاں سے لایا گیا ہے اور وہ ابھی تک اسے کس خیال سے روکے ہوئے ہے۔ اس کی والدہ نے اس کی بات سن کر اسے متنبہ کیا اور بتلایا کہ جن کا یہ بیل ہے انہیں واپس کر دو تو اچھی بات ہے وگرنہ وہ خود ہی بیل کو واپس منگوا لیں گے اور تمہیں اس کی سزا بھی ملے گی اور ساتھ ہی اسے اپنا ایک واقعہ سنایا!

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے مویشان اسپان سگان اور ہر قسم کے جانوروں کو تعلیم ذکر عطا فرمائی ہوئی تھی۔ ان میں "بدھو بیل" جو کہ دربار عالیہ کے لنگر ہی کی گائے سے پیدا شدہ تھا کچھ بڑا ہو گیا تو اسے "ملک پور گاڑھے" کے سائیں صدر دین صاحب المعروف حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کا "بلال" کے پاس بھیج دیا گیا۔ جہاں آپؒ کے بقایا مویشی پہلے ہی موجود تھے۔ ایک روز باقی مویشی تو چرتے رہے لیکن "بدھو" کو چور چوری کر کے لے گئے۔ سائیں صدر دین نے تھوڑی سے تلاش کی اور پھر دربار عالیہ حاضر ہو گیا۔ جس وقت دربار عالیہ پہنچے۔ حضرت قبلہ عالمؒ مغرب کی نماز کے لئے

وضو فرما رہے تھے۔ وضو کے دوران ہی سائیں صدر دین نے بیل کے چوری ہو جانے کے متعلق عرض کر دیا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے فرمایا۔ تلاش کرو اگر وہ ہمارا ہوا تو واپس آجائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ وہ اپنے مال کی اور نبی پاک ﷺ کے مال کی خود حفاظت کرے گا۔ اس ہدایت کے باوجود سائیں صدر دین نے کوئی تلاش نہ کی بلکہ خاموش رہا۔ چور نے بیل کو لے جا کر گھر میں باندھ دیا اور بیل کے چوری ہو جانے کے متعلق ردعمل کا انتظار کرنے لگا۔ تین چار دن کے بعد اس کی والدہ نے اپنے بیٹے سے بیل کے متعلق پوچھا۔ کہ بیل کہاں سے لائے ہو۔ چور نے پیر کے مال سے چوری کے متعلق بتلایا۔ اس کی والدہ نے اسے شرمندہ کیا اور اس سے کہا کہ تجھے یہ بات یاد نہیں کہ مجھے کتے نے کاٹا تھا تو میں لکھن شریف انہی پیر صاحب کے پاس گئی تھی۔ آپؒ نے مجھے مٹی دم کر کے دی تھی۔ وہ مٹی میں نے جس جگہ مجھے کتے نے کاٹا تھا پھیری پھر اس مٹی کو توڑ کر دیکھا۔ جتنا زہر کتے کے کاٹنے سے میرے جسم میں جا چکا تھا۔ وہ بالوں کی صورت میں مٹی میں نمودار ہو چکا تھا اور مٹی کو بار بار پھیرنے سے سارا زہر میرے جسم سے مٹی میں آگیا۔ تو جنہوں نے اتنا باریک زہر میرے جسم سے نکال دیا وہ اتنا بڑا بیل ہمارے پیٹ میں کس طرح ہضم ہونے دیں گے۔ اگلی صبح انہوں نے سائیں صدر دین کو کہا کہ بزرگو! آج رات وہ سامنے بوہڑ والے کنوئیں پر آجائیں کام ہے۔ پھر رات کے وعدہ کے مطابق وہاں بیل لے جا کر سائیں صدر دین کے حوالے کر دیا۔ دو روز بعد وہ اپنی والدہ کو لے کر حضرت سخی عالم۔ حجت اللہ فی

العالمین کی بارگاہ خسروانہ میں حاضر ہو کر معافی کا طالبگار ہوا۔
حضرت صاحب اسے معاف کرتے ہوئے اس کے لئے دعا فرمائی اور
کہا اللہ تعالیٰ اکل حلال کھانے کی تمہیں توفیق فرمائے۔ اس کے بعد
اس چور نے خوب محنت کرنا شروع کر دی اور چوری سے توبہ کر لی
اور اس کے پاس کافی مال و زر ہو گیا۔

ایک روز حضرت صاحب عالم گڈ لے جا رہے تھے۔ راستے
میں گڈ ایک گڑھے میں پھنس گئی۔ دونوں بیلوں نے ہر طرح سے
زور لگا کر گڈ کو گڑھے سے نکالنے کی کوشش کی لیکن گڈ نہ نکلی۔
آپؒ نے گڈ سے اتر کر پہیہ کو ہاتھ رکھا اور پھر اللہ کی ایک وجدانی
ضرب لگائی۔ بیل شدت نعرہ کے تحت گڈ نکال کر لے گئے لیکن
آواز ضرب برداشت نہ کر سکے اور دونوں ہی اسی جگہ مر گئے۔
دونوں بیلوں کی آنکھیں ضرب اللہ کی شدت سے پتھرا کر کھلی رہ
گئیں تھیں۔ آپؒ نے ہاتھ سے دونوں بیلوں کی آنکھیں بند کیں
اور خود سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ظالم صرف اپنے لالچ کی خاطر اس
زور سے بلند اور جوشیلا نعرہ لگایا کہ ان دونوں کی جان اللہ کے نام پر
قربان ہو گئی۔

موضع "آکیا" ضلع گجرات کے علی محمد عقید تمند نے حضرت
صاحب عالمؒ کی خدمت میں ایک گھوڑی نظر کی۔ آپؒ نے گھوڑی
کو سامنے کر کے فرمایا۔ اپنا چارہ اپنے کھیت سے کھانا اور کسی غیر
کے چارہ کو نہ چھیڑنا۔ دو چار روز تک گھوڑی بقایا تمام مویشیوں کے
ساتھ دربار عالیہ کے کھیتوں میں چرتی رہی لیکن اس کے بعد کسی غیر
کے کھیتوں میں گھس کر چارہ چرنے لگی۔ جب حضرت صاحب عالمؒ

کو گھوڑی کی اس حرکت کا علم ہوا۔ تو آپؒ نے گھوڑی کو طلب فرمایا اور سامنے کھڑا کر کے فرمایا۔ بھئی تمہیں منع کیا تھا کہ اپنے کھیتوں کے علاوہ دوسرے کے کھیت سے چارہ نہ کھانا تم نہیں رکیں ذرا خیال رکھو۔ اس حکم کے تیسرے روز گھوڑی پھر کسی شخص کے کھیتوں میں گھس کر چارہ کھانے لگی۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کو جب گھوڑی کی اس حرکت کا علم ہوا تو آپؒ نے اسے پکڑ کر فرمایا کیا یہ بہتر نہیں کہ دوسروں کا مال کھاتی ہو اس کی بجائے اپنا گوشت کیوں نہیں کھاتی۔ آپؒ کا یہ حکم ہونا تھا کہ گھوڑی نے اپنی ٹانگ کا گوشت کاٹنا شروع کر دیا۔ گھوڑی نے یہ عمل دو چار روز تک جاری رکھا اور کافی تکلیف میں ہو گئی۔ تو درویشوں نے خدمت اعلیٰ مقام میں عرض کی کہ گھوڑی پر رحم فرمایا جائے۔ یہ بہت تکلیف میں ہے اجازت ہو تو اسے ہسپتال میں لے جایا جائے آپؒ نے اجازت دے دی۔ ہسپتال میں ڈاکٹروں نے ہر ممکن کوشش کی کہ کسی طرح گھوڑی کی بیماری کا پتہ چل جائے لیکن انہیں کچھ علم نہ ہو سکا۔ آخرکار ہسپتال والوں نے بیماری کا پتہ کرنے کے لئے حضرت صاحب قبلہ عالمؒ سے گھوڑی خریدنے کی خواہش کی۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے اسے ۱۵ روپیہ میں فروخت کر دیا۔ ڈاکٹروں نے گھوڑی کی تکلیف کے پیش نظر اسے گولی مار دی اور پھر ہر طرح سے اس کی لاش کا اپریشن کر کے بیماری تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں کچھ پتہ نہ چل سکا۔

عبدالرشید (راولپنڈی) آپؒ کے ایک مرید سے ایک دفعہ غیر شرعی اقدام ہو گیا رات جب وہ سویا تو خواب میں اسے یوں محسوس

ہوا کہ پیر روشن ضمیر صاحب ولایت جناب محمد عارف حسینؒ نے اس کا دایاں کان پکڑ کر اسے اعلیٰ المرتبت جناب صاحب عالمؒ کے روبرو پیش کیا اور عرض کیا۔ اپنے لاڈلے کے کاروبار دیکھ لیجئے۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے پیر محمد عارف حسینؒ سے فرمایا اس کا کان چھوڑ دیجئے بچے سے غلطی ہو گئی ہے۔

اللہ اکبر! فخر آدمیت کی شان۔ آپؒ نے پیر صاحب محمد عارف حسینؒ کو ایک لطیف اشارہ سے عبدالرشید کی پردہ پوشی کرنے کا بتلا دیا اور ساتھ ہی عبدالرشید کو بھی سمجھا دیا کہ دربار عالی مقام میں گناہوں کی توبہ کے لئے دعا ضرور ہے لیکن ایسے کاموں کا اعادہ بھی کوئی اچھی بات نہیں۔

۶۲-۱۹۶۱ء میں صبح صادق نامی آپؒ کے مرید نے گگو کے علاقے میں نیلام میں سرکاری زمین خرید لی۔ یہ قطعہ جو صبح صادق نے خریدا تھا۔ عام سطح زمین سے اونچا تھا جس کی وجہ سے سرکاری کاغذات میں اس زمین کے لئے پانی منظور نہ ہوا تھا۔ صبح صادق اراضی خریدنے کے بعد حضرت صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر خدمت عالیہ میں اپنی پانی نہ ملنے کی تکلیف کے متعلق عرض کیا آپؒ نے دعا فرمائی اور فرمایا اللہ پاک رحم فرمائیں گے۔ وہ واپس چلا گیا اور محکمہ نہر کے ایکسین سے جا کر اراضی کو پانی دلوانے کے متعلق زبانی حالات بتلائے۔ صبح صادق کے تکرار اور بار بار پانی طلب کرنے پر ایکسین نے بحث مباحثہ کے بعد بڑی سختی سے صبح صادق کو پانی دلوانے سے انکار کر دیا اور کہا۔ جب کاغذات میں اس مربع اراضی کے لئے آج تک پانی منظور ہی نہیں ہوا۔ وہ اسے کیسے

پانی دلوا سکتا ہے۔ صبح صادق نے ہر چند منت سماجت بھی کی کہ کسی طرح ایکسین رام ہو جائے مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا کہ اس مربع کو پانی نہیں مل سکتا۔ ایکسین کے دفتر سے باہر آکر صبح صادق دفتر کے پلاٹ میں اداس ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے ذہن میں خیال کرنے لگا کہ اس کے اس کام کے لئے حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے تو دعا بھی فرمائی تھی۔ یہ کام اس کا کیسے رک گیا؟ یہ سوچتے سوچتے اسے اونگھ آئی۔ اونگھ کے دوران اسے یوں لگا جیسے اس کی اراضی سے پانی کا فوارہ پھوٹ پڑا ہے اور اسی دوران حضرت صاحب قبلہ عالمؒ اسے فرما رہے ہیں۔ اب دوسرے لوگوں کو بھی کہو کہ وہ بھی پانی استعمال کر لیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ سکون سے اٹھا اور یہ سوچتے ہوئے کہ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے اس کی زمین میں پانی لگوا دیا ہے۔ وہ دوبارہ ایکسین کے دفتر میں داخل ہو گیا اور اسے دوبارہ حالات بتلانے شروع کر دیئے کہ اس کو پانی نہ ملا تو اسے بہت نقصان ہو گا۔ اس لئے اس کی اراضی کو پانی لگوائے جانے کا حکم دیا جاوے۔ اس دفعہ ایکسین نے اس کی بات چیت سن کر اپنے ایک اہلکار کو مخاطب کیا اور صبح صادق کے حلقہ پٹواری کو بلانے کا حکم دیا۔ جب پٹواری حاضر ہوا تو ایکسین نے اسے حکم دیا کہ صبح صادق کی اراضی کو پانی لگوا دو۔ حکم سن کر پٹواری نے قانونی دشواریوں کا ذکر کرنا شروع کر دیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ صبح صادق کی اراضی کو پانی نہیں لگایا جا سکتا۔ اس پر ایکسین غصے میں آگیا اور پٹواری کو ڈانٹ پلا کر کہا۔ قانون وغیرہ چھوڑو۔ صبح صادق کی اراضی کو ہر حالت میں پانی لگنا چاہئے۔ پٹواری حکم سنتے ہی صبح صادق کو

لے کر اس کے علاقے میں گیا اور پانی لگوانے کا بندوبست کرنے لگا۔
صبح صادق بھی دو چار اپنے آدمیوں کو موقعہ پر ساتھ لے گیا۔ اس
حلقہ کا نمبردار بڑا چالباز مکار اور صبح صادق کے خلاف تھا۔ اندرون
پردہ اس کی خواہش تھی کہ صبح صادق کی اراضی کو پانی نہ ملے اور وہ
اراضی اس کے ہاتھ بیچ کر چلا جاوے۔ جب موقعہ پر پٹواری کو پانی
لگوانے کے لئے بضد دیکھا اور صبح صادق کو بھی دو چار آدمیوں کے
ساتھ موقعہ پر اس خیال میں دیکھا کہ اس کو پانی لگوانے سے روکا گیا تو
کافی جھگڑا ہو گا۔ وہ سیاست پر اتر آیا اور پٹواری کے پاس خود کھڑا ہو
کر پانی لگوانے لگا۔ نمبردار نے یہ موقعہ تو گزار دیا۔ جب صبح صادق
نے بیائی کے بعد دوبارہ پانی لگانے کو کوشش کی تو نمبردار نے مزاحمت
کر دی اور پانی نہ لگوانے دیا۔ صبح صادق اس صورت حال کے تحت
پاک پتن شریف ایکسین کے پاس پہنچا اور تمام حالات بتلائے۔
ایکسین نے حالات سن کر صبح صادق سے پوچھا کیا وہ یہ حالات کسی
درخواست پر لکھ کر لایا ہے۔ تو صبح صادق نے ایکسین کو بتلایا کہ وہ
درخواست ان پڑھ ہونے کی وجہ سے خود تو لکھ نہیں سکا اور اس
وقت اسے درخواست لکھنے والا بھی دستیاب نہیں ہو سکا اور جیب
میں سے ایک چٹ جس پر اس کے رقبہ کا خسرہ نمبرات درج تھے
نکال کر ایکسین کو دی اور کہا کہ فی الحال اس کے پاس یہی ایک چٹ
ہے۔ ایکسین نے چٹ اس سے یوں پکڑی جیسے وہ اس معاملے کو
جلد از جلد ختم کرنا چاہتا ہے اور کہا لاؤ یہی ٹھیک ہے۔ پھر اسی چٹ
پر پٹواری کے نام صبح صادق کی اراضی کو پانی لگوانے کا حکم لکھ دیا اور
اسی حکم میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس حلقہ سے بھی درخواست کی۔

کہ صبح صادق کا پانی لگوانے میں کسی بھی مزاحمت کو روکنے کے لئے صبح صادق کو پولیس امداد دی جائے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے جب ایکسین کی چٹ پڑھی تو حفظ ماتقدم کے طور پر صبح صادق کے ساتھ پولیس روانہ کر کے حکم دیا کہ صبح صادق کا پانی ہر حالت میں لگوایا جائے۔ صبح صادق معہ پٹواری اور پولیس جب موقعہ پر پہنچے تو نمبردار سمیت سب مخالفین چھپ گئے۔ پٹواری نے ایکسین کے حکم کے تحت کاغذات سرکار میں صبح صادق کی اراضی کا پانی مستقل طور پر درج کر دیا اور اس طرح مرشد پاک کی نظر کرم و دعا کی وجہ سے ایک ان ہونا کام بھی ہو گیا۔

سلطان الاولیاء درعدن ماہتاب مخزن جناب حضرت پیر محمد عارف حسینؒ فرماتے ہیں کہ مائی زہراں بی بی خادمہ دربار عالیہ نے حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی زندگی کے آخری ۲ سال میں آپؒ کی خدمت کی تھی۔ اس خدمت کے عوض وہ مائی زہراں بی بی کا احترام کرتے ہیں۔ نیز فرمایا وہ مائی زہراں بی بی کو دو وجوہات کی بناء پر اپنے زیادہ قریب نہیں ہونے دیتے۔ اول اس لئے کہ ان کے اور مائی زہراں کے درمیان احترام کا درجہ ختم نہ ہو جائے۔ دوم انہیں دیکھ کر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کا خیال کر کے غم نہ کرے۔ بلکہ جس کام کے لئے نصیحت درکار ہوتی ہے انہیں کرتا ہوں اور چلے جانے کا کہہ دیتا ہوں۔

ماہتاب مخزن حضرت فیض ماب جناب پیر محمد عارف حسینؒ کا فرمان ہے۔ اس بات کے باوجود کہ حضرت قبلہ عالمؒ انہیں بے حد عزیز رکھتے تھے۔ بے بہا عنایات فرمائی ہوئی تھیں اس پر طرہ کہ

مجھے ولی عہد دربار بھی مقرر فرمایا ہوا تھا۔ پھر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے ان کو کھیتوں میں کام کرنے اور کروانے کا فرض سونپا ہوا تھا
دربار عالیہ موہڑہ شریف سے ایک خادمہ حنیفاں بی بی دربار عالیہ لکھن شریف آئیں اور اعلیٰ المرتبت عظیم المرتبت راہبر راہ طریقت شہنشاہ ذی جاہ کی خدمت مدارات میں مصروف ہو گئیں۔ حسب عادت ایک روز مائی حنیفاں نے حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی خدمت اقدس میں صبح کا ناشتہ پیش کیا۔ تو حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے مائی حنیفاں سے ایک گلاس پانی لانے کا حکم فرمایا۔ اسی اثناء میں حضرت پیر اعلیٰ جاہ جناب پیر محمد عارفؒ ولی عہد سلطنت لکھنوی بھی خدمت اعلیٰ مقام میں تشریف فرما تھے۔ مائی حنیفاں کے جانے کے بعد حضرت صاحب عالمؒ نے جناب پیر محمد عارف حسینؒ کو متوجہ کر کے فرمایا۔ میں مائی حنیفاں کو اس لئے ذاتی کاموں کے متعلق نہیں کہتا کہ وہ دربار عالیہ موہڑہ شریف سے تعلق رکھتی ہیں۔ مجھ پر اس کا احترام واجب ہے۔ کیونکہ ان کے ہاتھ وہ ہیں جنہوں نے صاحب ولایت جناب محمد قاسمؒ کی خدمت کی ہے اور اب یہ کتنا بڑا مقام ہے کہ میں انہی ہاتھوں سے کھانا حاصل کر رہا ہوں۔

حضرت قبلہ عالمؒ دورے پر ڈھوک نجاڑ تشریف لے گئے۔ موضع چھنی علاقہ چکوہا ضلع جہلم کا ایک شخص غلام محمد آپؒ سے بیعت ہونے کی غرض سے ڈھوک بجاڑ پہنچا۔ بیعت ہونے سے پہلے غلام محمد اپنی شادی کے لئے ہر سو کوشش کر چکا تھا لیکن اسے کہیں سے بھی رشتہ نہ ملا۔ اس کے ذہن میں شادی کروانے کا خیال بھی موجود تھا۔ وہ جیسے تیسے اس جگہ پر پہنچا جہاں حضرت صاحب قبلہ

عالمؒ تشریف فرما تھے ۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے اسے دیکھتے ہی ہمراہی مریدین سے فرمایا بھئی نیا مرید آیا ہے ۔ دعا کرو اس کا کام ہو جائے ۔ غلام محمد خاموش رہا اور صرف بیعت کے لئے عرض گزار ہوا دوسری بار جب حضرت صاحب قبلہ عالمؒ اپنے دورے اور مریدین کی دینی روحانی تربیت کے لئے ڈھوک نجاڑ تشریف لائے تو غلام محمد کو بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ وہ حاضر خدمت ہوا ۔ جہاں حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے دو روز تک قیام فرمایا ۔ ماہ رمضان تھا ۔ غلام محمد نے ان ایام قیام کے بعد حضرت صاحب عالمؒ کی خدمت میں عرض کی کہ وہ انہیں اپنے گھر لے جانے کے لئے حاضر خدمت ہوا ہے ۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے غلام محمد کی درخواست کو قبولیت بخشی اور اس کے گھر معہ مریدین کے تشریف لے گئے ۔ غلام محمد نے اس دعوت میں ایک مرغ اور دس سیر چاول پکائے لیکن آپؒ کی آمد کی وجہ سے وہاں دو سو افراد جمع ہو گئے ۔ کچھ وقت کے بعد حضرت صاحب عالمؒ رفیع الدرجات نے نور حسن سے پوچھا ۔ لنگر تیار ہے ۔ اس نے عرض کیا جی ہاں ! آپؒ نے فرمایا ۔ بہت سے لوگوں کو بھوک لگی ہو گی ۔ لنگر کی تقسیم شروع کرو ۔ پھر آپؒ نے درود شریف تلاوت فرما کر نور حسن کو لنگر کی تقسیم کا حکم فرما دیا ۔ جب تمام افراد کھانا کھا چکے تو آپؒ نے نور حسن سے دریافت فرمایا کہ بقایا لنگر کتنا ہے ۔ نور حسن نے عرض کیا ۔ مالک ابھی کافی ہے تو آپؒ نے حکم فرمایا ۔ اب گاؤں میں لنگر کی تقسیم شروع کر دو ۔ نور حسن نے تعمیل حکم کیا ۔ پھر ارشاد فرمایا ۔ اب لنگر کتنا باقی ہے تو نور حسن نے عرض کی مالک اتنا

ہی ہے۔ تو درگاہ رفیع الدرجات اعلیٰ المرتبت سے حکم ہوا اس لنگر کو سحری کے لئے محفوظ کر لو۔ سحری کے وقت تمام درویشان عقیدتمندان میں لنگر تقسیم کیا گیا۔ لیکن وہ کسی حالت میں بھی کم نہ رہا۔ صبح کی نماز کے وقت غلام محمد نے ازراہ عقیدت عرض کیا کہ مالک وضو کے لئے لوٹا برداری کون کرے گا۔ فرمان ہوا۔ جملے شاہ تو غلام محمد نے اس دفعہ لوٹا برداری کا اعزاز حاصل کرنے کی خواہش کی جو آپؒ نے مرحمت فرما دی۔ کچھ دور جب غلام محمد ہمرکابی میں گیا تو درگاہ عالی مقام سے حکم ہوا۔ غلام محمد اب اپنی بات کرو۔ غلام نے عرض کیا۔ بابا جی میں شادی تو ضرور کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے ماموں نور حسن کی شادی شدہ بیٹی میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے دعا فرما کر اسے میرے پیچھے سے ہٹا دیں۔ مجھے خیال آتا ہے کہ اگر اس کی چاہت اور طریقہ کار کے تحت میں نے اسے کچھ کر دیا تو لوگ مجھے طعنے دیں گے کہ غلام محمد کا پیر لوگوں کی عورتوں کا اغوا کرواتا ہے۔ آپؒ نے میری بات سن کر اپنا پاؤں میرے پاؤں پر رکھ دیا اور فرمایا۔ آنکھیں بند کرو۔ میں نے تعمیل کی تو فرمایا کھولو۔ دوبار اسی طرح دونوں بار حکم فرمایا اور میں نے تعمیل کر دی۔ فرمان درگاہ رفیع الدرجات سے ہوا۔ غلام محمد تمہارا اور غلام بی بی (موجودہ بیوی غلام محمد) کا جوڑا لوح محفوظ پر ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں توڑ سکتی میں نے حکم سنتے ہی احتیاط کے طور پر عرض کیا۔ مالک غلام بی بی اس وقت جس گھر میں آباد ہے۔ وہ تو بڑا امیر اور با اثر ہے۔ تو آپؒ نے فرمایا۔ اللہ کے حکم سے تمہیں کوئی نہیں روک سکتا۔ پھر آپؒ نے میرے گھر سے چلنے کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے گندم کے چند

دانے لانے کے متعلق کہا۔ میں ایک پڑھولہ سے دانے نکال کر لے گیا۔ آپؒ نے وہ دانے اپنے ہاتھ میں لے کر دم فرما کر دعا فرمائی اور پھر مجھے حکم فرمایا۔ غلام محمد ان دانوں کو جہاں سے لائے ہو ادھر ہی ڈال دو اور یہ بھی فرمایا کہ یہ بات کسی کو بھی نہ بتلانا کہ تم نے دانے دم کرواکر اس پڑھولہ میں ڈالے ہیں۔ میرے پڑھولہ میں دانے ڈالنے کے بعد پڑھولہ سے تین روز تک دانے باہر نکل نکل کر گرنے کی وجہ پوچھی تو میں نے حضرت صاحب عالمؒ سے دم کرواکر دانے پڑھولہ میں ڈالنے اور آپؒ کی دعا سے دانوں کا باہر گرنے کا سبب بتلا دیا۔ لیکن چوتھے روز دانے پہلے کی طرح پڑھولہ میں رہ گئے۔

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ گھوڑی پر سواری فرما کر ڈھوک بجاڑاں سے ڈھوک موہری تشریف لا رہے تھے۔ جب کھیتوں میں سے گزر رہے تھے تو ساتھ چلنے والوں کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے صاحب عالمؒ گھوڑی سے گرنے لگے ہیں۔ جناب پیر مرشد ہادی زمان پیر محمد عارف حسین صاحبؒ بھی پیچھے پیچھے گھوڑی پر سوار چلے آ رہے تھے۔ حضرت صاحب عالمؒ کی اس جنبش کو دیکھتے ہوئے جبکہ آپؒ ابھی گھوڑی سے نیچے نہ آئے تھے فوراً ہی اس خیال سے اپنی گھوڑی سے چھلانگ لگا دی کہ آپؒ گھوڑی سے اتر چکے ہوں اور میں ان لمحوں میں اپنی گھوڑی پر سوار ہوں۔

اللہ ——————— اللہ

ایسا روپ باپ اور بیٹے کے احترام کا نہ دیکھا نہ سنا ہے۔

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی خدمت میں ایک عورت کو لایا

گیا۔ جس کا خاوند فوت ہو گیا تھا اور وہ ہر وقت اس کی جدائی میں روتی رہتی تھی۔ آپؒ نے اس عورت کو فرمایا۔ تمہارے رونے کا مطلب اللہ تعالیٰ پر یہ اعتراض ہے کہ وہ اسے کیوں لے گیا۔ یہ فعل مجرمانہ ہے اس لئے رونے کی بجائے اللہ کا ذکر کیا کرو اور خاوند کو زندہ تصور کر کے اس کے حیاء اور شرم کو قائم رکھ کر پاسداری کرو اور عبادت کیا کرو۔

حضرت قبلہ عالمؒ کے مرید بوٹے شاہ (چک سکندر لالے موۓ) آپؒ کے اخلاق حسنہ کے راوی ہیں۔ کہ سلطان الوقت کی بارگاہ اعلیٰ مقام میں حاضر ہونے والوں کے متعلق کبھی آپؒ نے دریافت نہیں کیا تھا کہ فلاں آنے والا کیا لایا اور فلاں کیا لایا۔ آپؒ نے کبھی کسی سے کوئی چیز طلب نہ فرمائی تھی۔ دربار عالیہ میں ہر آنے والا چاہے وہ خالی ہاتھ آتا یا بکری ساتھ لاتا۔ سب کی عزت و انا کا خیال رکھا جاتا ہے۔

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ دربار عالیہ میں سلام و عقیدت کے لئے آنے والے کو جب واپسی کی اجازت فرماتے تو اسے لنگر کھائے بغیر جانے کی اجازت نہ ملتی۔ بلکہ اگر بچے ساتھ ہوتے تو ان کی واپسی کا کرایہ دیا جاتا اور اگر مرید غریب ہوتا تو گھر واپس جانے کے وقت اسے بچوں کے لئے چیز خریدنے کے لئے کچھ رقم مرحمت فرماتے تاکہ بچوں پر ان کے باپ کی غربت کا اثر نہ ہو سکے۔

نیامت بی بی زوجہ سلطان علی چنن (جہلم) راوی ہے کہ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ فرمایا کرتے تھے۔ عورت سے پیغمبر۔ اولیاء اللہ اور نبی پیدا ہوتے ہیں۔ اچھے اور برے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

جانے کس سے کون پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے عورت پر لعنت نہیں بھیجنی چاہئے اور نہ ہی اس کا منہ پھٹکارنا چاہئے۔ اس کی عزت کرنی چاہئے۔

دربار عالیہ لکھن شریف میں کچھ جانور بوڑھے اور کمزور ہو گئے۔ تو خدام نے خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ جانور اب کام کے قابل نہیں رہے اور کمزور ہو گئے ہیں۔ انہیں ذبح کرنے کی اجازت دی جائے تو فخر آدمیت اور اعلیٰ المرتبت نے فرمایا نہیں۔ انہیں ذبح نہیں کیا جائے گا۔ ان کے گلے سے زنجیریں اتار دو اور انہیں کھلا چھوڑ دو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ موٹے کمزور کو کھا جائیں۔

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کا مرید عبدالرشید (راولپنڈی) فوج میں بھرتی ہو گیا۔ جسے ۳ ماہ کی تربیت کے لئے فیروز پور بھیج دیا گیا۔ اچانک گھر سے جدائی اور اہل و عیال کی دوری سے اس کا دل اداس رہنے لگا اور اس کا دل چاہتا کہ کسی طرح چھٹی ملے اور وہ گھر جائے اس نے چھٹی لینے کا ایک بہانہ بنایا۔ گھر والوں کو خط لکھا کہ وہ لوگ اسے یہ خط لکھیں کہ والدہ سخت بیمار ہیں۔ اس طرح اسے چھٹی مل جائے گی۔ گھر والوں نے اس کے مشورہ کے تحت اسے اسی قسم کا خط لکھ دیا۔ عبدالرشید وہ خط لے کر اپنے انچارج صوبیدار میجر کے پیش ہو گیا اور چھٹی چاہی۔ فوجی قانون کے تحت زیر تربیت فوجی کو رخصت نہ مل سکتی تھی۔ اسی بناء پر صوبیدار میجر نے عبدالرشید کو چھٹی دینے سے انکار کر دیا۔ عبدالرشید کا چونکہ اس جگہ دل ہی نہ لگ رہا تھا۔ وہ ہر حال میں چھٹی لینا چاہتا تھا۔ اس نے صوبیدار میجر کو کہا اگر وہ چھٹی نہیں دے سکتا۔ لیکن وہ

رخصت پر ضرور جانا چاہتا ہے۔ اس لئے اسے فوری نوعیت کے
تحت کسی بڑے آفیسر کے پیش کر دیا جائے۔ تاکہ وہ رخصت حاصل
کر سکے۔ صوبیدار نے ایسا کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ عبدالرشید
نے صوبیدار میجر کو اپنی ذہنی حالت کے تحت یہ کہہ دیا اگر اسے
رخصت نہ ملی تو وہ بھاگ جائے گا۔ کیونکہ وہ والدہ کی خبر گیری
ضرور کرے گا۔ اس واقعہ کے دو چار روز بعد ہی عبدالرشید نے
واقعی وہی کیا جو اس نے صوبیدار میجر کو پیشگی کہا تھا اور وہ بھاگ کر
گھر پہنچ گیا۔ چند دن گھر میں گزارنے کے بعد عبدالرشید اپنی والدہ
کو لے کر دربار عالیہ میں حضرت اعلیٰ جاہ جائے حفظ و امن کے پاس
حاضر ہوا اور اپنی آمد کا طریقہ کار عرض کر دیا۔ آپؒ نے عبدالرشید
کے حالات سن کر اسے فرمایا بھئی کچھ نہیں ہو گا۔ تم جا کر نوکری کرو
عبدالرشید حکم حاصل کر کے واپس گھر چلا گیا اور پھر چند اور دن
گزار کر فیروز پور یونٹ میں حاضر ہو گیا۔ صوبیدار میجر نے
عبدالرشید کو بھگوڑا ہونے پر بطور سزا کوارٹر گارڈ میں بند کر دیا اور اس
کے اگلے دن اس کے یونٹ کے بڑے آفیسر کے سامنے اس کا
مقدمہ پیش کر دیا۔ آفیسر نے عبدالرشید سے بھاگنے کی وجہ دریافت
کی تو عبدالرشید نے والدہ کی بیماری کے متعلق خط آنے پر چھٹی نہ
ملنے اور بڑے آفیسر کے سامنے درخواست پیش کرنے کی اجازت نہ
ملنے اور پھر مجبوری کے تحت بھاگنے کے حالات بتلائے۔ بڑے آفیسر
نے صوبیدار میجر سے عبدالرشید کے بتلائے ہوئے حالات کی تصدیق
چاہی تو صوبیدار میجر نے اثبات میں جواب دیا۔ جس پر بڑے آفیسر
نے عبدالرشید کے حالات کو درست تسلیم کرتے ہوئے فوج سے

بھاگنے کی غلطی کو معاف کر دیا اور ڈیوٹی پر بحال کر دیا۔

سبحان اللہ - سبحان اللہ مرشد کی توجہ سے مرید کی کئی غلطیوں کی یونہی پردہ پوشی ہو جاتی ہے۔

صوفی غلام محمد راوی ہیں۔ موضع اتوکے اعوان کا خوشی محمد قریشی پٹواری اتوکے اعوان کے علاقہ میں تعینات تھا۔ دربار عالیہ لکھن شریف کے عقیدتمندان میں سے تھا۔ ایک روز حضرت صاحب قبلہ عالمؒ تشریف لے جا رہے تھے اور پٹواری خوشی محمد پٹوار حلقہ سے گھوڑی پر سوار آ رہا تھا۔ جانے کس خیال میں کھویا ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کے قریب پہنچ گیا۔ جیسے ہی اس کی آپؒ پر نظر پڑی فوری طور پر گھوڑی سے اترنے لگا۔ لیکن آپؒ نے نیچے اترنے سے روکتے ہوئے فرمایا۔ جلدی سے گھر پہنچو۔ وہ حسب ہدایت تیزی سے گھر پہنچا تو دیکھا کہ لوگ اس کے گھر کے سامنے اکٹھے ہوئے کھڑے ہیں۔ قریب پہنچ کر جب اس نے اکٹھے ہونے کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ اس کے بیٹے پر گندم کی بوریاں گرنے لگی تھیں مگر خوش قسمتی سے خود بخود بچ گیا۔ جیسے کسی ان دیکھی طاقت نے اسے بوریوں کے نیچے آنے سے بچا لیا۔ اس پر لڑکے نے اپنے والد خوشی محمد کو بتلایا کہ اسے بابا جی نے بچایا ہے۔ پٹواری لڑکے کو اسی وقت ساتھ لے کر خدمت عالی مقام حضرت قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو لڑکے نے فوری پہچانتے ہوئے باپ کو بتلایا کہ یہی وہ بابا جی ہیں۔ جنہوں نے بوریاں گرتے ہی اسے پکڑ کر ایک طرف کر دیا تھا۔

حضرت پیر محمد عارف حسینؒ راوی ہیں - ویر بھان شاہ ذات کا ہندو تھا اور ڈھائے والا اعوان میں رہتا تھا- ایک دفعہ محمد دین اور اس کے ہمراہی حضرت خواجہؒ کی معیت میں ذکر اسم ذات کرتے جا رہے تھے - ویر بھان شاہ کو اس آواز نے ایسا متاثر کیا کہ وہ آپؒ کے قدموں میں لگ گیا- حضرت خواجہؒ ایک دفعہ ڈھائے والا اعوان میں تشریف فرما تھے - کہ ویر بھان شاہ بیوی کو لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوا- اس وقت ذکر ہو رہا تھا- ذکر کے ہی دوران ویر بھان شاہ نے بچہ کی پیدائش کے لئے عرض کیا- آپؒ نے تعویز عطا فرمایا ویر بھان شاہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا- جس کا نام حویلی رام رکھا گیا- جو گمٹی بازار امرتسر بھارت میں انسپکٹر تھا- اب شریف پورہ چوکی پولیس میں تعینات ہے - اس کے ہاں بچہ ہوا جو مرگیا- حضرت خواجہ نے کالی مرچ اور الائچی دم کر کے لفافہ کے ذریعہ اسے بھیج دیں - جو آئندہ اس پر اللہ کا کرم ہو گیا-

دو گیج کے ہرنام سنگھ ترکھان کی عادت میں یہ شامل تھا کہ وہ آپؒ کے پاس آتا- سلام کرتا اور پھر چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو جاتا- ہاتھ باندھے نگاہیں نیچے کئے آپؒ کو دیکھ لیتا اور روتا جایا کرتا تھا- اب ہال بازار امرتسر میں مقیم ہے -

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوااللّٰہَ وَالْيَوْمَ الاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰہَ كَثِيْرًا ○

ترجمہ :- تم کو بھلی تھی سیکھنی رسول کی چال ۔ جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا ۔

مرید کے باغی ہونے پر سزا

مولوی طالع مند موضع کھیر کے (لاہور) کا رہنے والا حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کے پاس طریقت میں داخل ہو گیا اور ذوق شوق سے ذکر و فکر کرنے لگا۔ شوق اتنا دکھایا کہ فجر کی نماز کیڑ کے سے چل کر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی معیت میں لکھن شریف آکر پڑھتا۔ پھر ذوق و شوق کی حالت یہاں تک پہنچائی کہ گھنگھرو پاؤں میں باندھتا اور وجد کرتا ہوا خدمت اعلیٰ مقام میں حاضر ہوتا اور اسی وجد میں واپس چلا جاتا ۔ اس کی حالت دیکھ کر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے اس پر توجہ فرما دی ۔ یہ مرشد ہادی ہی کی توجہ کا نتیجہ تھا کہ خلق خدا کی توجہ بھی اس کی طرف ہو گئی اور اس نے پیری مریدی شروع کر دی ۔ جب وہ اس حد میں آیا تو اس کے دماغ میں فتور آگیا۔ موضع کھیر کے جلو ریلوے اسٹیشن اور دربار عالیہ لکھن شریف کے اندرون رستہ میں درمیان میں واقعہ ہے ۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ

کے مرید اور عقیدتمند جب جلو اسٹیشن کے دربار عالیہ کی طرف آتے تو ان کا گزر کھیڑکے میں سے ہوتا۔ سب لوگ طالع مند کو پیر بھائی سمجھتے ہوئے اس سے مل کر گزرتے۔ پیر بھائیوں کے اس خلوص نے طالع مند کو اور بھی غلط فہمی میں ڈال دیا اور وہ خود کو طاقتور سمجھنے لگا۔ یہ شومئی تقدیر تھی کہ پاک پتن شریف کے نزدیک چک 15-S.P سے خلیفہ اول مولوی دین محمد جن کے ساتھ ان کا مرید عیدا بھی تھا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی قدم بوسی کے لئے کھیڑکے سے گزرے۔ جب وہ طالع مند سے ملے تو وہ خلیفہ دین محمد کو کہنے لگا۔ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ دربار عالیہ لکھن شریف۔ پھر پوچھا کس لئے؟ مولوی دین محمد نے بتلایا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کو سلام کرنے جا رہے ہیں۔ اس پر طالع مند ان سے کہنے لگا۔ اب لکھن شریف میں کیا رکھا ہے جو کچھ وہاں تھا وہ سب میں لے آیا ہوں۔ اب وہاں کچھ نہیں ہے۔ اس کی بات سن کر خلیفہ دین محمد اور ان کا ہمراہی اٹھ کھڑے ہوئے اور طالع مند سے چلتے چلتے کہنے لگے تمہاری موت آ رہی ہے۔ تصوّف کے درجہ میں تم خود کو مردہ سمجھو اگر تم نے اپنے آپ کو دوست پانا ہے تو یہ باتیں بند کر دو اور پیر خانہ کو کعبہ تصور کرو اسی میں تمہاری بچت رہے گی۔

مولوی دین محمد کے سمجھانے پر وہ دل سے تو درست نہ ہوا بلکہ منافقانہ چال کے تحت ظاہری توبہ کر کے ان کے ساتھ دربار عالیہ میں حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور مولوی دین محمد کی معیت میں حاضر خدمت عالیہ میں ہو کر ملاقات کی

اسی اثناء حضرت صاحب قبلہ عالمؒ ملک پور سلہج پال تشریف لے جانے کے لئے تیار تھے تو طالع مند نے بھی منافقانہ خیال سے آپؒ کے ہمراہ ملک پور جانے کی خواہش کی۔ طالع مند کو یہ معلوم تھا کہ ملک پور میں برادری حیثیت پر آپؒ کے دشمن اور مخالف رہتے ہیں وہ ذہن میں ایک خطرناک منصوبہ بنا کر آپؒ کے ہمرکاب چل دیا۔ وہ مخالف ایسے تھے جیسے نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ابوجہل اسی دن غروب آفتاب سے کچھ دیر قبل طالع مند نے اپنے منصوبے پر عمل درآمد کرنے کے لئے حضرت عالی جاہ۔ عظیم المرتبت۔ عالی المرتبت۔ فخر آدمیت خواجہ خواجگان قبلہ عالمؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ ان کے ساتھ ہوا خوری کے لئے باہر جانا چاہتا ہے اور وہ کچھ راز کی باتیں بھی کرنا چاہتا ہے۔ (حالانکہ آپؒ کے ساتھ روانگی سے قبل طالع مند آپؒ کے دشمنوں سے مل کر یہ پروگرام بنا چکا تھا کہ وہ آپؒ کو سیر کے بہانے ایسی جگہ لے جائے گا جہاں اگر مخالف آپؒ کو شہید کر دیں تو گواہ کوئی نہ مل سکے گا اور اس اقدام سے یہ بھی سوچ لیا کہ آپؒ کے شہید ہونے کے بعد آپؒ کی سب ولایت اس کے پاس آجائے گی)۔ صاحب اعجازؒ نے اس کے خیالات جاننے کے باوجود چلنے کی تیاری فرمائی اور فرمایا۔ بھئی سیر کی کوئی ضرورت تو نہ تھی۔ پھر بھی جو اللہ کو منظور ہے کیونکہ میں تو اس کی رضا کے تحت چلتا ہوں۔ چلو سیر کو چلتے ہیں۔ اس وقت ملک پور سے صدر چھاؤنی کے درمیان کافی بڑا جنگل تھا۔ طالع مند مخالفین سے طے شدہ منصوبہ کے تحت آپؒ کو فریب دے کر اسی جنگل میں لے آیا جیسے جیسے طالع مند آپؒ کو جنگل میں لئے جا رہا تھا۔ مخالفین جو مسلح

تھے وہ خوش ہو کر تعاقب میں چلے جا رہے تھے۔ اتنے میں مغرب
کی نماز کا وقت ہو گیا۔ قریب ہی ایک راجباہ چل رہا تھا۔ آپؒ نے
خود اور طالع مند نے وضو کیا اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ نماز کے
دوران طالع مند کو یہ تو احساس تھا ہی کہ آپؒ کے دشمن کہیں قریب
ہیں۔ سلام کے بعد طالع مند نے فریب کاری کرتے ہوئے اگر آپؒ
دشمنوں کے حملے سے بچ گئے تو آپؒ اس پر الزام نہ دے سکیں۔
آپؒ کو بتلایا کہ اسے یوں احساس ہو رہا ہے جیسے آپؒ کے دشمن
آپؒ کے سر پر پہنچ چکے ہیں کہیں وہ آپؒ کو نقصان نہ پہنچا دیں۔
ہمیں بھاگ چلنا چاہئے۔ حضرت صاحب عالمؒ نے اسے فرمایا۔ بھئی
پہلے تو ان کو وعدہ دے کر آئے ہو اب بھاگنا چاہتے ہو یہ کہاں کی
محبت ہے۔ ہاں اگر تم بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔ ہم تو اسی جگہ
مالک حقیقی کے حضور سر بسجود ہوں گے اور نماز پوری کریں گے۔
اگر ایسا ہی کوئی وقت آنے والا ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا سر سجدہ ہی میں اترا تھا۔ ہمارا سر بھی اگر ان میں شامل ہو جائے تو
کیا اچھی بات ہو گی۔ اگر میرے اللہ کو منظور نہیں تو یہ کون لوگ
ہیں جو ہم پر حملہ کریں۔ یہ ارشاد فرما کر آپؒ نماز پڑھنے میں
مصروف ہو گئے۔ وہ لوگ جو دشمنی کے نظریہ سے آئے تھے۔ جب
بھی وار کرنے کے لئے آگے بڑھتے آنکھوں سے اندھے ہو جاتے۔
آپؒ کے دشمنوں نے نماز پڑھنے کے دوران آپؒ پر کئی بار حملہ کی
کوشش کی لیکن ہر بار ناکام ہوتے رہے۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ
نے نماز ادا فرمانے کے بعد ان کے قریب سے گزرتے ہوئے ملک

پور تشریف لے آئے۔ طالع مند نے جیسے ہی آپؒ کو نماز پڑھنے پر مصر دیکھا تھا وہ آپؒ کو اسی وقت چھوڑ کر اس خیال سے بھاگ گیا تھا کہ اب دشمنوں نے تو آپؒ کو شہید کر ہی دینا ہے۔ اس لئے بعد میں وہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے ملک پور پہنچ کر کسی سے اس واقعہ کا ذکر نہ کیا بلکہ رات ملک پور ہی میں قیام فرمایا اور صبح لکھن شریف تشریف لے آئے۔ اس واقعہ کو دو ہی دن گزرے تھے۔ وہ لوگ جو آپؒ کو اذیت پہنچانا چاہتے تھے۔ اپنے والد کو ساتھ لے کر دربار عالیہ میں آپؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ عالی جاہ اعلیٰ المرتبت عظیم المرتبت اس وقت تخت شریف پر متمکن تھے۔ ملک پور والے دربار میں آپؒ کے سامنے آ کر فرش پر بیٹھ گئے۔ اطراف میں چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر ملک پور سے آنے والوں کے والد نے آپؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا حضرت آپؒ نے ہمیں جنگل میں دیکھا تھا آپؒ نے جواب دیا اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس نے بات جاری رکھنے کی غرض سے دوبارہ کہا۔ ہم لوگ وہاں اچھی نیت سے نہیں گئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے فرمایا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس نے مزید بتلایا۔ مولوی طالع مند انہیں لے کر گیا تھا ہم اس کے مشورے سے گئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے فرمایا۔ بھئی اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اسی ذات کبریا نے مجھ سے ابھی کام لینے ہیں اس لئے میری زندگی بخش دی اور تم لوگوں کو بھی ایک عظیم گناہ سے بچا دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کرم ہے اور جس شخص نے ارادہ کیا اور تم سے مشورہ کر کے لے گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے خود سمجھ لیں گے۔

ملک پور والے اپنے کئے پر شرمندگی کا اظہار کر کے معافی کے خواستگار ہو گئے اور توبہ کرتے ہوئے آپؒ سے بیعت ہو کر غلامی چاہی ۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے ان کی توبہ قبول فرماتے ہوئے انہیں بیعت کر لیا ۔ ادھر ملک پور والے توبہ کر کے بیعت ہو رہے تھے ۔ ادھر جیسے ہی آپؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے ارادہ کا اور مشورہ کر کے لے گیا اللہ تعالیٰ اس سے خود سمجھ لیں گے ۔ طالع مند کے پیٹ میں درد اٹھا اور وہ بیمار ہو گیا ۔ ڈیڑھ ماہ تک وہ زندگی اور موت کے درمیان اٹکا رہا ۔ کلبلاتا رہتا تھا اور جانوروں کی طرح ڈکراتا تھا لیکن اس کی روح قبض نہ ہوتی تھی ۔ طالع مند کا بھانجا اس کی تکلیف کو دیکھ کر حضرت صاحب قبلہ حجتہ اللہ فی العالمین امام الاتقیاء والسا لکین کی خدمت میں حاضر ہوا اور طالع مند کی دردناک اور عبرتناک حالت بتلائی اور ساتھ چلنے کیلئے منت سماجت کرنے لگا قبلہ عالم فخر آدمیت سلطان الوقت شہنشاہ معظمؒ طالع مند درد ناک حالت سن کر رحم و کرم اور عفو کے دروازے کھول دیئے اور طالع مند کے بھانجے کے ساتھ طالع مند کے گھر چل دیئے ۔ اس وقت طالعمند کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی ۔ اس کے منہ سے ڈھور ڈنگروں اور جانوروں کی طرح آوازیں نکل رہی تھیں ۔ آپؒ نے اس کی نجات کے لئے دعا فرمائی اور فرمایا بھئی اللہ ۔ اللہ ۔ اللہ اور کلمہ طیبہ پڑھو ۔ جیسے ہی آپؒ نے اسے یہ حکم فرمایا ۔ طالعمند کی جانوروں جیسی آوازیں نکلنا بند ہو گئیں ۔ تو آپؒ واپسی کے لئے لوٹ پڑے آپؒ کا قدم مبارک جیسے ہی طالعمند کے گھر سے باہر آیا طالعمند کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ۔ طالعمند کے گھر

والوں نے اسے جلدی جلدی دفن کر دیا لیکن خدائے عزوجل نے موت کے بعد بھی اس کی گستاخی - بے ادبی اور شاہ وقت سے جاہلیت سے پیش آنے کی وجہ سے معاف نہ کیا تھا۔ وہ قبرستان جہاں طالعمند کو دفن کیا گیا تھا۔ اس کے ارد گرد کی اراضی ایک فوجی کرنل نے حاصل کر لی جو وہاں پر مچھلیوں کی افزائش کے لئے تالاب بنانا چاہتا تھا۔ وہ کھدائی کی لئے بڑی بڑی مشینیں لے آیا اور کھدائی کے دوران جو بھی چیز ان مشینوں کے سامنے آئی وہ اسے نیست و نابود کرتی گئیں اور ان نیست و نابود ہونے والی چیزوں میں طالعمند کی قبر بھی تھی جس کا نام و نشان مٹ گیا۔

خلیفہ شرف الدین جناب قبلہ عالمؒ کے پاس کچھ امداد حاصل کرنے کے لئے آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؒ نے اس کی درخواست سن کر اسے دربار عالیہ موہڑہ شریف جانے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ اس کی ضرورت وہاں پوری کردی جائے گی - خلیفہ شرف الدین موہڑہ شریف جاتے ہوئے جنگل میں راستہ بھول گیا اور حیران پریشان ایک جگہ بیٹھ کر سوچنے لگا کہ کس طرف جاؤں۔ اتنے میں جنگل سے ۴ شیر نکل آئے اور خلیفہ پر حملے کی نیت سے اس کی طرف بڑھنے لگے خلیفہ نے جیسے ہی شیروں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے فوراً حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کا تصور کر کے آپؒ کو امداد کے لئے پکارا۔ ناگہاں آپؒ وہیں ظاہر ہو گئے۔ شیروں نے جیسے ہی آپؒ کو دیکھا تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر آپؒ نے شرف الدین کو موہڑہ شریف جانے کا صحیح رستہ بتلایا۔ جیسے ہی خلیفہ اپنے رستے پر روانہ ہوئے آپؒ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ خلیفہ شرف

الدین سیدھے موہڑہ شریف پہنچے جہاں اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اس کا انتظار ہو رہا تھا۔ خلیفہ شرف الدین کو انعام و اکرام سے نوازا گیا اور وہ خوش و خرم واپس لوٹ آیا۔

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کا ایک مرید ایک ایسی جگہ شادی کے لئے کوشاں ہوا۔ جو اس کی حیثیت سے کہیں زیادہ امیر اور باا ثر تھے۔ اس نے شادی کے لئے کافی تگ و دو کی لیکن کوئی حل نہ نکلا ناچار وہ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالات بتلا کر شادی کے لئے دعا کا طالب ہوا۔ آپؒ نے فرمایا۔ اچھا بھئی اللہ رحم فرمائیں گے اور پھر اس کے حق میں دعا فرمائی اور اسے ارشاد فرمایا اگر اللہ کو منظور ہوا تو تمہارا کام بن جائے گا۔ جاؤ اور لڑکی والوں سے دوبارہ رشتہ طلب کرو۔ اس نے حسب الحکم اپنے والدین کو دوبارہ لڑکی والوں کے گھر رشتہ لینے کے لئے روانہ کر دیا۔ جیسے ہی اس کے والدین لڑکی والوں کے گھر پہنچے بات شروع کی تو لڑکی والے فوراً مان گئے اور شادی ہو گئی۔

واللہ اکبر شہنشاہ کو اپنے غلاموں کی کیسی کیسی خواہشیں پوری کرنا پڑتی ہیں۔

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کا مرید غلام جیلانی برطانیہ میں نوکری کرتا تھا اس پر وہاں چوری کا مقدمہ بن گیا۔ جس کی وجہ سے وہ کافی پریشان ہو گیا۔ ایک رات وہ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کا تصور کر کے امداد کا طالب ہوا۔ اسی رات حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے اسے زیارت سے نوازا اور فرمایا بیٹے اللہ کرم فرمائیں گے گھبرانا نہیں اس مقدمہ کے اثرات تین ماہ رہیں گے۔ اس کے بعد یہ خود بخود

ختم ہو جائے گا اور تم بری ہو جاؤ گے ۔ صبح جب غلام جیلانی اٹھا تو مطمئن شاد تھا ۔ تین ماہ اس نے بے فکری سے گزار دیئے ۔ جب مقدمہ کا فیصلہ ہوا ۔ غلام جیلانی کو بے قصور تصور کرتے ہوئے عدالت نے اسے بری کر دیا ۔

حضرت ذی جاہ بادشاہ وقت رفیع الدرجات فخر آدمیت موضع رمداس ضلع امرتسر تشریف لے گئے ۔ جہاں موسم سخت گرم اور حبس ہو رہا تھا ۔ علاقے میں پانی کی کمی تھی ۔ جس سے فصلیں ویران ہو چکی تھیں ۔ جیسے ہی حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے گاؤں میں قدم رنجہ فرمایا ۔ اہل موضع خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ۔ یا حضرت بارش کا کوئی امکان نہیں اور فصلوں کی تباہی اور آنے والی بھوک اور افلاس کے متعلق بتلایا ۔ خلق خدا کی یہ گریہ زاری آپؒ سے برداشت نہ ہو سکی اور مزاج خسروانہ میں جلال آ گیا ۔ فرمایا ۔ اللہ جل شانہ رحم فرمائیں گے ۔ اگر اس کی بارگاہ میں منظور ہے تو اپنے بندوں کی التجائیں قبول فرمائیں گے ۔ آپؒ نے اہل موضع کو فرمایا بھئی آؤ مل کر اللہ کے حضور دعا کریں ۔ آپؒ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور بارگاہ اللہ العزت میں اہل موضع کے متعلق عرض کی ۔ انہی لمحوں آسمان پر بادل نمودار ہوئے اور موضع رمداس کے ارد گرد گھنگھور بادل چھا گئے ۔ پھر موسلا دھار بارش ہونے لگی جب ابر رحمت سے فصلیں سیراب ہو گئیں تو آسمان یوں صاف ہو گیا جیسے بادل آئے ہی نہ تھے ۔

اعلیٰ مقام آفتاب شریعت راہبر راہ طریقت حضرت خواجہ خواجگان حضرت صاحب عالمؒ موضع ڈھاکے تشریف لے گئے اور

دیہہ ہذا میں چند یوم قیام فرمایا۔ قیام کے دوران ذکرو فکر کی مجالس منعقد ہوتی رہیں ان مجالس میں احمد دین نامی ایک شخص بھی شامل ہوتا رہا۔ ایک رات جب وہ مجلس ذکرو فکر میں حاضر تھا۔ اس کی غیر حاضری میں چور اس کا بیل لے گئے۔ وہ اپنے طور پر بیل تلاش کرتا رہا لیکن اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ اتنے دن کی بے سود تگ و دو کے بعد لوگ اس کا مذاق اڑانے لگے۔ احمد دین لوگوں کے مذاق سے تنگ آکر خدمت اعلیٰ مقام میں پیش ہوا اور حالات عرض کر کے لوگوں کی باتوں کے متعلق عرض کرنے لگا۔ آپؒ نے تمام بات سن کر فرمایا۔ اچھا بھئی کلمے والا خود ہی انتظام کردے گا۔ دیہہ ہذا میں احمد دین سے مذاق کرنے والوں نے دیکھا کہ بیل خود بخود اس کے گھر پہنچ گیا۔

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ سلطان الوقت جنڈانوالہ (لالہ موسے) میں سلطان محمود کے گھر میں تشریف لے گئے۔ جس جگہ وہ اس وقت رہائش پذیر تھا وہ جگہ رہائش کے لئے ناکافی تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ سحری کے وقت جناب خواجہ خواجگان سخی عالم حضرت صاحب قبلہؒ نے سلطان محمود کو وضو کی تبدیلی کی متعلق ارشاد فرمایا۔ جو حضرت صاحب عالمؒ کو لے کر گلی میں آگیا۔ کیونکہ گھر میں غسل خانہ نہ بنا ہوا تھا۔ جیسے ہی آپؒ گلی میں تشریف لائے مرید کی غسل خانہ نہ ہونے کی تکلیف کو شدت سے محسوس فرماتے ہوئے پوچھا۔ یہ سامنے والا مکان کس کا ہے۔ سلطان محمود نے عرض کیا کہ ایک ہندو کا ہے۔ پھر سوال فرمایا۔ یہ کس کا مکان ہے

سلطان محمود نے عرض کیا۔ یا حضرت ایک ہندو کا ہے۔ تیسری بار آپؒ نے زور دے کر فرمایا سلطان محمود سامنے والا مکان کس کا ہے سلطان محمود نے گھبرا کر عرض کیا مالک آپؒ کا ہے۔ جواب سن کر آپؒ نے فرمایا۔ سلطان دنیا میں تمہارے علاوہ کوئی ماں اولاد پیدا نہ کرے گی جو اس مکان کو خریدے گی۔ صرف تم ہی خرید کرو گے۔ صبح آپؒ لکھن شریف تشریف لے گئے۔ اس نے ہندو سے ایک دو ماہ بعد مکان کی خریداری کے سلسلہ میں بات شروع کی۔ اول تو ہندو نے لیت و لعل کیا۔ پھر مکان کی قیمت بتیس سو روپیہ ڈالی اور منافع اس کے علاوہ طلب کیا۔ سلطان محمود نے مکان کی دو صد روپیہ قیمت لگائی اور پھر چار سو روپیہ قیمت ڈالی۔ اتنا فرق دیکھ کر ہندو نے مکان فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد سلطان محمود دربار شریف میں حضرت صاحب عالمؒ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا اور پھر مکان کی خریداری کے سارے حالات عرض کر کے بتلایا کہ مکان کا سودا نہیں ہو سکا۔ آپؒ نے فرمایا کوئی فکر نہ کرو۔ دوسرے روز اس نے واپس جانے کی اجازت چاہی۔ جو عنایت ہوئی لیکن ساتھ ہی حکم ہوا۔ جاؤ مکان کا سودا ہو جائے گا۔ ہندو سے دوبارہ بات کرنا۔ جب وہ بعد دوپہر گھر پہنچا تو اس کی والدہ نے اسے جاتے ہی بتلایا کہ اس ہندو کا لڑکا اسے بلانے آیا تھا۔ وہ اس ہندو کے گھر پہنچا۔ ہندو گھر پر خود تو موجود نہ تھا لیکن اس کی بیوی گھر پر موجود تھی۔ اس نے سلطان محمود کو

دیکھتے ہی کہا۔ بھائی تم مکان کا چار سو روپیہ دینا چاہتے تھے کچھ تو زیادہ قیمت لگاؤ اس کے اصرار پر سلطان نے پچیس روپے اور بڑھا دیئے۔ تو وہ مکان فروخت کرنے پر تیار ہو گئی اور بتلایا کہ شام اس کا خاوند آ جائے گا تو معاہدہ لکھوا دیں گے۔ ساتھ ہی سلطان محمود سے پوچھا۔ بھائی جی آپؒ کے کوئی مرشد بھی ہیں۔ اس نے اثبات میں جواب دیا تو اس ہندو عورت نے ازخود آپؒ کے حلیہ اور لباس مبارک کے متعلق بتلانا شروع کر دیا اور کہا کہ آج رات انہوں اسے چارپائی سے تین بار گرا کر حکم فرمایا ہے مکان سلطان کو دے دو۔ میرے خاوند کی بجائے مجھے گرائے جانے کی وجہ شاید یہ ہے بھائی جی تمہیں سچ بتلا رہی ہوں کہ میں ہی اپنے خاوند کو مکان بیچنے سے روکے ہوئے تھی۔اور جب وہ بیچنے پر تیار ہوا تو میں زیادہ قیمت پر فروخت کروانا چاہتی تھی۔ مجھے اپنے پیر سے معافی دلوا دینا۔ میں ”بنتی“ کرتی ہوں۔ اسی شام ہندو نے آ کر سلطان کو بیعانہ لکھ دیا اور صرف یک صد روپیہ پیشگی وصول کیا اور بقایا رقم کے لئے ہر چھ ماہ بعد پچاس روپیہ قسط وصولی کا معاہدہ کر لیا اور مکان خالی کر کے قبضہ میں دے دیا۔

جناب قبلہ محمد عارف حسینؒ راوی ہیں۔ اتو کے اعوان کے اسماعیل نمبردار کو نمبرداری سے علیحدہ کر دیا گیا۔ وہ اپنی بحالی کے لئے اپنے حلقہ کے تحصیلدار کے پاس درخواست گزار ہوا لیکن تحصیلدار نے اس کی امداد کرنے کی بجائے اسے جھڑک کر عدالت سے نکال دیا

وہ علاقہ کے مال آفیسر کے پاس گیا لیکن بات وہاں بھی نہ بنی۔ اب وہ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؒ اس وقت بھینی کے رقبہ میں کام کروا رہے تھے۔ وہ وہیں پہنچ کر پاؤں پڑ کر رونے لگا۔ سردیوں کے دن تھے۔ حضرت خواجہ گرم کوٹ (برانڈی) پہنے ہوئے تھے۔ آپؒ نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو ایک مسی نکلی۔ آپؒ نے نمبردار کو عطا فرماتے ہوئے کہا۔ یہ لو اور بھاگ جاؤ۔ کل تاریخ کے بعد واپس آ کر حالات بتلانا۔ وہ تاریخ پر پہنچا تو تمام دشمن دوست ہو گئے اور وہ علاقہ کا نمبردار مقرر بھی ہو گیا۔

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِم ○

ترجمہ:- اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا۔ (القرآن)

ولادت آفتاب ولایت

مُستَجَابُ الدّعوات جناب شہنشاہ ولائیت حضور پر نور خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب دام اقبالہ راوی ہیں کہ۔

۱۹۴۰ء میں ایک شب آنحضور فیض گنجور سلطان الاولیاء و العارفین حجتہ اللہ فی العالمین امام الاتقیاء والسالکین حضرت صاحب قبلہ عالمؒ مجھے خواب میں ملے اور فرمایا۔ آؤ بھئی آج ہم آپ کو بتلائیں۔ آپ ہمارے پاس کیسے آئے۔

آپؒ نے فرمایا۔ حضور سرور کائنات احمد مجتبیٰ نبی مرسل سید الانبیاء رسالتمآب جناب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار عالیہ منعقد تھا۔ جس میں تمام اصحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضوری والے تمام اولیاء موجود تھے۔ میں بھی ایک طرف بیٹھا ہوا تھا۔ اس مجلس پاک کی دائیں طرف ایک بچہ پڑا ہوا تھا۔ اس وقت حضور نبی کریمؐ جائے نماز پر تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

حکم فرمایا کہ جائیے بچے کو اٹھا کر لائیے ۔ جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے اور بچے کو اٹھا کر لائے اور سرکارؐ دو عالم کی گود میں لٹا دیا ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بچے سے بہت پیار کیا اور پیشانی پر بوسے دیئے ۔ پھر بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرت نبی کریمؐ نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ۔ جہاں جماعت کھڑی ہوتی ہے وہاں بچے کو لٹا دو ۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل حکم کے تحت بچے کو نمازیوں سے تقریباً ۱۰ قدم قطب کی جانب لٹا دیا ۔ حضورؐ نے نماز فجر ادا فرمائی پھر قطب کی جانب رخ کر کے بیٹھ گئے اور پھر جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان ہوا کہ بچے کو اٹھا کر لاؤ ۔ جنہوں نے حسب الحکم بچے کو بازوؤں میں اٹھا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں لٹا دیا ۔ اسی اثناء میں حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر حضرات اپنے اپنے دل میں یہ بات سوچتے ہیں کہ یہ بچہ انہیں ملنا چاہئے ۔ دوسرے احباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوچ ہی میں حضرت بایزید بسطامیؒ نے جلدی سے دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عرض کر دی کہ یہ بچہ انہیں دیا جائے ۔ حضور نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا ۔ یہ بچہ آپ کو نہیں دیا جائے گا اور پھر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ۔ یہ بچہ انہیں دیا جائے گا ۔ حضرت صاحب عالمؒ خاموش بیٹھے تھے اور دربار نبویؐ کی اس کارروائی کے دوران اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نہ کہا تھا اور پھر نبی کریمؐ نے حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کو طلب فرما کر بچہ ان کی گود میں دے دیا ۔ وہ عطیہ رسولؐ خواہش اولیاء آفتاب عالم شہنشاہ ولائیت ۲۴ دسمبر ۱۹۱۵ء بمطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۵ بوقت ڈیڑھ بجے دن مجسم جلوہ آراء کائنات ہوئے

اور آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد عارف حسین رکھا اور آپ کو اپنا وارث اور والی لکھن شریف مقرر فرمایا۔

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ موہڑہ شریف کے عرس مبارک سے واپس آ رہے تھے۔ جہلم کے نزدیک چکوہا کے نور حسن کی معاشی حالت ان دنوں سخت خراب تھی۔ آپؒ کو اپنے گھر لے جانے کے لئے دیدہ فراش ہو گیا اور عرض کیا۔ یا حضرت اس کا ایمان ہے کہ آپؒ اس کے گھر تشریف لے گئے تو اس کی تمام مفلسی ختم ہو جائے گی۔ حضورؒ پرنورؒ نے اس کی دلداری کی خاطر معہ مریدین کے اس کے گھر جانے کی دعوت قبول فرمائی۔ نور حسن کے گھر میں اس دن پانچ سیر آٹا اور ایک مرغی تھی۔ اس نے ان چیزوں سے حضرت صاحب قبلہ عالمؒ اور آپؒ کے ٦٠ ہمراہیوں کے لئے دعوت تیار کر دی۔ نور حسن اپنی کم مائیگی اور درویشان کی تعداد کے تحت سخت پریشان ہو کر آپؒ کی خدمت عالیہ میں دعوت کے خوردونوش کے متعلق عرض گزار ہو گیا۔ آپؒ نے نور حسن کی بات سن کر اسے فرمایا کوئی فکر کی بات نہیں۔ اللہ رحم فرمائیں گے۔

پھر سامان خوردونوش طلب فرما کر اس پر اپنی چادر ڈال دی اور بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی اور خود ہی کھانا تقسیم فرمانا شروع کر دیا۔ سب درویشان نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر بھی کافی کھانا بچ رہا۔

موضع "الوکے" اعوان میں شاہ شہیداں کے مزار پر ایک شخص نے دو دیگ چاول منت کے طور پر پکائے۔ ختم شریف کے وقت لوگوں کا اتنا ہجوم ہو گیا۔ جو اس کی توقع سے باہر تھا۔ اس کے

خیال میں اس ہجوم کے لئے کئی دیگوں کی ضرورت تھی۔ وہ حالات کو دیکھ کر گھبرا گیا اور مرجع الخلائق صاحب الدعوات صاحب اعجاز کے پاس لکھن شریف حاضر ہوا اور اپنی منت اور ہجوم کے متعلق عرض کیا اور درخواست کی کہ ختم شریف کی نیاز آپؒ اپنے دست مبارک سے تقسیم فرمائیں تاکہ برکت ہو جائے۔ صاحب ولائیت سخی جہاں غریب نواز خواجہ حضرت قبلہ عالمؒ نے اللہ کا نام لیا اور شخص مذکور کے ساتھ ہو لئے۔ جب آپؒ شاہ شہیداں کے مزار پر پہنچے تو ہجوم سے ارشاد فرمایا۔ ختم شریف کے بعد نیاز تقسیم ہو گی۔ چنانچہ حاضرین نے آپؒ کیساتھ گیارہ ہزار مرتبہ درود شریف ایک ہزار بار سورہ اخلاص پانچ صد مرتبہ سورہ فاتحہ کلمہ تمجید ایک سو اکیاسی مرتبہ سورہ یاسین کا ورد کیا ختم شریف کے بعد آپؒ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا فرمائی۔ ختم شریف کے دوران ہی اس موضع کے لوگ بھی جوق در جوق شامل ہوتے رہے اور یوں قریباً ۵ ہزار نفوس جمع ہو چکے تھے۔ آپؒ نے اللہ کا نام لے کر نیاز کی تقسیم شروع فرما دی۔ اہل دیہہ اور حاضرین نے سیر ہو کر نیاز کھائی لیکن پھر بھی کافی چاول دیگوں میں بچے پڑے تھے۔

گورداسپور کا ایک شخص لاہور میں مقیم تھا۔ اس کے لڑکے کو قتل کے جرم میں سزائے موت ہو گئی۔ سزا کی عملداری سے ایک روز قبل حضرت صاحب قبلہؒ کے کسی عقیدتمند نے اس شخص کو حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کے متعلق بتلایا کہ وہ وہاں جا کر عرض ماجرا کرے۔ شاید کچھ کام بن جاوے۔ وہ شخص آپؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حالات عرض گزار ہونے کے بعد دعا کے

لئے درخواست کی۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے اس کی روئیداد سن کر فرمایا۔ اچھا بھئی اللہ رحم فرمائیں گے۔ آپؒ کے اس جواب پر وہ شخص گویا ہوا۔ یا حضرت اللہ نے جو رحم کرنا تھا وہ کر دیا ہے میرے بچے کو پھانسی لگوا دی۔ اب مجھے اللہ والے کی ضرورت ہے جو اللہ ہی سے میرے بچے کو بری کرا دے میرا ایک ہی بچہ ہے اور کوئی میرا سہارا نہیں۔ اور رحم کے لئے بار بار بڑی عاجزی سے اپنی درخواست بارگاہ معلیٰ میں پیش کرتا رہا۔ آپؒ نے اسے تسلی دی اور فرمایا۔ اللہ رحم فرمائیں گے وہ شخص چلا گیا۔ جس دن اس کے بیٹے کو پھانسی دی جانی تھی۔ وہ دوبارہ بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور عرض کرنے لگا۔ یا حضرت آپؒ نے دعا بھی فرمائی ہے کہ اللہ رحم فرمائیں گے۔ لیکن آج تو اس کے بیٹے کو پھانسی دی جانی ہے۔ یا حضرت ایک غریب اور لاوارث پر رحم فرمایا جاوے۔ اس کی بے قراری کو دیکھ کر حضرت صاحب عالمؒ نے اسے فرمایا۔ یہ لسی کا برتن اٹھا لو اور خود روٹیاں اٹھالیں اور باہر کھیتوں کی طرف چل دیئے۔ کھیتوں میں پہنچ کر اس شخص نے لسی کا برتن نیچے رکھا اور آپؒ کے پاؤں مبارک سے چمٹ گیا اور زار و قطار رو رو کر اپنے بیٹے کے لئے رحم کی درخواستیں کرنے لگا کہ اس کے بیٹے کو بری کروا دیں۔ اب تو اسے پھانسی ملنے میں تھوڑا ہی وقت رہ گیا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ اس کی ہر بار درخواست پر یہی حکم فرماتے جاتے تھے۔ بھئی اللہ رحم فرمائیں گے۔ آپؒ کی اس بات سے اس کے دل کی تسلی نہ ہو رہی تھی۔ وہ بار بار وقت بتلا کر آپؒ سے گریہ زاری کر رہا تھا کہ اس کا لڑکا ناحق موت کے منہ میں جا رہا ہے

آخر کار حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے کچھ وقت سکوت فرمایا۔ بعد ازیں اس شخص سے فرمایا۔ اچھا بھئی لاہور تو جاؤ تمہارا بیٹا تمہیں جیل کے باہر ہی مل جائے گا۔ اگر مل جائے تو شام کو ساتھ لے کر آنا مل کر کھانا کھائیں گے۔ وہ آدمی سیدھا جیل پہنچا تو اس کا لڑکا واقعی جیل کے باہر پھر رہا تھا۔ باپ بیٹے کو پھانسی کے پھندے سے اترا ہوا دیکھ کر مخبوط الحواس ہو گیا۔ بیٹے نے باپ کو تسلی دی کہ وہ واقعی زندہ ہے۔ باپ بیٹا جیل سے گھر کی طرف چل دیئے۔ راستے میں باپ نے بیٹے سے پوچھا کہ اسے رہائی کیسے ملی۔ تو اس نے بتلایا کہ اسے تختہ دار پر چڑھا دیا گیا اس کی گلے میں پھانسی کا پھندا بھی ڈال دیا گیا۔ جب تختہ کھینچنے میں ۷ منٹ رہ گئے۔ تو ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ ہوا میں کچھ ایسا اثر تھا کہ موقعہ پر موجود جلاد ڈاکٹر مجسٹریٹ داروغہ اور ملازمین اور وہ خود بھی سو گئے۔ پھانسی کے وقت سے قریب ایک گھنٹہ تیس منٹ تک سوتے رہے۔ جب بیدار ہوئے تو پھانسی دینے کا وقت گزر چکا تھا۔ اس وجہ سے اسے پھانسی نہ دی گئی اور رہا کر دیا گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا ہے جیسے موت اس کے قریب سے گزر گئی۔ اب اس آدمی کو احساس ہوا کہ حضور فیض گنجورؒ صبح نور باہر کھیتوں میں کیوں تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے موت کے فرشتے کو کس روپ میں پکڑ کر اس کے لڑکے سے دور رکھا۔

سبحان اللہ سبحان اللہ

حضرت اعلیٰ مقام رفیع الدرجات حضرت صاحب عالمؒ نے دربار عالیہ لکھن شریف کے نزدیک "بکائین" کے پودے لگوائے اور

جلال الدین درویش کو حکم فرمایا کہ قریبی جھلار سے پودوں کو پانی دو
اس جھلار میں پانی ایک ٹیوب ویل اور راجباہ سے آتا تھا۔ جو دونوں
کے دونوں بند ہو چکے تھے۔ جس کی وجہ سے جھلار خشک ہو چکی تھی
جلال الدین جھلار سے واپس آکر خدمت حضرت سخی عالمؒ میں پیش
ہوا اور پانی نہ ہونے کی وجہ عرض کی۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ
مستجاب الداعوات نے بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا بار
الٰہی یہ تیرے لنگر کی زمین ہے۔ آپ مسبب الاسباب ہیں زمین کو
پانی عطا فرمایا جائے۔ جھلار کے خشک سوتوں سے پانی کے چشمے جاری
ہو گئے۔ جلال الدین نے پانی سے پودوں کو سیراب کر دیا۔

تقسیم ہندوستان ۱۹۴۷ء میں حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کے
مرید عبدالرشید معہ اپنے برادر حاجی عبدالمجید ہندوستان سے ہجرت کر
کے دربار عالیہ لکھن شریف میں گوشہ عاطفیت محسوس کرتے ہوئے
پاکستان پہنچ گئے۔ آفتاب ولایت درعدن جناب پیر خواجہ مرشدما
جناب محمد عارف حسینؒ دام اقبالہ نے عبدالرشید کو معہ ان کے اہل
خانہ محبت اور التفات کے تحت ان کے لئے علیحدہ مکان اور تمام
خرچہ گزران عطا فرما کر ایک ماہ تک مہمان رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد
عبدالرشید اور حاجی عبدالمجید دونوں برادران نے راولپنڈی جا کر
کاروبار چلانے کی اجازت چاہی۔ جناب خواجہ مرشدما درعدن ماہتاب
مخزن صاحب ولائیتؒ نے دونوں بھائیوں کو راولپنڈی جا کر اس شرط
پر کاروبار چلانے کی اجازت دی کہ جب تک ان کا کاروبار وہاں نہ
چل نکلے ان کے اہل خانہ دربار عالیہ لکھن شریف میں ہی رہیں گے

اس شرط سے آپؒ کو دونوں برادران سے التفات اور توجہ مطلوب تھی کہ ابتدائی دور میں کام کو چلانے میں رہائشی یا مالی پریشانیوں میں ان کے اہل خانہ ذہنی مفلوج نہ ہوں اور چلتے ہوئے انہیں پانچ روپے عنایت فرمائے۔ دونوں بھائیوں نے روضہ عالیہ جناب خواجہ خواجگان پر کامیابی کی لئے دعا کی اور پھر والٹن ٹریننگ سکول اسٹیشن جہاں سے ان دنوں پناہ گزینوں کے لئے اندرون ملک گاڑیاں چل رہی تھیں روانہ ہو گئے اور حکومت نے ان گاڑیوں پر پناہ گزینوں سے کوئی کرایہ وغیرہ نہ لیا۔ دونوں برادران اسی خیال کے تحت کہ وہ بھی راولپنڈی تک مفت سفر کریں گے۔ والٹن ٹریننگ سکول ریلوے اسٹیشن گئے تھے۔ جب دونوں اسٹیشن پر پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ راولپنڈی جانے والی گاڑی پناہ گزینوں کا قافلہ لے کر جا چکی ہے۔ عبدالرشید کو گاڑی کے چلے جانے کا سخت قلق ہوا۔ کیونکہ اسے پختہ یقین تھا کہ روضہ مبارک پر دعا کے بعد راولپنڈی جانے والی گاڑی ان کو لئے بغیر نہ جا سکتی تھی۔ اسی سوچ میں غلطاں پیچاں دونوں بھائی ایک انگور بیچنے والے کے پاس گئے اور آٹھ آنے کے انگور لے کر ایک طرف بیٹھ کر بے دلی سے کھانے لگے اور ساتھ ساتھ سوچتے جا رہے تھے کہ گاڑی کو نہیں جانا چاہئے تھا۔ اتنے میں والٹن ایئرپورٹ ملحقہ اڈہ سے ایک آدمی بھاگتا ہوا اسٹیشن پر آیا اور آوازیں دینے لگا۔ چلو بھئی جنہوں نے پنڈی جانا ہے۔ عبدالرشید اٹھ کر اس آدمی کے پاس گیا اور پوچھا بھئی تم کیسے پنڈی لے جاؤ

گے گاڑی تو جا چکی ہے۔ وہ کہنے لگا تمہیں اس سے کیا تمہیں پنڈی جانا ہے تو چلو میں تم لوگوں کو جہاز پر مفت لے جا رہا ہوں۔ دونوں بھائی اسی وقت اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس بات چیت کے بعد اسی شخص نے اسٹیشن پر آوازیں دینا شروع کر دیں چلو بھئی پنڈی جانے والے آ جاؤ۔ اس کی آوازیں دینے پر تیرہ اور آدمی بھی اکٹھے ہو گئے۔ وہ ان سب کو بھگاتا ہوا ہوائی جہاز کے پاس لے گیا اور سب کو جہاز میں سوار کرا کے پنڈی کے لئے پرواز کر گیا اور گاڑی سے پہلے ان سب کو پنڈی پہنچا دیا۔

اللہ - اللہ مرید کی خواہش اور یقین دہانی کو ہادئ اولیٰ فخر آدمیت نے کتنی آسانی اور سہولت سے پورا فرما دیا۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَرْضِیَّةً ○

وصال مبارک

حضرت پیر محمد عارف حسینؒ راوی ہیں :-

کہ یوم وصال سے تین سال قبل ہی آپؒ نے کھانا چھوڑ دیا تھا - آپؒ ہر دم مقام استغراق میں رہتے - آپؒ کے وصال سے گیارہ ماہ قبل خواجہ خواجگان قبلہ عالم جناب محمد قاسمؒ رحلت فرما گئے تھے - اس حادثہ جانکاہ کی وجہ سے حضرت صاحب قبلہؒ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری رہتی - آپؒ چادر اوڑھے لیٹے رہتے اور مقام اسم ذات و استغراق بہت بلند آواز سے فرماتے - کبھی کبھی شیخ طریقت کو یاد کرتے اور فرماتے باواجی میں آ رہا ہوں - لیجئے میں چل دیا ہوں - یہ جلو اسٹیشن آ گیا ہے یہ لاہور آیا یہ گوجرانوالہ ہے اب وزیر آباد پہنچ گئے ہیں یہ گجرات آ گیا ہے یہ جہلم بھی آ گیا ہے یہ راولپنڈی ہے اب مری آ گئی - یہ تو حضرت بابا جی والی کس (ایک برساتی نالہ) ہے - یہ بابا جی والی باؤلی (کنواں) ہے اور اب (اس کے ساتھ ہی وجد کی حالت میں ہو جاتے) یہ حضرت صاحب بیٹھے ہیں اور پھر ایک ہی غوطہ جاتے جس میں کافی لمبا استغراق ہوتا اور کافی دیر بعد ہوش میں آتے - کبھی فارسی کبھی پشتو کبھی عربی کبھی اردو اور کبھی

پنجابی میں کلام فرمانے لگتے ۔ سننے والوں کو یوں محسوس ہوتا کہ
علموں کے خزانے کا مالک لیٹا ہوا ہے ۔ جس سے کوئی باہر سے پوچھ
رہا ہے اور آپؒ ان کی باتوں کا جواب دے رہے ہیں ۔ اسی حالت
میں سال وصال آگیا ۔ وہ سوموار ۲ اکتوبر کی صبح تھی ۔ آپؒ اس
عرصہ میں کافی نحیف اور کمزور ہو چکے تھے ۔ اس روز سید غلام
یاسین شاہ آپؒ کے ایک عقیدتمند نے آپؒ کی حالت دیکھ کر
صاحبزادہ عالم محترم ولی عہد لکھن شریف جناب پیر محمد عارف حسینؒ
دام اقبالہٗ سے عرض کیا کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی حالت نازک
معلوم ہوتی ہے ۔ اس لئے انؒ کے قریب ہو کر کلمہ طیبہ پڑھنا
چاہئے ۔ حضرت مرشدما جناب خواجہ محمد عارف حسینؒ دام اقبالہ نے
گھبراہٹ میں یاسین شاہ کے کہنے پر عمل شروع کر دیا ۔ حضرت قبلہ
عالمؒ نے یاسین شاہ کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے صاحبزادہ محترم
مرشد ما کو فرمایا کلمہ بتانے والے اپنا کلمہ تو صحیح کرے ۔ مجھے کیا پڑھا
رہے ہیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی آپؒ صحت مند نظر آنے لگے ۔
دوسری طرف مرید اور عقیدتمندان جو آپؒ کی صحت کی کمزوری کی
اطلاع پا کر دربار عالیہ میں اکٹھے ہو چکے تھے ۔ بلند آواز میں ختم
خواجگان پڑھنے لگے ۔ اس حالت تذبذب میں دن گزر گیا ۔ منگل ۳
اکتوبر کو رات ۲ بجے کے قریب آپؒ کی طبیعت پھر مضمل ہو گئی ۔
حاضرین سب سورہ اخلاص کا ورد کر رہے تھے ۔ اچانک حضرت
صاحب قبلہ عالمؒ نے بلند آواز میں فرمایا جاؤ بھئی چلے جاؤ ۔ ابھی
کیوں آئے ہو ہمارا کچھ کام باقی ہے چلے جاؤ ۔ اگر تم نہ گئے تو
ہمارے پاس موٹا ڈنڈا پڑا ہوا ہے ۔ اس سے تمہیں ماریں گے جاؤ

چلے جاؤ ۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی آواز سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی بلاوے کے لئے آیا تھا لیکن حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے اس کے ساتھ جانے سے اپنی مرضی کے تحت انکار کر دیا ہے ۔ اس بات چیت کے بعد آپؒ کی حالت پھر سنبھلنے لگی ۔ عوام الناس کو یوں اکٹھے ہو کر سورہ اخلاص پڑھتے دیکھ کر آپؒ نے استفسار فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں ۔ صاحبزادہ محترم نے عرض کیا ۔ ختم شریف پڑھ رہے ہیں ۔ پھر آپؒ نے وقت دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ نماز فجر کا وقت ہونے والا ہے ۔ آپؒ نے صاحبزادہ محترم کو فرمایا ۔ سب لوگوں سے کہو مسجد میں جا کر نماز ادا کریں ۔ حکم پر سب لوگ مسجد میں چلے گئے ۔ دو دن میں آپؒ کی طبیعت کی حالت دیکھ کر صاحبزادہ محترم غم کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے ۔ انہیں ماحول میں ایک غمگین اور اداس سی فضا چھائی ہوئی محسوس ہو رہی تھی ۔ ان کا دل محسوس کر رہا تھا کہ کوئی المناک واقعہ ہونے والا ہے صاحبزادہ محترم نے وہیں آپؒ کے قریب ہی نماز ادا کرنی شروع کر دی ۔ جب صاحبزادہ محترم نماز سے فارغ ہو کر آپؒ کے قریب گئے تو حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے آپ سے دریافت فرمایا ۔ ابھی ۹ بجے کا وقت نہیں ہوا ؟ صاحبزادہ محترم نے عرض کیا ۔ نہیں بابا جی ۔ تو حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے صاحبزادہ محترم کو فرمایا اچھا تو آپ بھی نو دس بجے ہی آئیں ۔ اس وقت ساڑھے آٹھ بجے کا عمل تھا ۔ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور ننھی ننھی بوندا باندی ہو رہی تھی اور ساتھ ساتھ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ۔ آپ نے حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی حالت اور

موسم کا تغیر و تبدّل دیکھ کر محسوس کر لیا کہ ایسے اوقات اولیاء اللہ کی روانگی کے ہوتے ہیں اور یہ وقت بھی حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی پردہ پوشی کا معلوم ہوتا ہے۔۔ بے قراری کے تحت صاجزادہ محترم آپؒ کے دیئے ہوئے وقت کا انتظار نہ کر سکے بلکہ دوبارہ خدمت اقدس میں اسی وقت حاضر ہو گئے۔ صاجزادہ محترم کی غیر حالت دیکھ کر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے صاجزادہ محترم کو بازو سے پکڑ کر اپنے سینے پر لٹا لیا۔ جیسے ہی صاجزادہ محترم کی چھاتی حضرت صاحب قبلہ عالمؒ سے ملی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان میں سے بچپنا ختم ہو گیا اور ان کی زندگی بدل کر رکھ دی گئی ہے اور ان کے خیالات بدل کر رکھ دیئے اور انہیں صبر کی تلقین فرمائی اور رسول اللہؐ سے محبت کا طریقہ سمجھایا اور تین بار دعا فرمائی۔ اسی موقعہ پر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی کیفیت کسی نے جا کر مائی صاحبہ ام المریدین سے عرض کر دی۔ آپ غم و اندوہ میں ڈوبی ہوئی دربار عالیہ تشریف لائیں اور آپؒ کی حالت دیکھ کر غمناک آواز میں صاجزادہ محترم کو پکڑ کر عرض کرنے لگیں۔ یہ آپؒ کیا مقام بنا رہے ہیں بچہ تو ابھی نادان ہے اسے کون سمجھائے گا۔ اس کے سر پر کس کا ہاتھ ہو گا۔ اس کا بازو کس کے ذمہ ہو گا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے یہ گریہ زاری سن کر فرمایا۔ یا صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ یا عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ یا عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ یا حیدر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس بچے کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں ہو گا۔ وہی اس کے سرپرست ہوں گے۔ ان کے علاوہ دنیا میں اور کون ہو سکتا ہے جو اس کا سرپرست بن سکتا ہے اور ام المریدین کو جانے کی اجازت فرمائی۔ پھر سب مریدوں عقید تمندوں کو طلب فرما کر سب کے حق

میں دعا فرمائی اور مسجد میں جا کر بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ اسی حالت میں دن گزر گیا۔ ظہر کا وقت ہوا تو آپؒ نے نماز ادا فرمانے کے بعد وظائف ورد فرمائے یونہی عصر کا وقت ہوا تو آپؒ ادائیگی نماز کے بعد پھر وظائف پڑھنے لگے ۔ ماحول پر پژمردگی چھا چکی تھی ۔ ہر چیز ساکت نظر آ رہی تھی ۔ صاحبزادہ محترم کا دل ڈوب رہا تھا۔ عصر کے بعد حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے صاحبزادہ محترم کو قریب طلب فرما کر کچھ باتیں کیں ۔ صاحبزادہ محترم جب آپؒ کے سکون کی خاطر اٹھنے لگے تو حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے انہیں فرمایا۔ بیٹھے رہو مت جاؤ۔ اسی کیفیت میں مغرب کا وقت ہو گیا۔ آپؒ نے نماز ادا فرمائی شام ہو گئی اور پھر اندھیرا چھانے لگا۔ آج کا اندھیرا ظلمات سے متعلق لگتا تھا ۔ یوں رات ہو گئی حضرت صاحب قبلہؒ نے صاحبزادہ محترم کو طلب فرما کر وضو بدلنے کی خواہش کی تو صاحبزادہ محترم نے آپؒ کی لاغری کمزوری اور نازک حالت کو دیکھتے ہوئے عرض کیا۔ باہر سردی ہے آپؒ کے وضو کے لئے یہیں انتظام ہو جاتا ہے ۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے صاحبزادہ محترم کے چہرے پر غم کی گھٹاؤں کو دیکھ کر ان کا غم کم کرنے کی نیت سے نہایت حلیمی سے فرمایا۔ جیسے آپ کی مرضی ۔ ویسے باہر چلتے تو اچھا تھا۔ صاحبزادہ محترم نے جب آپؒ کی خواہش باہر جا کر وضو کرنے کی محسوس کی تو باہر پردہ کا سخت انتظام کر کے آپؒ کو باہر لے جایا گیا۔ جہاں آپؒ نے ایک یا دو قطرے پیشاب فرمایا اور پھر وضو کیا۔ صاحبزادہ محترم آپؒ کو لے کر اندر تشریف لے آئے ۔ اتنے میں نماز عشاء کا وقت ہو گیا۔ آپؒ نے نماز ادا فرمائی اور پھر خود ہی اپنے جنازے کی تکبیریں فرمائیں اور

لیٹ گئے ۔ چند ثانیوں کے بعد آپؒ نے صاحبزادہ محترم کو فرمایا بھئی مجھے اٹھانا۔ صاحبزادہ محترم نے آپؒ کو اٹھا کر بیٹھا دیا۔ اتنے میں اللہ والوں کے ہجوم کا ظہور ہوا۔ جن میں آپؒ کے پیرومرشد جناب محمد قاسمؒ بھی تھے ۔ صاحبزادہ محترم نے آپؒ کے بیٹھے رہنے سے چہرے مبارک پر جب نقاہت محسوس کی تو لٹانے کی کوشش کی ۔ ابھی آپؒ پلنگ شریف پر پوری طرح لیٹے بھی نہ تھے کہ دوبارہ حکم فرمایا ۔ جلدی سے اٹھاؤ جیسے ہی آپؒ بیٹھے اصحابہ کبار رضوان اللہ تشریف فرما ہوئے ۔ اس وقت آپؒ کی حالت گہرے استغراق کی تھی ۔ صاحبزادہ محترم نے اسی حالت میں آپؒ کو لٹا دیا ۔ ابھی آپؒ لیٹے ہی تھے کہ فرمایا مجھے فورا اٹھا کر بٹھا دو ۔ جیسے ہی آپؒ اٹھے سارا کمرہ نور بن گیا اور حضور نبی اکرم سرکار دو عالم نبی مرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے ۔ اس لمحہ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ مراقبہ میں تھے

چند لمحے بعد آپؒ نے سر اٹھایا اور پڑھا۔

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

پھر تین بار آیت الکرسی تلاوت فرمائی اس کے ساتھ ہی ۔

۴ اکتوبر بروز بدھوار ۱۹۴۴ء بمطابق ۱۵ شوال ۱۳۲۴ بمطابق ۱۹ اسوج ۲۰۰۰ بکرمی آپؒ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور ساتھ ہی غائب سے ندا ہوئی ۔

"دوست دوست سے مل گیا"

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

خرقہ خلافت

دستار بندی

ولی عہد لکھن شریف حضرت فیض ماب سلطان الاولیاء خواجہ
پیر سخی عالم جناب محمد عارف حسین صاحب دام اقبالہٗ

بزبانی حضرت عالی جاہ پیر مرشدما شہنشاہ حقیقت سخی عالم جناب خواجہ
محمد عارف حسین دام اقبالہ

حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے بچپن ہی سے میری اصلاح فرمائی ۔ میرے لئے قدم قدم اور ہر مقام پر کچھ نہ کچھ نکات فرماتے رہتے تھے ۔ جو تصوف سے تعلق رکھتے تھے ۔ جس وقت میری عمر ۱۶ سال کی ہوئی اس روز جمعۃ المبارک تھا ۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ حجام سے "خط" بنوا رہے تھے ۔ میں کسی کام کی وجہ سے گھر سے باہر جانے لگا تو میرا گزر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کے سامنے سے ہوا حضرت صاحب عالمؒ نے مجھے طلب فرمایا ۔ میں دست بستہ حاضر ہوا تو حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے اسی لمحے مجھے مراقبہ و مکاشفہ و لمبے سانس کے ساتھ "اللہ" کی اس طرح ادائیگی کی کہ ایک اندر سانس کھینچتے ہوئے ۳۰۰ بار اللہ اور اتنے ہی وقت میں سانس خارج کرتے ہوئے ۳۰۰ بار "ہو" ادا کرنے کی تلقین فرمائی ۔

اس کے بعد پھر ایک مقام آیا جب حضرت صاحب قبلہ عالمؒ موہڑہ شریف تشریف لے جا رہے تھے ۔ آپؒ نے مجھے ارشاد کیا کہ

حضور بابا جی نے انہیں فرمایا تھا کہ آپؒ گھر کے دو افراد ہیں۔ اگر ایک دربار عالیہ موہڑہ شریف آئے تو دوسرا دربار عالیہ لکھن شریف ٹھہرے۔ اس ارشادِ گرامی کے تحت حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے مجھے فرمایا کہ اس دفعہ آپؒ موہڑہ شریف جائیں اور ہم لکھن شریف ٹھہرتے ہیں۔ میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا۔ حضور نہیں کیونکہ جو سلسلہ موہڑہ شریف کا ہے وہ تو آپؒ ہی سے منسلک ہے اور رہا میرا سلسلہ طریقت وہ دربار عالیہ لکھن شریف سے تعلق رکھتا ہے اس لئے حضرت صاحبؒ آپ ہی موہڑہ شریف تشریف لے جائیں۔ میں یہیں ٹھہروں گا۔ لہٰذا حضرت صاحب قبلہ عالمؒ خود ہی موہڑہ شریف تشریف لے جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ جب اس دن دربار عالیہ میں کافی عقیدتمندان جن میں سید غلام یاسین شاہ موضع "لوپوکے" ضلع امرتسر والے۔ سید محمد حسین شاہ چک عبدالخالق جہلم۔ سید ابراہیم شاہ سہارن پور۔ مستری چراغدین موضع گھیال ضلع گجرات۔ عبدالقادر نمبردار موضع رت گڑھ۔ حکم دین موضع دو گیج۔ محمد دین موضع منڈیانوالہ اور کافی خلفاء بھی دربار عالیہ میں موجود تھے۔ ذکر اسم ذات کافی اونچی آواز میں ہو رہا تھا۔ اس وقت آپؒ تخت شریف پر تشریف فرما تھے اسی اثناء میں مجھے طلب فرما کر تخت شریف کے پاس کھڑا کیا اور خود تخت شریف سے نیچے اتر کر میرے لئے دعا فرمائی۔ جیسے ہی آپؒ نے میرے لئے دعا فرمائی میری کمر پاس ادب کے تحت جھک گئی اور بصد شکریہ میرا سرنگوں ہو گیا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے پھر مجھے فرمایا۔ یہ آپؒ کی وراثت ہے جو وراثت رسول اللہؐ کی طرف سے ملی ہے۔ زمیندارہ

کرنا ہے یہ کاروبار کرنا ایک شغل ہے۔ وراثت کی صورت میں یہ تخت آپ کے پاس ہے اور اس تخت کے کچھ قانون اور فیصلے ہیں۔ انہیں اپنے دل میں آباد کرو اور وہ قانون یہ ہیں کہ خلقِ خدا سے محبت کرنا۔ اخلاق سے ٹوٹے ہوئے دلوں کی دلجوئی کرنا۔ بیماروں کے لئے شفا کی دعا کرنا۔ جو لوگ مصیبت زدہ اور مقدمہ بازی میں پھنسے ہوئے ہوں ان کے لئے دعا اور التجا کرنا۔ علیٰ ہذا القیاس خلق خدا کی خدمت ہی اس کا قانون ہے اور پھر مجھے پکڑ کر تخت شریف پر بٹھا دیا اور دعا فرمائی اور جب ماحول پر توجہ فرمائی تو خلفاء کو وجد ہو گیا اور وہ اللہ کے نام پر کافی دیر تک رقص کرتے رہے۔ پھر بصد احترام آپؒ کی خدمت اقدس میں نذرانے پیش کئے۔ بعض جن میں سید محمد حسین شاہ۔ جملے شاہ اور باقی دیگر خلفاء تھے۔ اپنی دستاریں اور اپنے سر تخت مبارک پر رکھ دیئے اور ساتھ ہی زبان سے یہ الفاظ کہتے جا رہے تھے۔ یا حضرت ہمارے سر حاضر ہیں ہمارے دل حاضر ہیں ہماری جانیں حاضر ہیں۔ اس مجلس کے اختتام پر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ موہڑہ شریف جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں آپؒ اکیس یوم قیام پذیر رہے۔ تقریباً ۲۲ روز کے بعد دربار عالیہ لکھن شریف واپس تشریف لائے۔ آپؒ کی اس اکیس یومیہ غیر حاضری میں آپؒ نے جس طرح مجھے فرمایا تھا اسی ہدایت کے تحت میں دربار عالیہ لکھن شریف میں کام چلاتا رہا۔ اسی دوران جو نذرانے پیسے کوئی مٹھائی یا پتاشے وغیرہ میرے پاس آتے رہے۔ وہ سب چیزیں میں نے حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی امانت سمجھ کر محفوظ رکھی ہوئی تھیں۔ جب حضرت صاحب قبلہ عالمؒ موہڑہ شریف سے واپس

تشریف لائے ۔ اس روز اساڑھ کی ۱۵ تاریخ تھی ۔ لکھن شریف
میں اساڑھ کا عرس شروع تھا۔ میں عوام الناس کو مغرب کی نماز کی
ادائیگی کی اجازت دے چکا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ تشریف لا
چکے تھے ۔ میں فرصت پا کر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی خدمت میں
حاضر ہوا اور وہ سب چیزیں جو آپؒ کی امانت ہائے میرے پاس پڑی
تھیں ۔ میں نے حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی خدمت میں پیش کیں
حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے قبول فرما کر فرمایا یہ سب چیزیں اٹھا کر
لے جاؤ اور ان کو رکھو اور ہدایت فرمائی ۔ اب جبکہ تم عرس شریف
میں پہلے بیٹھ چکے ہو اس لئے ان چیزوں کو مہمانوں میں استعمال کرو
ان چیزوں کے علاوہ میرے پاس ۲۲ روپے نذرانے کے بھی جمع تھے۔
ان کو بطور امانت رکھنے کا حکم فرمایا ۔ تو دس یوم گزرے تھے کہ
آپؒ نے نذرانے کے پیسے طلب فرمائے اور فرمایا یہ کتنے ہیں میں
نے عرض کیا ۔ حضور یہ ۲۲ روپے ہیں ۔ آپؒ نے ان میں ۲۲
روپے اپنے پاس سے ڈال دیئے ۔ فرمایا یہ لے جاؤ اور اپنے پاس
رکھو میں نے یہ رقم لے جاکر رکھ دی ۔ بیس پچیس روز کے بعد
آپؒ نے پھر رقم طلب فرمائی ۔ میں نے رقم لا کر خدمت میں پیش
کر دی ۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے مجھ سے پوچھا یہ کتنے ہیں ۔
میں عرض کیا حضرت یہ ۴۴ روپے ہیں ۔ پھر مجھ سے استفسار کی پہلے
کتنے تھے اور ان میں کتنے ڈالے گئے تھے ۔ جو اتنے ہو گئے ۔ میں
نے عرض کیا حضور اتنے تھے تو آپؒ نے اس رقم میں ۴۴ روپے
اور ڈال دیئے ۔ پھر فرمایا لے جا کر رکھ چھوڑو ۔ میں نے لے جا کر
کل رقم سنبھال دی ۔ ایک ماہ بعد حضرت صاحب قبلہ عالمؒ کی

خدمت میں ایک آدمی آیا۔ جس کا نام نبی بخش تھا اور قوم اعوان کا ایک فرد تھا۔ وہ کچھ رقم کا طالب ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے مجھے فرمایا اسے ۸ روپے دے دو۔ میں نے تعمیل ارشاد کیا۔ اس کے بعد میری چچا زاد ہمشیرہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی اور کچھ رقم کا مطالبہ کیا۔ اس پر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے مجھے طلب فرما کر ارشاد کیا بھئی آپ کے پاس کچھ پیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپؒ کی امانت کے پیسے میرے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ کیا ان میں سے کچھ خرچ بھی کئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور ان میں سے آپؒ نے نبی بخش کو ۸ روپے دینے کا حکم صادر فرمایا تھا جو میں نے دے دیئے بقایا میرے پاس آپؒ کی امانت کے روپے پڑے ہیں اس پر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے فرمایا۔ باقی کتنے رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا مالک ۸۰ روپے بقایا بچے ہیں۔ آپؒ نے دوبارہ تشریح دریافت فرمائی وہ ۸ روپے کدھر گئے۔ میں نے عرض کیا حضور وہ آپؒ کے حکم کے تحت نبی بخش کو دے دیئے تھے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا۔ اس بی بی کو ۱۴ روپے دے دو۔ میں نے حسب الحکم اپنی چچازاد ہمشیرہ کو ۱۴ روپے دے دیئے پھر ارشاد فرمایا۔ بھئی اب باقی کتنے رہ گئے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور اب ۶۶ روپے بقایا ہیں۔ فرمایا لے جاؤ اور سنبھال کر رکھو۔ اس واقعہ کے ایک ماہ بعد آپؒ نے مجھے یاد فرمایا اور روپوؤں کے متعلق دریافت فرمایا۔ کیوں بھئی کچھ پیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپؒ کے ۶۶ روپے میرے پاس ہیں اور حساب عرض کرنا شروع کر دیا کہ ۸ روپے نبی بخش کو دیئے تھے۔ ۱۴ روپے

چچازاد ہمشیرہ کو دیئے تھے اور بقایا یہ رقم آپؒ کے پیش کر کے سامنے رکھ دی اور عرض کی کہ تمام خرچ آپؒ کے حکم کے تحت ہوا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کیا میں نے خرچ کرنے کے متعلق کہا تھا۔ میں عرض کیا جی آپؒ نے کہا تھا۔ آپؒ نے فرمایا باقی کتنے رہے ہیں؟ میں عرض کیا حضور ٦٦ روپے آپؒ نے اس رقم میں ایک ہزار روپے اور ڈال دیئے۔ فرمایا لے جاؤ اس رقم میں سے جب بھی آپؒ ارشاد فرماتے میں خرچ کرتا رہتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب میں نے اس ہزار روپیہ کے متعلق حساب عرض کرنا چاہا تو آپؒ نے فرمایا کیا ہم نے حساب پوچھا ہے؟ جب ہم پوچھیں گے تو بتلانا۔ پھر فرمایا کوئی حساب باقی نہیں یہ آپ کی امانت ہے جہاں چاہے خرچ کرو۔ جہاں دل نہ چاہے نہ کرو۔

اللہ اکبر کس انداز سے کیسی تربیت دی اور ایمانداری کا سبق پڑھا دیا۔

اس دن کے بعد حضرت عالی جاہؒ نے کوئی حساب کتاب اپنے پاس نہ رکھا بلکہ تمام کی تمام رقم میرے سپرد کر دی جاتی اور ساتھ ہی فرماتے یہ تمہاری امانت ہے لے لو اور پھر حکم فرمایا اب آپ ختم شریف زمیندارہ لنگر اور مہمانوں کا انتظام بھی کیا کریں۔ اسی دوران عرس شریف شروع ہو گیا۔ عرس میں ایک روز آپؒ نے تمام عقید تمندوں خلفاء امراء کو ساتھ لے کر مجھے تخت شریف پر بٹھایا اور میری دستار بندی کر دی۔ جیسے ہی آپؒ نے میری دستار بندی کی اسی لمحہ میری طبیعت کا رجحان جو کہ بچپنے میں تھا بدل کر خدا دوست بن گیا۔ اب ساری ساری رات شب بیداری کرتے ہوئے وظیفوں

میں گزرنے لگی۔ اسی طرح ایک سال گزر گیا اور دوبارہ عرس شریف آگیا۔ اس عرس پر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے میرے سر پر برقعہ پہنا دیا جو کہ موتیے کے پھولوں کا بنا ہوا تھا اور پھر مجھے شرم وحیاء کی تلقین فرما دی۔ اس طرح ایک سال پھر گزر گیا اور عرس کا موقعہ آگیا۔ اس عرس پر حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے مجھے جبہ پہنا دیا اور اس کے ساتھ ایک ٹوپی جس کے اوپر موتی لگے ہوئے تھے اور کچھ شیشوں سے تزئین بھی کی ہوئی تھی اور اس ٹوپی کے ارد گرد موتیے کے پھول بھی لگے ہوئے تھے۔ سامنے کی طرف سے تاج نما بنی ہوئی تھی۔ یہ ٹوپی گندم کی ناڑ سے تیار شدہ تھی۔ وہ مجھے پہنا دی گئی۔ اس جبہ کے پہننے سے میرے دل نے یہ محسوس کیا کہ حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے جو میرے سر پر تاج پہنایا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ "مجھے گدی نشین کیا جا رہا ہے" اس لحاظ سے اس قانون کی قسم دی جا رہی ہے کہ اس قانون کی پابندی کی جائے گی اور جو گلے میں کالا جُبہ پہنایا ہے۔ اس سے "مجھے میری موت حیات یاد کرا دی ہے۔" کوئی بات ادھر ادھر کی نہیں ہو گی۔ اس موقعہ پر تمام عقیدتمند اور خلفاء سب موجود تھے۔ اس موقعہ پر سید غلام یاسین شاہ جو کہ حضرت صاحب قبلہؒ کے خلیفہ بھی تھے اور میرے استاد بھی تھے۔ حضرت صاحب قبلہؒ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ شاہ جی! آج سے یہ ہماری جگہ "آپ سب کا پیر ہے" اور مجھے فرمایا "آپ شاہ جی کو اپنا استاد سمجھیں"۔ وقت گزرتا گیا اور سلسلہ بڑھتا گیا۔ ایک مقام ایسا آیا کہ پیر ثانی صاحب موہڑہ شریف دربار لکھن شریف تشریف لائے۔ انہوں نے اپنی طرف سے مجھے تخت نشین کیا

اس کے بعد ولی عہد دربار عالیہ موہڑہ شریف پیر تطہیر احمد صاحب لکھن شریف تشریف لائے۔ آپ نے اپنی طرف سے مجھے تخت نشین کیا میرے لئے دعا فرمائی اور خود تخت سے نیچے اتر گئے۔ اس واقعہ کے چند ماہ بعد حضرت پیر مرزا صاحب والیان دربار عالیہ کہیاں شریف دربار عالیہ لکھن شریف تشریف فرما ہوئے۔ آپؒ نے مجھے تخت نشین فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ میری دستار بندی بھی کی ان کے بعد حضرت پیر غازی یوسف صاحب صاحبزادہ محترم پیراں پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ دربار عالیہ لکھن شریف تشریف لائے آپ نے بھی اپنی طرف سے مجھے تخت نشین فرمایا اور ہر قسم کی اجازتیں بخشیں۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ سے ایک حافظ جو کہ قاری - غازی - مفتی صاحب تھے دربار عالیہ لکھن شریف تشریف لائے۔ آپ نے بھی مجھے تمام اجازتیں بخشیں اور تخت نشین فرمایا۔

اقوال زریں

اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخش ؒ

۱۔ خدا کی نعمت کا شکر کرو اور اس کا اپنے اوپر اظہار کرو۔

۲۔ جب تک اخلاق و آداب درست نہ ہوں اس کی عبادت و عمل ناقابل قبول ہیں۔

۳۔ دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے بیعت حرام ہے

۴۔ محبوب حقیقی کو پالینے کے لئے صدق یقینی عجز انکسار ایک لازمی امر ہے۔

۵۔ تین آدمیوں کے لئے بہت سے خطرات ہیں۔ ان کے لئے صحیح مسلمان بننا بہت مشکل ہے۔ وہ ہیں سید۔ صاحبزادہ اور عالم۔ اگر یہ تینوں صحیح مسلمان بن جائیں تو لاکھوں انسانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

۶۔ خواہشات اور تصوراتِ باطلہ کو ترک کرنے سے زندگی کو بقا ملتی ہے۔

۷۔ حرام روزی۔ تکبر۔ فحش کلامی۔ بداخلاقی اور دنیا کی محبت فیض حقیقی سے محروم رکھتی ہے۔

۸۔ عرفان الٰہی کے حصول کے لئے حلال روزی۔ سخاوت۔ شفقت۔ ریاضت۔ مجاہدہ۔ صبرو استقلال۔ تقویٰ اور قضا الٰہی پر شاکر رہنا ضروری ہے۔

۹۔ ظلم و تشدد۔ بے جا غصہ اور سنگدلی قابل مذمت ہیں۔

۱۰۔ سنتِ نبویؐ کی پیروی ہر مسلمان کے لئے نہ صرف اس کی عاقبت سنورنے کا موجب بنتی ہے بلکہ عمل پیرا ہونے سے روزمرہ کی زندگی بھی سنور سکتی ہے۔

۱۱۔ دنیاوی مال امانت ہے جب تک اسے واپس نہ کیا جائے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

۱۲۔ تمباکو نوشی مسلمان کی روح کو کمزور کرتی ہے۔

۱۳۔ مرغن غذا دل و جسم میں چربی پیدا کرتی ہیں جس سے دل ذکر الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ درود شریف پڑھنے سے دل اور روح کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔

۱۵۔ چھوٹے بچوں کی دعائیں اس لئے قبول ہوتی ہیں کیونکہ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ جس دل میں ان کے لئے شفقت نہیں وہ پتھر کی مانند ہیں۔

۱۶۔ طریقت میں چوں و چرا کی اجازت نہیں۔

۱۷۔ شریعت جسم ہے اور طریقت جان ہے۔

دیگر اقوال زریں

۱۸۔ روزہ نصف صبر ہے اور صبر نصف ایمان۔

۱۹۔ مومن مسجد میں ایسا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔

۲۰۔ طریقت کی پہلی منزل صبر اور دوسری رضا ہے۔

۲۱۔ شریعت معرفت کا پہلا قدم ہے۔

۲۲۔ طریقت خدمت خلق ہے۔

۲۳۔ احکام شریعت معرفت کا پہلا قدم ہے۔

۲۴۔ صدقہ برائی کے ۷۰ دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔

۲۵۔ ذکر کثیر سے دل منور ہوتا ہے۔

۲۶۔ جو چیز تمہیں رسولؐ دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک۔

شجرہ طریقت

۱۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۔ حضرت محمد قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۔ حضرت امام جعفر صادق
۶۔ حضرت بایزید بسطامیؒ
۷۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ
۸۔ حضرت محمد قاسم گورگانیؒ
۹۔ حضرت بو علیؒ
۱۰۔ خواجہ محمد یوسفؒ
۱۱۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ
۱۲۔ خواجہ محمد عارفؒ
۱۳۔ خواجہ محمودؒ
۱۴۔ حضرت بو علی رامتنیؒ
۱۵۔ حضرت بابا سماسیؒ
۱۶۔ حضرت میر کلالؒ
۱۷۔ شاہ بہاؤالدینؒ
۱۸۔ شاہ علاؤالدینؒ
۱۹۔ حضرت محمد یعقوب چرخیؒ
۲۰۔ شاہ عبیداللہؒ
۲۱۔ خواجہ محمد زاہدؒ
۲۲۔ خواجہ محمد درویشؒ
۲۳۔ خواجہ ا یکنگیؒ
۲۴۔ حضرت باقی باللہؒ
۲۵۔ حضرت احمد مجدالف ثانیؒ
۲۶۔ حضرت سید شاہ حسینؒ
۲۷۔ خواجہ عبدالباسطؒ
۲۸۔ سید عبدالقادر احمدؒ
۲۹۔ سید محمودؒ
۳۰۔ سید عبداللہؒ
۳۱۔ سید عنایت اللہؒ
۳۲۔ خواجہ حافظ احمدؒ
۳۳۔ خواجہ عبدالصبورؒ
۳۴۔ خواجہ گل محمدؒ
۳۵۔ خواجہ عبدالمجیدؒ
۳۶۔ خواجہ عبدالعزیزؒ
۳۷۔ حضرت سلطان محمد ملوکؒ
۳۸۔ حضرت خواجہ نظام الدینؒ
۳۹۔ حضرت خواجہ محمد قاسمؒ
۴۰۔ حضرت محمد بخش صاحبؒ
۴۱۔ حضرت خواجہ محمد عارف حسینؒ

ختم شریف

حضرت خواجہ صاحبؒ ساری زندگی درود شریف اور وظائف پڑھتے رہے تھے۔ ان وظائف کو ختم شریف کہا جاتا ہے۔ آپؒ یہ کلام پڑھنے کے لئے اپنے مریدین کو سکھاتے تھے۔ ان وظائف کو آپؒ خود اور اپنے مریدین کو دھیمی آواز سے ذکر کراتے تھے۔ لیکن کلمہ طیبہ کا ذکر بلند آواز سے کیا جاتا تھا۔ ختم شریف کے وظائف اہل طریقت کی سعادت اور دین و دنیا کے منافع کے لئے درج ہیں۔

۱۔ درود شریف ۱۰۰ بار یا ۵۰۰ بار

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ ○

۲۔ تسمیہ ۱۱ بار یا ۲۱ بار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

٣۔ کلمہ طیبہ ۱۱ بار یا ۲۱ بار

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ○

٤۔ کلمہ تمجید ۱۱ بار یا ۲۱ بار

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ○

٥۔ درود ابراہیمی ۱۱ بار یا ۲۱ بار

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ

اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد ○

۶۔ آیۃ الکرسی ۱۱ بار یا ۲۱ بار

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○

۷۔ آیۃ کریمہ ۳۳ بار یا ۱۰۰ بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ○

۸۔ استغفار ۳۳ بار یا ۱۰۰ بار

اَسْتَغْفَارُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ○

۹۔ سورہ فاتحہ ۴۱ بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ط اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ ط اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ط
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ط آمِیْن

○

١٠۔ سورہ اخلاص — ١٠٠ بار

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ يَلِدۡ وَ لَمۡ
يُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

١١۔ وظائف نظریہ — سب اکیس اکیس بار

اَللّٰهُ الۡحَسِيۡبُ — يَا حَيُّ يَا قَيُّوۡمُ
يَا لَطِيۡفُ — يَا ذُوالۡجَلَالِ وَالۡاِكۡرَامِ
يَا مُجِيۡبُ السَّمِيۡعُ — يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ
يَا وَهَّابُ — يَا غَفُوۡرُ يَا رَحِيۡمُ
يَا بَارِئُ — يَا جَوَّادُ يَا كَرِيۡمُ
يَا قَابِضُ — يَا عَلَّامَ الۡغُيُوۡبِ

يَا عَلِيُّ الۡعَظِيۡمُ

١٢۔ — سب گیارہ گیارہ بار

يَا وَدُوْد يَا عَطُوْفُ - يَا بَاسِطُ - يَا كَبِيْرُ الْمُتَعَالِ - سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْم - يَا بَدِيْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ - بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْن - يَا اللّٰه يَا رَحْمٰنُ -

۱۳- صَلٰوةُ الخَوْفُ ۵ بار

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَنَا اَمَانًا مِّنْ كُلِّ خَوْفٍ ○

۱۴- ۱۱ بار

يَا قَاضِيُ الْحَاجَاتُ - يَا حَلَّ الْمُشْكِلَاتُ - يَا دَافِعُ الْبَلِيَّاتُ - يَا مُعْطِيُّ الْخَيْرَاتُ - يَا مُجِيْبُ الدَّعْوٰتُ - يَا مُسَبِّبُ الْاَسْبَابُ - يَا مُفَتِّحُ الْاَبْوَابُ - اَللّٰهُمَّ يَا خَيْرَ الرَّازِقِيْن يَا

اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ○

۱۵۔ تین تین بار

یَا بَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ۔ یَا شَافِیْ اَنْتَ الشَّافِیْ۔ یَا کَافِیْ اَنْتَ الْکَافِیْ۔ یَا مَافِیْ اَنْتَ الْمَافِیْ یَا ھَادِیْ اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقْ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوَ۔ یَا صِدِّیْق یَا عُمَرْ یَا عُثْمَانْ یَا حَیْدَر۔ حق اللہ موجود اللہ پاک اللہ بے عیب اللہ ما فی قلبی خیر اللہ۔ نورِ محمد صَلِّ علیٰ حُسْنِ کمال رَسُولَ اللہ۔ سَرَ پر تاج شفاعت کا حوراں گُند کے لیایاں سہرا پہنے نبی رسول اللہ۔

۱۶۔ بلند آواز سے بار بار پڑھنا ۷ بار یا ۱۱ بار

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ○

۱۷۔ صلوٰۃ و درود شریف — ایک ایک بار

صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِنَا وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی بَشِیْرِنَا وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی نَذِیْرِنَا وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی کَرِیْمِنَا وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی رَحِیْمِنَا وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی نُوْرِ عَرْشِهٖ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی یَا طٰهٰ نَا وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی یٰسِیْنَا وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی یَاۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلٰی یَاۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

۱۸۔ صلوٰۃِ اکبر یا دُرودِ اکبر　　　　　ایک ایک بار

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفِیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قُرَیْشِیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَکِّیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَدَنِیَّ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنِ اخْتَارَہُ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ عَظَّمَہُ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَضْرَۃَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَحْمَۃَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْحَوْضِ وَالْکَوْثَرِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الشَّفَاعَۃِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ النِّعْمَۃِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتِمَ النُّبُوَّۃِ وَالرِّسَالَۃ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْمَدَنِیِّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْحَرَمِیِّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْعَرَبِیِّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ التِّہَامِیِّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْہَاشِمِیِّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْقُرَشِیِّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الذَّکِیِّ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْاُمِّیِّ

۱۹۔ بلند آواز سے کلمہ طیبہ بار بار پڑھنا ۷ بار یا ۱۱ بار

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

۲۰۔ مراقبہ تین بار

وظائف پڑھنے کے بعد مراقبہ کرنا چاہئے۔ منہ سینہ کے بائیں طرف دل کی طرف کرے اور آنکھیں بند کر کے توجہ دل کی طرف کرے اور زبان منہ میں تالو کے ساتھ لگائیے۔ سانس اندر لے جاتے وقت اللہ کہنا چاہئے اور جب باہر جائے تو ہو کہنا چاہئے اور بار بار یہ عمل کرنا چاہئے۔ ہر قسم کے خیالات کو ذہن سے نکالنا چاہئے تاکہ توجہ صرف اللہ کی طرف رہے۔ مراقبہ کا طریقہ مرشد کی محفل ذکر میں بیٹھ کر سیکھنا چاہئے جس کا مراقبہ کامیاب ہو گا وہ اعلیٰ درجات حاصل کرنے کی خوبیاں رکھتا ہے۔ حضرت خواجہ پیر محمد بخش صاحبؒ کی مجلس ذکر میں مراقبہ کے دوران بعض لوگوں کو وجد ہو جاتا تھا اور کافی دیر تک وہ وجد میں رہتے اور دل میں اللہ ہو کا ذکر جاری رہتا۔

۲۱۔ بعض اوقات وظائف کے بعد ختم قرآن پاک بھی پڑھا جاتا ہے

اور اس کے بعد دعا مانگی جاتی ہے۔

دیگر وظائف

حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحبؒ نے فرمایا:۔

ا۔ اگر کوئی شخص بے روز گار ہے تو فجر کی نماز کے بعد "اَللّٰهُ الْحَسِيْبُ" ایک ہزار بار پڑھنا چاہئے ۔ اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھنا چاہئے ۔ درود شریف زیادہ بھی پڑھا جا سکتا ہے یہ عمل ۴۱ دن کرنا چاہئے ۔ اگر ہو سکے تو ہمیشہ پڑھے ۔ اللہ کامیابی عطا فرمائے گا۔

۲۔ اگر کوئی شخص مصیبت میں پھنسا ہو ۔ بیماری مقدمہ یا خانہ بربادی ہو بعد از نماز عشاء ۱۰۵۱ بار مندرجہ ذیل وظیفہ پڑھے ۔

يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبْ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْع ○

اول و آخر ۲۱ ۔ ۲۱ بار درود شریف پڑھے ۔ یہ عمل ۴۱ دن تک کرے ۔ اگر ہو سکے تو ہمیشہ پڑھے اپنی مشکل کو سامنے رکھ کر اپنے سر سے کپڑا اتار دے اور دعائے التجا کرے بہتر یہ ہے کہ آسمان کی چھاؤں میں بیٹھ کر پڑھے ۔ اگر سردی کا موسم ہو اور باہر نہ بیٹھ سکے تو دعا کی وقت آسمان کو

ضرور دیکھے۔ اللہ تعالی کامیابی عطا فرمائے گا۔

۳۔ اگر کوئی شخص بے روزگار مشکلات اور مقدمات میں ہے تو نماز عصر کے بعد "اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ" ۵۰۰ بار پڑھے اگر ہو سکے تو ہمیشہ پڑھتا رہے۔ اللہ تعالی کامیابی نصیب فرمائے گا۔

سورہ تغابن

اگر کوئی مقدمات بیماریاں یا مشکلات میں ہے تو اسے ہر روز بعد نماز فجر پانچ یا سات بار سورہ تغابن کا وظیفہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیماریاں اور مشکلات سے نجات ہو جائے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

یا الٰہی سربسجدہ ہوں دعا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ ؐ کے واسطے

نفس سرکش کے فریبوں سے بچا یا رب مجھے
حضرت صدیق اکبر با وفا کے واسطے

جذبہ توحید سے دل کو مرے آباد رکھ
حضرت سلمان شاہ اولیاء کے واسطے

حضرت قاسم کا صدقہ دے مجھے فقروغنا
جعفر صادق قطب دو سرا کے واسطے

معرفت کا شوق دے بہر جناب بایزیدؒ
بوالحسنؒ خرقانی حق آشنا کے واسطے

پیر کامل قاسم گورگانیؒ عالی جناب
اور جناب بو علیؒ صاحب سخا کے واسطے

خواجہ یوسفؒ کے صدقہ شاد رکھ پروردگار
عبدالخالق غجدوانیؒ مقتدا کے واسطے

حضرت عارفؒ کا صدقہ گناہ گاری سے بچا
فضل کر محمودؒ خیرالاولیاء کے واسطے

بوعلی رامتنیؒ کا ساتھ محشر میں رہے
حضرت بابا سماسیؒ پیشوا کے واسطے

دے شفا یا رب طفیل حضرت میر کلالؒ
شاہ بہاؤالدینؒ خواجہ رہنما کے واسطے
دین و دنیا کی سعادت دے مجھے خوش حال رکھ
شاہ علاؤالدین شیخ اصفیاء کے واسطے
آبرو دے خواجہ یعقوبؒ چرخی کے طفیل
شاہ عبیداللہؒ نور ہدی کے واسطے
علم دے اخلاص دے روح عبادت دے مجھے
شاہ محمد زاہدؒ نور ہدی کے واسطے
خواجہ درویشؒ کا صدقہ دکھا اپنا جمال
خواجہ ایکنگیؒ امام حق نما کے واسطے
سرور کونینؐ کی یا رب زیارت ہو نصیب
باقی باللہؒ مقبول الدعا کے واسطے
حضرت احمد مجدد الف ثانیؒ کی نظر
مجھ پہ ہو سید حسینؒ آل رضا کے واسطے
دے ہمیشہ کے لئے ایمان کی دولت مجھے
خواجہ عبدالباسطؒ صاحب عطا کے واسطے
سنت نبیؐ میں گزرے عمر میری سر بسر
سید عبدالقادرؒ حق آشنا کے واسطے
سید محمودؒ کا صدقہ مجھے عرفان دے
سید عبداللہؒ کے صدقے رکھ ثناء کے واسطے
حضرت سید عنایت اللہؒ کا رکھ مجھ کو غلام
باب رحمت کھول دے اپنا گدا کے واسطے

سرخرو رکھ حافظ احمدؒ کے طفیل
حضرت عبدالصبورؒ مقتدا کے واسطے

کر کرم یا رب جناب گل محمدؒ کے طفیل
حضرت عبدالمجیدؒ بے ریا کے واسطے

آرزو پوری ہو میری صدقہ عبدالعزیزؒ
خواجہ سلطانؒ ملوک بادشاہ کے واسطے

شاہ نظام الدینؒ کے صدقے بچا غم سے مجھے
دے خوشی خواجہ قاسمؒ امام اولیاء کے واسطے

یا الٰہی دو جہاں میں روشنی ایمان کی
دے محمد بخشؒ میرے پیشوا کے واسطے

رحم کر مجھ پہ یا رب مشکلیں آسان کر
حضرت خواجہ محمد عارف رہنما کے واسطے

فضل کر یا رب مشکلیں آسان کر
حضرت خواجہ سرور سلطان پیشوا کے واسطے

از نصرت نوشاہی شرقپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

خدایا دور سب آزار کر دے ۔۔۔ سراپا مجھ کو نیک اطوار کر دے
بحق مصطفیؐ سن التجائیں ۔۔۔ مرا دل مخزن انوار کر دے
بحق حضرت صدیق و سلمان ۔۔۔ کرم مجھ پر تو بخشنہار کر دے
بحق قاسم و جعفر خدایا ۔۔۔ بچا غفلت سے دل بیدار کر دے
بحق با یزیدؒ عالم بنا دے ۔۔۔ بحق بو الحسنؒ دین دار کر دے
بحق خواجہ قاسمؒ شیخ ملت ۔۔۔ جہاں میں فقر کا مختار کر دے
بحق خواجہ بو علیؒ و یوسف ہمدانؒ ۔۔۔ مجھے شیطان سے ہشیار کر دے
بحق خواجہ عبدالخالقؒ صاحب ۔۔۔ نگاہ فقر کو تلوار کر دے
بحق خواجہ عارفؒ اور محمودؒ ۔۔۔ مجھے توحید سے سرشار کر دے
بحق بو علیؒ - بابا سماسیؒ ۔۔۔ نصیب اپنا مجھے دیداز کر دے
بحق میر کلالؒ زندہ دل رکھ ۔۔۔ غلام سید ابرارؐ کر دے
بحق شاہ بہاؤالدینؒ خواجہ ۔۔۔ نبیؐ کے عشق میں بیمار کر دے
بحق شاہ علاؤالدینؒ یا رب ۔۔۔ مجھے خاک در سرکارؐ کر دے
بحق حضرت یعقوب چرخیؒ ۔۔۔ مجھے دنیا میں خوش اطوار کر دے
بحق شاہ عبیداللہؒ احرار ۔۔۔ مجھے ہر رنج سے احرار کر دے
بحق خواجہ زاہدؒ اور محمد درویشؒ ۔۔۔ تمنائیں مری گلزار کر دے
بحق خواجہ ایکنگیؒ الٰہی ۔۔۔ مرا برکت سے پر گھر بار کر دے
بحق باقی باللہؒ خواجہ ۔۔۔ میں ادنی ہوں مجھے سردار کر دے

بحق شاہ مجدد الف ثانیؒ عطا عرفان کے اسرار کر دے
بحق شاہ حسینؒ اے خالق کل بہشتوں کا مجھے حقدار کر دے
بحق خواجہ عبدالباسطؒ حضرت بہت اونچا مرا کردار کر دے
بحق سید عبدالقادر احمدؒ غموں سے مری کشتی پار کر دے
بحق حضرت محمودؒ خواجہ محبت کا علمبردار کر دے
بحق سید عبداللہؒ یا رب جہالت سے مجھے بیزار کر دے
بحق شاہ عنایت اللہؒ مرشد مری ہستی گل و گلزار کر دے
بحق حافظ احمدؒ زندگی میں مجھے یا رب سکوں آثار کر دے
بحق عبدالصبورؒ اے مالک الملک مجھے خاک در اخیار کر دے
بحق گل محمدؒ پیر کامل یا اللہ مجھے خود دار کر دے
بحق عبدالمجیدؒ اے سب کے داتا عنایت کی نظر یکبار کر دے
بحق عبدالعزیزؒ قطب عالم مرے رستے سے دور اب خار کر دے
بحق سلطانؒ ملوک اے وارث کل سدا روشن مرے افکار کر دے
بحق شاہ نظام الدینؒ عالی مجھے علم و عمل کا یار کر دے
بحق خواجہ قاسمؒ الٰہی مجھے تو صاحب اذکار کر دے
محمد بخش خواجہؒ کے واسطے نصیب اپنا مجھے دیدار کر دے

طفیل حضرت خواجہ عارف
دل مرا پر انوار کر دے
بحق حضرت خواجہ سرور سلطان
مجھے صاحب اسرار کر دے

از نصرت نوشاہی شرقپوری

سلام

۱۔

اگر کچھ لینا ہے سائل تو آ جا شادمانی سے
محمد بخشؒ دیتے ہیں بڑی خندہ پیشانی سے

۲۔

السلام اے خواجہ محمد بخشؒ صاحب ذی وقار
السلام اے مرد حق صبح ازل کے راز دار
السلام اے پیشواء صوفیاں صد افتخار
السلام اے درد و غم کے تاجدار
السلام اے پیکر تقلید حق صدق و صفات
السلام اے سرتاپاء زہد و عمل صبر و رضا
السلام اے مستحق نعمت صد اولیاء
السلام اے آفتاب نقشبند حسن وفا
السلام اے گفتگوئے وارث خلق نبیؐ
السلام اے شمع بزم ارتباب آستی
السلام اے پائیدار حرمت قطب و ولی
السلام اے آفتاب آسمان آگہی
السلام اے آشنائے رازدار بندگی
السلام اے امتیاز درجہ ہائے بندگی
السلام اے شمع قاسم شادمان و کامران
السلام اے چارہ صد بے کسان و ناتواں
السلام اے شیریزدان راحت پیر و فقیر
السلام اے حامی اسلام شان و بے نظیر
السلام اے خواجہ عارف حسینؒ
نام لیوا فاتح بدرو حنین

۳۔

سلام اے آفتاب معرفت اے قطب ربانی
سلام اے حضرت خواجہ محمد بخشؒ محبوب سبحانی

سلام اے پیشوائے عارفاں اے بحر عرفانی
سلام اے راحت قلب و جگر تسکین روحانی

سلام اے صاحب جان ولایت فخر سلطانی
سلام اے شمع بزم ہدایت نور ایمانی

سلام اے پیر منظور نگاہ صمدانی
سلام اے پنجتن کے پیار کی تنویر تابانی

سلام اے واقف سرنہانی گنج نورانی
سلام اے رحمت اللعالمین کے لاڈلے جانی

سلام اے فیض یاب نقشبند اے شیر یزدانی
سلام اے والی تکھن شریف اے شیخ لاثانی

سلام اے خواجہ قاسمؒ کے گوہر درخشانی
سلام اے رہبر کامل سلامؔ اے فیض نورانی

سلام اے خواجہ عارف کے پدر گل افشانی
سلام اے محرم دل اے حکیم درد پنہانی

۴۔

حضرت خواجہ محمد بخشؒ جان اولیاءؒ
مشعل راہ طریقت صاحب مہر وفا

آفتاب معرفت اے رہنما پیشوا
آپ مقصود نگاہ مرتضیٰ و مصطفیٰ

آپ کے اسم گرامی کا وظیفہ بندگی
آپ کا فرمان عالی ہے پیام زندگی

حضرت خواجہ محمد قاسم رح موہڑہ شریف مری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کنز الہدایت

سوانح حیات

حصہ دوئم

قطب زماں

مرشد کامل امام الاولیاء رہنمائے عوام الناس

حضرت پیر خواجہ محمد عارف حسینؒ صاحب

حسب الارشاد حضرت خواجہ پیر محمد سرور سلطان صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ دربار لکھن شریف جلو موڑ لاہور

تاریخ ولادت۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۵ء بمطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بروز جمعۃ المبارک

تاریخ وصال۔ ۲۶ مارچ ۱۹۹۰ بمطابق ۲۸ شعبان ۱۴۱۰ھ بروز پیر

کل عمر مبارک ۷۵ سال

باجازت حضرت خواجہ پیر محمد سرور سلطان صاحب سجادہ نشین دربار لکھن شریف جلو موڑ لاہور فون نمبر 042-6580950

تاریخ اشاعت ۲۹ جون ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

فہرست مضامین (حصہ دوم)

صفحہ	عنوان	نمبر شمار

حضرت پیر خواجہ محمد عارف حسین صاحبؒ

حالات و واقعات حضرت پیر صاحبؒ

حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحبؒ بحیثیت کاشتکار ایک اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔ کیونکہ کافی زمینوں کے مالک تھے۔ خود اپنی نگرانی میں زراعت کا کام کرتے تھے۔ اور رزقِ حلال کماتے تھے۔ اور ایک مبلّغ کی حیثیت میں بھی بہترین مقام رکھتے تھے۔ مریدین اور دیگر ملاقاتی حضرات کو اکثر تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ مریدین کی اخلاقی و روحانی تربیت کرتے تھے۔ روحانی بصیرت اس حد تک تھی لوگوں کے دُور دُور تک کے حالات و واقعات بھی آپ پر منکشف ہو جاتے تھے۔ دینی و دنیاوی دونوں میں درجۂ اوّل کی شخصیت رکھتے تھے۔ اگرچہ مال و اولاد کثرت سے تھی۔ لیکن مریدین سے رابطہ زیادہ تھا۔ اہلِ خانہ کو وقت بہت کم دیا کرتے تھے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد کا خاص خیال رکھتے تھے ہر ماہ گیارھویں شریف کے موقع پر ختم شریف پڑھا جاتا تھا اور محفلِ ذکر و نعت خوانی ہوتی تھی روزانہ بعد نمازِ مغرب محفلِ ذکر ہوتی تھی۔ سیاست میں حصہ نہ لیتے تھے آپ سیاسی بحث یا فرقہ وارانہ بحث میں نہیں الجھتے تھے۔ سیاسی و مذہبی جلسوں میں بھی نہ جاتے تھے۔ صرف عرس کی محفلوں میں بعض اوقات تشریف لے جاتے تھے۔ جب بھی لوگ آپ کے پاس بیٹھتے دل ذکر کی طرف مائل ہو جاتا۔

راجپوت

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ مؤلف نے حضرت خواجہ پیر صاحب سے سوال کیا۔ کہ کتاب گلزارِ طریقت میں آپ کے خاندان کے بارے میں لکھنا ہے۔ کہ آپ راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم "لاجپوت" خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے اس وقت لاجپوت کا لفظ تو لکھ دیا تھا۔ مزید سوال کرنے یا بحث کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کئی دفعہ میں سوچا کرتا تھا۔ کہ یہ لفظ آپ نے کیا لکھوایا ہے۔ صرف یہی سمجھ سکا تھا کہ تمام مریدین کی لاج رکھنے والے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

گاؤں کی سڑک بن گئی

فیروز دین ولد برکت علی ساکن گاؤں اولکھ بھالیکے ضلع گوجرانوالہ راوی ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں اور میرے حضرت پیر صاحب دربار لکھن شریف سے میرے گاؤں تشریف لارہے تھے۔ اور آپ کے خلیفہ رحمت اور محمد حسین قصور والا اور میں انکے ساتھ تھا۔ جب ہم ایک سٹاپ جس کا نام نوکھر منڈی ہے۔ جو کہ ہمارے گاؤں سے نو یا دس کلو میٹر دور ہے۔ وہاں پہنچے تو ہم سب

حضرت پیر صاحب کے ساتھ ایک تانگہ پر سوار ہوئے۔ جس کا کوچوان جبّار تھا۔ جب تانگہ قلعہ بے سنگھ پہنچا۔ تو نمازِ ظُہر کا وقت ہو چکا تھا۔ ہم سب نے وضو کر کے حضرت پیر صاحب کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم نے باتیں شروع کیں۔

تب باتوں باتوں میں حضرت پیر صاحب نے مجھ سے فرمایا فیروز تم اچھے ہو۔ تمہارا گاؤں بھی اچھا ہے۔ لیکن تمہارے گاؤں کا راستہ اچھا نہیں۔ تب میں نے بابا جی سے کہا کہ آپ دعا فرمائیں۔ کہ ہمارے گاؤں کا یہ راستہ ٹھیک ہو جائے ،اور آپ کو ہمارے گاؤں آنے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ تب حضرت پیر صاحب نے دعا کی اور پھر ہمارے گاؤں تشریف لائے۔ ہم نے دیکھا کچھ ہی دنوں بعد ایک گاؤں جس کا نام تھابل تھا۔ اس کی طرف سے ہمارے گاؤں کی طرف سولنگ لگنا شروع ہو گئی۔

پھر میں ایک دن دربار لکھن شریف گیا۔ تو میری ملاقات حضرت پیر صاحب سے ہوئی۔ آپ نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تمہارے گاؤں کی سڑک بن گئی ہے۔نو کھر کی طرف سے نہیں بنی لیکن تھابل کی طرف سے سولنگ لگ رہا تھا۔ پھر حضرت پیر صاحب نے مجھے کہا۔ جس طرف سے خیال تھا اسی طرف سے بن جائے گی۔ اس کیلیے آپ نے دعا کی اسکے بعد ہمارے پیر صاحب نے دربار لکھن شریف میں دعا کی۔ اسکے بعد ہمارے گاؤں کی سڑک منظور ہو گئی۔

ظاہری درویشی سے پرہیز

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخش صاحبؒ کے وصال کے بعد تو میری دنیا ہی بدل گئی۔ دن کو روزہ رکھنا اور رات کو عبادت میں مصروف رہنا اور جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ اور درویشی کا سبز رنگ کا کُرتہ پہنا ہوا تھا، اور ایک دفعہ کنویں پر بوکا سے پانی نکال رہا تھا۔ حضرت خواجہ محمد بخش صاحبؒ ظاہری شکل میرے قریب تشریف لائے۔ آپ نے اس لمبے کُرتے کو میری گردن کے پیچھے سے پکڑا اور فرمایا کہ اس ظاہری درویشی کے کُرتے کو اتار دو اور آنے جانے والے مریدین کی خدمت کرو۔

دربار عالیہ کا تخت

ایک دفعہ حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ میں سجادہ نشین ہونے کے کچھ عرصہ بعد سحری کے وقت عبادت میں مصروف تھا۔ کیا نظارہ دیکھتا ہوں۔ کہ حضور نبی کریمؐ اور چاروں خلفاء دربار شریف میں تشریف لائے۔ حضورؐ کے ہاتھ مبارک میں ایک رجسٹر تھا۔ جس میں اولیائے کرام کے نام لکھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے اس

رجسٹر میں میرا نام درج فرمالیا۔ حضرت پیر صاحبؒ نے فرمایا کہ حضور اکرمؐ اور آپکے چاروں خلفاء دربار شریف میں رکھے ہوئے تخت پر بیٹھے تھے۔ اور وہ تخت اب بھی موجود ہے۔ جس کی لوگ زیارت کرتے رہتے ہیں۔

آپ کی تعلیم

حضرت پیر صاحب کی ظاہری تعلیم اگرچہ مڈل تک تھی۔ لیکن آپ اعلیٰ روحانی درجات کی وجہ سے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل حل کر جاتے تھے۔ اور عجیب و غریب نکات بیان کرتے تھے۔ کہ عقل دنگ رہ جاتی تھی۔

مرید کی خبرگیری

فیروز دین ولد برکت علی راوی ہیں کہ ایک رات جبکہ گرمیوں کے دن تھے۔ ہم سب گھر والے سوئے تھے۔ اور میرا بیٹا عبدالمجید دکان پر سویا ہوا تھا اور اسکے قریب مختار نامی ایک آدمی سویا ہوا تھا۔ جو کہ ہماری دکان میں گھڑیاں مرمت کرتا تھا۔ جب رات کا دوسرا پہر ہوا۔ تو حضرت پیر صاحب تشریف لائے اور میرے بیٹے کو ملے۔ میرے بیٹے نے درود شریف پڑھنا شروع کردیا۔ اور پھر

حضرت پیر صاحب گھر تشریف لے گئے۔ اور عبدالمجید کی امّی کو ملے اور خیریت دریافت کی۔ اور میرے متعلق پوچھا میں بھینسوں کے پاس سویا ہوا تھا۔ کیونکہ دیوار گری ہوئی تھی۔ اور میں ان کے پاس اپنی چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ حضرت پیر صاحب نے مجھے آواز دی۔ اور میں جی ہاں کہہ کر پھر سو گیا۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ تب حضرت پیر صاحب نے زور سے آواز دے کر مجھے جگایا۔ اور میں نے اُٹھ کر آپ کا دیدار کیا۔ اور سلام کہا۔ حضرت پیر صاحب نے مجھے چند آیات پڑھنے کیلئے بتائیں اور فرمایا کہ یہ بائیسویں پارے کی فلاں آیات ہیں۔ انکو یاد کرکے وظیفہ کیا کرو۔ اس کے بعد حضرت پیر صاحب تشریف لے گئے۔ جب میں صبح اٹھا تو میں نے نماز کیلئے وضو کیا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اور بائیسویں پارے میں وہی آیات دیکھیں۔ صبح بیٹے مجید نے اپنی والدہ صاحبہ سے حضرت پیر صاحب کے متعلق بتایا۔ تو اسکی والدہ نے بھی یہ واقعہ اسکو بتایا کہ حضرت پیر صاحب تو مجھے بھی ملے تھے۔ تو میں نے ان دونوں سے اس بات کا ذکر نہ کیا اور چند دن کے بعد میں حضرت پیر صاحب سے ملاقات کیلئے لکھن شریف لاہور گیا آپ سے سلام لینے کے بعد میں پیچھے بیٹھ گیا۔ حضرت پیر صاحب نے دو تین مرتبہ مجھ سے پوچھا کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ پھر میں وہ آیات سنانے کیلئے آگے بڑھا۔ آپ نے پوچھا کہ بس تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

مؤلف کے بیعت ہونے کا واقعہ

(از ڈاکٹر خلیل احمد خلیل)

جب میں ۱۹۶۷ء میں حضرت پیر صاحب کے دست مبارک پر بیعت ہوا۔ تو آپ نے نہایت ہی خاص توجہ فرمائی۔ اور مجھے وجد طاری ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک اللہ کے ذکر میں مگن رہا۔ اور بے ہوش ہوا۔ ان دنوں ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد مکانوں کا بندوبست بہتر نہیں تھا۔ مریدین کے ٹھہرنے کا انتظام مشکل ہو چکا تھا۔ دربار شریف میں مونجی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ بابا روشن دین کی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی کہ وہاں مونجی کے ڈھیروں کے قریب نگرانی کیلئے لیٹنا ہے۔ میں دل میں سوچنے لگا کہ میں کہاں رات کو آرام کروں گا۔

حضرت پیر صاحبؒ نے میرے دل کا حال معلوم کر لیا۔ اپنے کمرے سے باہر آ کر بابا روشن دین سے فرمانے لگے۔ کہ تم دوسرے کمرے میں چلے جاؤ۔ اور شیخ صاحب کو اپنے بستر پر لیٹنے دو۔ جب وہاں سو گیا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ صحن میں مونجی بکھری ہوئی ہے۔ اور حضرت پیر صاحب نے جھاڑو اپنے ہاتھ مبارک میں پکڑا ہوا ہے۔ اور جھاڑو سے مونجی اکٹھی کر رہے ہیں۔ میں نے لیٹے ہوئے سر اٹھا کر دیکھا۔ اور سوچا کہ یہ کام تو مَیں نے کرنا تھا۔ حضرت پیر صاحب کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ مرید ہونے کے بعد پہلی رات

یہ نظارہ دیکھا۔ اور تقریباً ۳۲ سال ہو چکے ہیں وہی نظارے آج تک قائم ہیں۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ آج تک میری سرپرستی فرمارہے ہیں۔

مؤلف کی شادی کا واقعہ

بندہ کی شادی ۱۹۷۴ء میں ہوئی تھی۔ شادی سے پہلے جب منگنی ہونے والی تھی۔ شادی کا حساب لگوانے کیلئے لکھن شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت پیر صاحب سے حساب لگوایا تو یہ معلوم ہوا۔ کہ شادی کامیاب نہیں رہے گی۔ اور یہ کہ طلاق کا خطرہ ہے۔ حضرت پیر صاحب نے مراقبہ کیا چند منٹ کے بعد فرمانے لگے تمہارا حساب درست کر دیا ہے۔ بندہ اکثر جب حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور دیگر لوگ بھی جب دعا کیلئے حاضر ہوتے تو فرماتے اچھا اللہ تعالیٰ کام بہتر کردے گا۔ لیکن میرے کام کیلئے خاص توجہ سے فرمایا کہ تمہارا معاملہ درست کردیا ہے۔ شروع سے آج تک تمام معاملات درست چل رہے ہیں۔ انشاء اللہ۔ شادی کے بعد جب پہلے دو بچے فوت ہوگئے ۔ حضرت پیر صاحب نے اٹھرا کا ایک نسخہ عطا فرمایا اور دعا بھی کی۔ اور جب تیسری دفعہ بچے کی پیدائش ہونے والی تھی پھر آپ نے پوری توجہ سے دعا کی اور فرمانے لگے ہمیں بھی فکر ہے۔

اپنے بڑے لڑکے طاہر خلیل کی پیدائش سے ایک دن پہلے خواب میں دیکھا۔ کہ ہمارے پُرانے مکان میں حضرت پیر صاحب اور آپ کے والد محترم حضرت خواجہ محمد بخشؒ ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت پیر صاحب مجھے فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشانی آگئی ہے۔ تو میں مکان کے مگھّ کی طرف دیکھنے لگا۔ مٹی کا ایک ڈھیلا آیا اور گر کر ٹوٹ گیا۔ میں نے حضرت پیر صاحب سے کہا۔ ایک ڈھیلا آیا تھا۔ وہ ٹوٹ گیا ہے فرمایا یہ نہیں۔ پھر دوبارہ دیکھو۔ پھر ایک غیبی ہاتھ ظاہر ہوا۔ اس میں جنت کی خوشبودار مٹی کا "ڈھیلا" آیا حضرت پیر صاحب نے یہ فرمایا۔ یہ ٹھیک ہے۔ یہ جنت کی خوشبودار مٹی ہے۔ میں نے وہ مٹی کھالی۔ دوسرے دن جب طاہر خلیل کی پیدائش ہونے والی تھی۔ اسکی والدہ کو درد زہ شروع ہوئی۔ دو تین دائیوں اور نرسوں کو بلایا گیا۔ اسکی پیدائش نہ ہو سکی پھر ایک لیڈی ڈاکٹر آئی۔ اس نے چیک کر کے بتایا بچہ تو فوت ہو چکا ہے۔ اچھی طرح کوشش کر کے اسکی پیدائش تو کرواتی ہوں تو اس نے بچہ کو ایک ٹیکہ لگا دیا اور وہ رونے لگا اور درست ہوا۔

اصل میں معاملہ خواب میں دکھا دیا گیا تھا۔ مٹی کا ڈھیلا تو ٹوٹ گیا۔ بعد میں جنت کی خوشبودار مٹی کا ڈھیلا آیا تھا۔ گویا حضرت پیر صاحب نے اللہ تعالیٰ سے بچہ کی زندگی کی خاص طور پر منظوری حاصل کی اس کے بعد آپ کی دعا سے دوسرے لڑکے طارق خلیل اور تیسرے لڑکے عامر خلیل کی پیدائش ہوئی۔

غائب کا علم

صوفی لیاقت علی نقشبندی اوکاڑوی نے بیان کیا۔

۱۔ میں ایک دفعہ حضرت پیر صاحب کے ساتھ پاکپتن شریف گیا۔ دوسرے دن آپ نے فرمایا۔ اوکاڑہ میں اپنے بہن بھائیوں سے مل لینا۔ ہم بورے والا سے ہو کر واپسی پر تجھے لے لیں گے۔ میں نے عرض کی کہ آپ کون سے راستہ سے آئیں گے۔ ساہیوال روڈ یا دیپالپور روڈ سے۔ آپ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا میں کیسے آپ سے ملوں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے نہیں پتہ۔ میں ناراض ہو کر اوکاڑہ آگیا۔ رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر سویا ہی تھا۔ رات کو حضرت پیر صاحب کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ روڈ پر کھڑے ہو جانا۔ تقریباً ایک بجے کے قریب ملیں گے۔ جب آپ بورے والا سے واپس آرہے تھے۔ تقریباً سات میل کے فاصلہ پر آپ نے خلیفہ رحمت سے فرمایا کہ لیاقت صبح سے روڈ پر کھڑا ہے۔ اس کیلئے بھی جگہ بناؤ۔ جب اوکاڑہ پہنچے تو بالکل میرے قریب گاڑی کھڑی کردی۔ میری طرف اشارہ کیا۔ وہ کھڑا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ والوں کو غائب کا علم ہے۔

۲۔ جس وقت حضرت پیر صاحب کسی کام کیلئے مجھے کہیں بھیجتے میں کسی دوسری جگہ چلا جاتا۔ حضرت پیر صاحب غائبانہ طور پر

معلوم کرلیتے۔ آپ مجھے منع فرماتے۔ وہاں دوسری جگہ کیوں گئے تھے جس جگہ بھیجا جائے اسی جگہ پر جایا کرو۔

۳. جب خلیفہ عنایت صاحب فوت ہوئے تو اس کا جنازہ دربار شریف میں آیا تو مَیں نے حضرت پیر صاحب سے عرض کیا۔ جنازہ تیار ہے آپ نے فرمایا جاؤ میں آتا ہوں مگر پیر صاحب ظاہری طور پر نہ آئے۔ میں نے دروازے بند کئے اور جنازہ میں شرکت کیلئے چلا گیا۔ واپس آیا تو دروازے بند تھے۔ کنڈی کھلی ہوئی تھی۔ میں حیران پریشان ہوا۔ کوئی ادھر سے گزرا ہے۔ رات کو خواب میں آپ نے فرمایا کہ دروازے کی کنڈیاں بند کرلو۔ میں نے جنازہ میں شرکت کی ہے آپ باطن میں نماز جنازہ پڑھ کر گئے تھے۔

۴. ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ہاڑ کے عرس میں سخت گرمی تھی۔ حضرت پیر صاحب نے خلیفہ رحمت علی کو حکم دیا۔ کہ لیاقت علی سے کہو کہ جلسہ گاہ کی سب قناتیں وغیرہ اُتار دے۔ خلیفہ نے یہ مجھے بتایا تو میں سخت ناراض ہوا۔ اتنی سخت گرمی ہے۔ دھوپ ہے۔ محفل سجی ہوئی ہے۔ میں نہیں اتاروں گا۔ حضرت پیر صاحب نے مجھے بلایا۔ بیٹے تینوں قناتیں جلدی اتارو۔ میں نے آپ کے فرمانے پر ابھی اتاری ہی تھیں۔ اتنی زبردست آندھی اور بارش کا طوفان آیا۔ درخت جڑوں سے اُکھڑ گئے۔ آپ نے فرمایا بیٹا جو تجھے کہا جائے فوراً کام کردینا چاہیے۔

۵. میں بعض اوقات حضرت پیر صاحب کو دیکھتا تھا۔ آپ

ہتھیلی پر نظر ٹکائے رکھتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ ہتھیلی پر کیا دیکھتے ہیں فرمانے لگے ہم ساری دنیا کو اس ہتھیلی پر دیکھتے ہیں۔

٦۔ ایک دفعہ حضرت پیر صاحب راولپنڈی تشریف لے گئے۔ فرمانے لگے کہ ہم دو یا تین دن کے بعد آئیں گے جو بھی کوئی سائل آئے اسکو تعویز دے دینا۔ اگر کوئی خاص آدمی آئے تو اسے صاحبزادہ پیر سرور صاحب سے ملا دینا۔ ایک دفعہ صاحبزادہ پیر سرور صاحب نے فرمایا تجھے اجازت ملی میں بھی تجھے اجازت دیتا ہوں۔ تین چار دن ہم نے ایسے ہی گزار دیئے۔ جب حضرت پیر صاحب واپس آئے تو فرمانے لگے مجھے رات کو رپورٹ آجاتی ہے۔ تمہارے پاس کس کس نے آنا ہے۔ میں نے جاتے وقت تجھے کہا تھا۔ مگر تم نے میرا کہا نہیں مانا۔ اور کچھ ہی دنوں کے بعد آپ حسن ابدال گئے۔ جاتے وقت فرمانے لگے۔ بیٹا میں جارہا ہوں کوئی سوالی آئے تو تعویز دے دینا ورنہ آرام کرنا۔ چار دن کے بعد آپ واپس تشریف لائے۔ ان چار دنوں میں کوئی بھی سوالی ہمارے پاس نہ آیا۔ آپ نے فرمایا اللہ خیر کرے گا۔ صبح ہوئی تو بہت سے لوگ دربار شریف میں جمع ہو چکے تھے۔ میں نے حضرت پیر صاحب سے عرض کیا۔ دربار شریف میں بہت سے لوگ آئے ہوئے ہیں جلدی کریں فرمانے لگے تم نے تین چار دن تک تعویز نہیں دیئے۔ میں نے لوگوں کو روک رکھا تھا۔ آج آئے ہیں ہم نے بلایا ہے۔

ایک بڑا جنّ

۷۔ ایک دن حضرت پیر صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا بہت بڑا جنّ آرہا ہے۔ میں نے اسکو گڑھی شاہو سے بلایا ہے۔ میں گھبرا گیا۔ میں نے پوچھا وہ کتنا بڑا جنّ ہو گا۔ آپ نے فرمایا آرہا ہے۔ دیکھ لینا تھوڑی دیر کے بعد ایک چھوٹے قد کا آدمی آیا۔ مجھے کچھ حوصلہ ہوا۔ وہ حضرت پیر کے قدموں میں گر گیا اور بے ہوش ہو گیا۔ کہنے لگا۔ آپ مجھے معاف فرمادیں۔ آپ نے اسے کلمہ پڑھایا۔ جب اسے ہوش آیا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ اس سے پوچھ لیں۔ اس آدمی نے بتایا کہ وہ گڑھی شاہو روڈ پر جارہا تھا کہ وہاں اس کو ایک خبیث جنّ کا سایہ ہو گیا۔ آپ نے اس کلمہ پڑھانے کے بعد اس کو دم کیا تھا۔ دم ہونے کے بعد وہ جنّ بھاگ گیا۔ اور وہ بالکل تندرست ہو گیا۔

مرید کی خبر گیری

حاجی محمد سعید صاحب ریٹائرڈ پولیس کانسٹیبل قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ نے بیان کیا۔ ۱۹۹۷ء کا واقعہ ہے کہ جب منیٰ میں آگ لگی ہمارا تمام سامان جل گیا۔ حاجی ہر طرف بھاگ رہے تھے۔ میری بیوی بھی مجھ سے بچھڑ گئی حاجیوں کے اِدھر اُدھر دوڑتے ہوئے مَیں گر گیا۔ بہت سے لوگ میرے اوپر سے گزرے حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب منیٰ میں ظاہر ہوئے مجھے بازو سے پکڑ کر اوپر اٹھا دیا۔ اور کھڑا کر دیا اور مجھے ہوش آگیا۔ حالانکہ میں سوچ رہا تھا۔ کہ آج تو میں ختم ہو جاؤں گا۔ لیکن حضرت پیر صاحب کی نظرِ کرم سے زندہ واپس پاکستان آگیا۔

لکھن شریف رشد و ہدایت اور دعاؤں کا مرکز

حضرت پیر صاحب دن رات مریدین کی تربیت کرتے رہتے تھے۔ انکا تزکیہءِ نفس فرماتے۔ حضور نبی اکرمؐ کی سنت کی پیروی میں حکمت سکھاتے اور کتاب و سنت کی تبلیغ جاری رکھتے۔ جب لوگ آپ کی خدمت میں بگڑے ہوئے کاموں کو درست کروانے کیلئے یا کسی مقصد کیلئے دعا کیلئے حاضرِ خدمت ہوتے تو آپ دعا کرتے وقت یہ جملہ اکثر فرماتے۔ یا اللہ یہ تیرے دروازے پر حاضر ہیں۔ ان پر رحم فرما۔ ان کی جائز حاجات کو پورا فرما۔ آپ کی دعاؤں سے لوگوں کی جائز حاجات پوری ہو جاتی تھیں۔ آپکے دعائیہ الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہونا گویا کہ اللہ کے دروازے پر حاضر ہونا ہے۔ آپ بعض اوقات فرماتے تھے کہ ہم جو تعویزات وغیرہ دیتے ہیں لوگوں کی تسلی کیلئے دیتے ہیں لیکن دعا سے سارا مقصد حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے تعویزات کا سارا طریقہ مؤلف کو سکھایا تھا۔ بلاشبہ تعویزات کے اثرات بھی ہوتے ہیں۔

حضرت پیر صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ صدقہ ستر بلاؤں کو ختم کرتا ہے۔ لکھن شریف میں اگر کوئی شخص صدقہ کے طور پر کوئی جانور پیش کرتا۔ تو آپ اس جانور پر کلمہ کلام پڑھ کر اور دعائیں کرکے جانور کو ذبح کرکے درویشوں کو کھلا دیتے تھے۔ یا اگر کوئی رقم صدقہ کے طور پر پیش کرتا۔ تو اس رقم کو آپ دینی مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کردیتے تھے۔

حضرت پیر صاحب نے اپنے والد محترم حضرت خواجہ محمد بخش ؒ کے مزار شریف کی تعمیر بھی کی۔ اور نئ مسجد کے ساتھ ایک دینی مدرسہ کی بلڈنگ کی بھی تعمیر کی۔ان تمام تعمیرات پر تقریباً دو کروڑ روپے سے زائد خرچ ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ بات خاص طور پر یاد ہے کہ آپ نے ان تمام عمارات کے اخراجات کیلئے چندہ وغیرہ اکٹھا کرنے کا سلسلہ شروع نہیں کیا تھا۔ اپنی مرضی سے کوئی حصہ ڈال گیا تو ٹھیک ورنہ پچانوے فیصدی اخراجات اپنی زرعی زمینوں سے ہی پورا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی تجلّیات اور نُور کی بارش

ایک دفعہ جب عرس کے موقعہ پر لکھن شریف گیا۔ رات کو محفل ختم ہونے کے بعد وہاں روضہ شریف پر لیٹ گیا۔ سحری کے وقت خواب میں دیکھا۔ روضہ شریف پر بارش ہو رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تجلّیات اور نور کی بارش تھی۔ اس طرح کی تجلّیات اور نور کی بارش اولیائے کرام کے مزارات پر نازل ہوتی رہتی ہے۔

۱۹۶۹ایک معلوماتی خواب

بندہ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت پیر صاحب ایک مسجد میں بیٹھے قرآن پاک کا درس دے رہے ہیں۔ درس دیتے ہوئے ایک پنجابی شعر آپ نے بولا

مسجد دربار لکھن شریف

کمزوروی نہیں چل سکدا
کم چوروی نہیں چل سکدا

اس کا مطلب یہ ہوا کہ کمزور لوگ اس دنیا میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اور نہ کام چور لوگ دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس دن سے لیکر آج تک میں اس پر عمل کرتا ہوں اور زندگی میں کامیاب ہوا۔

کیا ہسپتال میں آکر اپنا علاج خود کرتا ہے؟

بندہ کا شادی سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت پیر صاحب کی خدمت میں لکھن شریف میں دعا کروانے کیلئے حاضر ہوا، اور دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ آج اپنی بیماری کیلئے وظیفہ کروں گا۔ عشاء کی نماز کے بعد تسبیح جیب سے نکالی اور وظیفہ کرنے کیلئے مسجد میں بیٹھ گیا۔ کچھ وظائف کررہا تھا کہ آواز آئی کیا ہسپتال میں آکر اپنا علاج خود کرتا ہے۔ میں نے فوراً تسبیح جیب میں ڈالی اور وہیں مسجد میں سو گیا۔ صبح کی نماز کے بعد جب حضرت پیر صاحب کے کمرے کی طرف گیا۔ تو خلیفہ رحمت علی صاحب سے ملاقات ہوئی، کہنے لگا۔ کہ رات کو حضرت پیر صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ماسٹر خلیل صاحب کو تلاش کرو کہ کہاں ہے اِدھر اُدھر دیکھا تم کہیں نہیں ملے میں نے کہا رات کو مسجد میں تھا اور وہیں سو گیا تھا۔ اس واقعہ

کے بعد زندگی میں آج تک حضرت پیر صاحب کی زندگی میں بھی اور بعد از وصال بھی کبھی اس طرح وظیفہ نہ کیا جب بھی لکھن شریف میں ملاقات کیلئے حاضر ہوتا۔ آپ کی خدمت میں بیٹھا رہتا یا لنگر خانے میں خدمت کرتا یا جو کام آپ کہتے وہ کرتا ،یا کھیتوں میں کھانا پہنچانے کیلئے بھیج دیتے۔ یا جلو موڑ کوئی سودا لانے کیلئے بھیج دیتے تو چلا جاتا۔ یا آپ کے حکم کے مطابق تعویز وغیرہ لکھتا رہتا تھا۔

صرف آپ کی دعا اور نظرِ کرم سے میرے تمام مسائل حل ہو جاتے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے۔ رات کو لکھن شریف میں عشاء کی نماز کے بعد سو جاتا صبح کی نماز پڑھنے کیلئے جلدی اٹھنا ہوتا تھا۔ لیکن آپ کی توجہ سے رات کو سوتے میں دل جاگ اٹھتا تھا ، اور اس طرح معلوم ہوتا تھا۔ کہ خواب میں ٹی۔ وی کی سکرین لگی ہوئی ہے۔ خواب میں بزرگوں کی زیارات اور مختلف روحانی اشارات ہوتے تھے۔

روضہ شریف اور نئ مسجد کیلئے سنگِ مرمر

حضرت پیر محمد عارف حسین صاحب نے ایک دفعہ بیان کیا۔ کہا آپ روضہ شریف اور مسجد کیلئے سنگِ مرمر حاصل کرنے کیلئے ملا غوری کے علاقہ میں تشریف لے گئے تھے۔ اس دورہ میں ایک کرنل بھی آپ کے ساتھ تھا۔ جب پہاڑ پر کار میں سفر کررہے تھے تو اچانک بریک فیل ہو گئی کار پیچھے ڈھلوان کی طرف جانے لگی آپ کے ساتھ اور بھی دو آدمی تھے تمام کو فکر لگا ہوا تھا۔ کار گہرے کھڈ

میں گرنے کے قریب تھی ۔ آپ کے ساتھیوں کو غم اور فکر ہوا۔ اب ہم نہیں بچ سکتے زندگی ختم ہو جائے گی ۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا :لاتحزن ان اللہ معنا ترجمہ۔ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ گاڑی فوری طور پر گرنے کے قریب تھی کہ آپ کی زبان مبارک سے زور سے اللہ کا نام بلند ہوا ،اور آپ کا ہاتھ مبارک زور سے کار کے دروازے پر لگا۔ اچانک ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی نے ایک پتھر پہیے کے ساتھ لگا دیا ہے۔ اور گاڑی فوراً رک گئی۔ آپ مکمل اطمینان سے تھے۔ آپ کے ساتھ جو کرنل صاحب تھے وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔اور دوسرے دو آدمیوں کو بھی ہوش کرایا گیا۔ گاڑی ٹھیک کرانے کے بعد پھر سفر شروع ہوا۔ روضہ شریف کے ارد گرد ٹھنڈا سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ گرمیوں کی دھوپ میں وہ گرم نہیں ہوتا۔ ایسا ہی ٹھنڈا سنگ مرمر میں نے خانہ کعبہ کے صحن میں لگا ہوا دیکھا ہے۔

بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری

۱. حضرت مجدّد الف ثانی کے مزار پر۔

حضرت پیر صاحب اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخش صاحب کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ تو اعلیٰ حضرت کی طرف سے سب سے پہلے حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے مزار پر حاضری کا حکم ہوا۔ اس وقت ابھی پاکستان نہیں بنا تھا۔ آسانی کے ساتھ آپ کے مزار

مبارک میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

۲. حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی ؒ کے مزار پر

یہ حضرت پیر صاحب کے دادا مرشد تھے۔ اپنے والد محترم کی زندگی میں بھی اور انکے وصال کے بعد بھی آپ کے روضہ مبارک پر حاضر ہوتے رہے۔

۳. حضرت خواجہ نظام الدین کیاں شریف آزاد کشمیر۔

یہ حضرت پیر صاحب کے پر دادا مرشد تھے آپ کے مزار پر بھی حاضر ہوتے رہے۔

۴. حضرت داتا گنج بخش ؒ کے مزار پر۔

حضرت پیر صاحب آپ کے مزار پر اکثر حاضری دیتے رہے۔ چونکہ لکھن شریف لاہور کے قریب ہی ہے۔ اس لئے لاہور آتے جاتے اکثر حاضرِ خدمت ہوتے۔ دو تین دفعہ میں نے خود بھی آپ کو حضرت داتا گنج بخش ؒ کے مزار پر دیکھا۔

۵. حضرت میاں شیر محمد شرقپوری ؒ کے مزار پر۔

آپ دو تین دفعہ حضرت میاں صاحب ؒ کے مزار مبارک پر بھی حاضر ہوئے۔ ایک دفعہ جب میں حضرت پیر صاحب کی قدم بوسی کیلئے لکھن شریف میں حاضر ہوا۔ اور حضرت میاںصاحب کا ذکر ہوا۔ فرمانے لگے کہ حضرت میاں صاحب ؒ کے مزار پر بیٹھے ہوئے یہ

احساس پیدا ہوا کہ آپ کی قبر مبارک بہت نیچی بنی ہوئی ہے جس سے بے ادبی ہوتی ہے لہٰذا میں روضہ مبارک کے اندر بیٹھنے کی بجائے باہر ہی بیٹھ کر وظائف پڑھتا ہوں آپ کے اس بیان کے بعد میں بھی جب آپ کے مزار پر حاضری کیلئے جاتا ہوں باہر ہی بیٹھ کر وظائف پڑھتا ہوں۔

۶۔ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار پر

ایک دفعہ حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ آپ پاکپتن شریف حضرت باباجی کے مزار پر عرس شریف کے موقعہ پر حاضر ہوئے۔ مسجد میں سحری کے وقت نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں تھے کہ حضرت باباجیؒ آپ کے پاس تشریف لائے فرمانے لگے کہ آپ کو بہشتی دروازہ لے چلتے ہیں۔ حضرت پیر صاحب نے کہا کہ میرے حضرت خواجہ محمد بخش صاحبؒ تشریف لائیں تو اکٹھے چلیں گے۔ یاد کرنے کے تھوڑی دیر ہی بعد آپ کے والد محترم بھی وہاں پہنچ گئے۔ دایاں ہاتھ حضرت خواجہ محمد بخشؒ اور بایاں ہاتھ حضرت باباجیؒ نے پکڑا اور اکٹھے بہشتی دروازے سے گزرے۔

۷۔ حضرت سلطان باہوؒ کے مزار پر

حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت سلطان باہوؒ کے روضہ مبارک پر حاضری کیلئے گئے۔ مسجد میں سحری کے وقت نماز تہجد کے بعد ظاہری طور پر آپکے اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخشؒ اور حضرت سلطان باہوؒ وہاں موجود ہوئے اور اکٹھے رازونیاز کی

باتیں ہوتی رہیں۔

نوٹ۔ حضرت پیر صاحب انکے علاوہ کئی مزید اولیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہوئے اور صاحب مزارات سے گفت و شنید اور معرفت کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔

اس کو چھٹی نہیں ملی جس نے سبق یاد کیا

جب صاجزادہ محبوب احمد صاحب کی شادی تھی ۔ بندہ کو حضرت پیر صاحب شادی پر ساتھ لے کر گئے۔ واپسی پر رات کو خواب میں دیکھا کہ شادی کے بعد سب لوگ آپ سے اجازت لے کر گھروں کو واپس جارہے ہیں۔ جب میں اجازت کے لئے قریب ہوا تو آپ نے مجھے گھر واپس جانے کی اجازت نہ دی بلکہ جب اجازت کیلئے آگے ہاتھ بڑھائے تو آپ نے میرے ماتھے پر زور سے ہاتھ مارا اور فرمایا۔ ”کلمہ تو پڑھ کے سناؤ ذرا“ اتنا فرمانا تھا تو خواب میں ہی مجھ پر وجد طاری ہو گیا اور زور زور سے کلمہ پڑھ کر آپ کو سنا رہا تھا۔ قریب ہی کمرے میں بیوی سوئی ہوئی تھی ، پوچھنے لگی یہ کیا سوئے ہوئے اونچی اونچی پڑھ رہے ہو میں نے کہا۔ حضرت پیر صاحب خواب میں ابھی ابھی ملے ہیں ، فرمارہے تھے کہ بیٹا کلمہ پڑھ کے سناؤ۔

روحانی وائرلیس

شیخ سیف الدین صاحب شاد باغ لاہور والے کئی دفعہ حضرت پیر صاحب سے عرض کیا کرتے تھے ، آپ ٹیلیفون کیوں نہیں لگواتے ، آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں ٹیلیفون کی کوئی ضرورت نہیں ، ہماری تو روحانی وائرلیس لگی ہوئی ہے آپکی روحانی وائرلیس کا تجربہ بندہ کو بھی ہوا۔ ۱۹۷۲ کا واقعہ ہے کہ میں دل میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ حضرت پیر صاحب کے ساتھ موہڑہ شریف حاضری کیلئے جانا چاہتا ہوں۔ ہاڑ کے مہینے میں موہڑہ شریف میں عرس ہوتا تھا شرقپور شریف میں سوچتا رہتا تھا ، آپ نے خواب میں لکھن شریف سے آواز دی ، موہڑہ شریف جانا ہے تو فلاں تاریخ کو لکھن شریف میں صبح آٹھ بجے تک پہنچ جاؤ۔ لیکن دنیا داری اور ملازمت کے کاموں کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ اس کے بعد لکھن شریف میں ہاڑ کے مہینے کا عرس شروع ہوا۔ میں سٹیج کے قریب آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ، تو آپ نے فرمایا ، موہڑہ شریف جانے کیلئے میں نے بلایا تھا ، لیکن تم نہ پہنچ سکے ، میرا معاملہ تھا میں سمجھ گیا۔ لیکن دوسرے قریبی آدمی کچھ نہ سمجھ سکے کہ کیا بات ہو رہی ہے۔

واجاں ماریاں بلایا کئی وار میں
کسے نے میری گل نہ سنی

بندہ کے ساتھ دوسرا واقعہ اسطرح پیش آیا کہ حضرت پیر صاحب کے پوتے اور پوتی کی شادی تھی تو آپ نے مجھے شادی میں دعوت

کیلئے شرقپور میں خواب میں روحانی وائرلیس کی کہ فلاں تاریخ کو لکھن شریف پہنچ جاؤ۔ جب میں حاضر خدمت ہوا تو پتہ چلا کہ شادی کل ہو گی۔ آپ سے عرض کی شادی کی تاریخ تو کل ہے۔ فرمانے لگے کہ کاموں کیلئے ایک دن پہلے بلایا ہے۔

مریدین کی سندھ میں آباد کاری

تقریباً پچیس سال پہلے کی بات ہے کہ سندھ میں زمینوں کی الاٹمنٹ ہو رہی تھی۔ آپ نے بھاگ دوڑ کرکے مریدین کیلئے جو ضلع ملتان کے رہنے والے تھے۔ انکے لئے سندھ میں زمین الاٹ کروائی جو کہ گاؤں چک نمبر ۵ جھول ملتانیاں والا ضلع بدین سندھ میں ہے۔

شعبہ نشرو اشاعت

حضرت پیر صاحب نے ۱۹۷۴ء سے شعبہ نشرو اشاعت میرے سپرد کیا۔ شروع میں لکھن شریف عرس کے اشتہار چھپوایا کرتا تھا۔ بعد میں اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخش ؒ کی سوانح حیات لکھنے کی ڈیوٹی لگ گئی، اور کتاب گلزارِ طریقت تیار کی۔ بعد میں کتاب کنزالہدائت ایک شخص دلاور حسین قادری نے تیار کی جسکی نشرواشاعت کا تمام بندو بست حضرت پیر صاحب نے میرے سپرد کیا۔ اب تک اشتہارات چھپوانے کا کام کرتا ہوں۔ حضرت پیر صاحب نے روضہ

شریف اور مسجد کی تمام لکھائی کا بندوبست بھی بندہ کے ہی سپرد کیا تھا۔ شرقپور شریف سے کاتب اور پینٹر لے کر جاتا تھا اور لکھائی اپنی نگرانی میں کروایا کرتا تھا اور اب سجادہ نشین حضرت خواجہ پیر محمد سرور صاحب نے بھی کتاب کنزالھدائت دوبارہ چھپوانے کا حکم فرمایا اور اس کتاب میں حصہ دوم کے طور پر حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین کے حالات زندگی بھی لکھ دیئے ہیں۔ موجودہ کتاب کی اشاعت میں حق نواز صاحب S.D.O. کافی تعاون کررہے ہیں۔

سلسلہ تعویزات

اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخش ؒ کے وقت سے سلسلہ تعویزات بھی جاری ہے۔ حضرت پیر صاحب کی زندگی میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ آپ مریدین اور دیگر متوسلین کو بھی بیماریوں اور دیگر تکالیف میں تعویز دیا کرتے تھے اور لوگوں کو مسائل کے حل کیلئے وظائف اور عملیات بھی بتاتے تھے۔ کتے کے کاٹے کا دم بھی مٹی کے پیڑوں پر کرتے تھے۔ جس سے کتے کا زہر مٹی کے پیڑے میں بال بن کا آجاتا ہے اور انسان کے خون سے زہر کا اثر دور ہو جاتا ہے۔ حضرت پیر صاحب نے یہ دم بندہ کو بھی سکھایا تھا۔ اور دیگر تعویزات بھی سکھائے تھے۔ بعض لوگوں کو جن کا سایہ بھی ہو جاتا تھا اور آپ کے دم کرنے سے جنات بھاگ جاتے تھے۔ جس کا بندہ نے خود بھی مشاہدہ کیا۔

سلسلہ طب و حکمت

حضرت پیر صاحب لوگوں کو اکثر دیسی نسخے بتایا کرتے تھے۔ آپ کی طب میں بہت دلچسپی تھی۔ آپ کا اٹھرا والا نسخہ اور عرقیات والا نسخہ بہت مشہور تھا اور دونوں نسخے آپ نے مجھے بھی لکھوائے تھے اور آپ کے جاری کردہ نسخے آج تک چلتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا تھا۔ ان دوائیوں سے کچھ دوائیاں اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخش ؒ نے بتائی تھیں۔ اور کچھ ادویات موہڑہ شریف سے اور کچھ حضرت مجدد الف ثانی کے مزار سے اور کچھ داتا صاحب کے مزار سے۔ بندہ چونکہ ہومیوپیتھک ڈاکٹر ہے۔ اور حضرت پیر صاحب کو ہومیو پیتھک دواؤں کا تعارف کروایا۔ آخری زندگی میں کچھ ہومیو دوائیں بھی استعمال کر لیا کرتے تھے۔

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے

اللہ والے اللہ سے ملا دیتے ہیں

حضرت پیر صاحب نے ہزاروں لوگوں کو سیدھا رستہ دکھایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بذات خود انبیائے کرام اور اولیائے کرام بھی سیدھے رستہ پر ہیں اور یہ قرآن پاک سے ثابت ہے۔ لوگوں کی روحانی و اخلاقی تربیت فرماتے رہتے تھے۔ لوگ جب اپنے مسائل کے حل کیلئے آپ کے دروازے پر حاضر ہوتے تو انکے لئے یہ دعا فرماتے تھے۔ یا اللہ یہ تیرے دروازے پر حاضر ہیں ان پر رحم فرما۔ گویا کہ اولیائے کرام کے دروازے پر حاضر ہونا اللہ تعالیٰ کے دروازے پر حاضر ہونا ہے۔

حج و عمرہ

حضرت پیر صاحب نے ظاہری طور پر کبھی حج و عمرہ نہ کیا۔ لیکن فرماتے تھے کہ باطنی طور پر اکثر عمرہ و حج کرتے ہیں۔

سیاست میں حصہ نہ لینا

آپ نے کبھی سیاست میں حصہ نہ لیا۔ اور نہ کبھی ووٹ ڈالنے کیلئے گئے۔ آپ فرماتے تھے ہم نے اپنا ووٹ حضور نبی اکرمؐ کو دے دیا ہے۔

زمین کی مساویانہ تقسیم

آپ نے تمام صاحبزادگان میں اپنی زمین کی مساویانہ تقسیم کر دی تھی۔ اور اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹوں کو کاشتکاری پر لگا دیا تھا۔ تاکہ اپنا رزق حلال کمائیں اور کھائیں۔ اور ادھر ادھر نہ بھاگیں۔ اور زمینوں پر محمدی کنواں تھا۔ جو حضرت محمد بخشؒ کے وقت کا تھا۔ اسے دوبارہ درست کیا اور وہاں ٹیوب ویل نصب کروایا۔ لوگ وہاں بیماریوں سے شفا کیلئے اکثر نہاتے تھے۔

سونا بنانے کی خواہش

حضرت پیر صاحب سے بندہ نے عرض کی کہ میری خواہش ہے کہ سونا بنانے کا کام کروں۔ آپ نے ایک سنیاسی کا واقعہ سنایا۔ اس نے لکھن شریف میں ایک نسخہ سے سونا بنایا تھا۔اس نے حضرت پیر کو ساتھ لیا اور لاہور میں ایک زرگر کو جا کر دکھایا۔جو کہ نہائت خالص سونا بنا تھا۔ اور اسکی پوری پوری قیمت لگی تھی۔ اس سنیاسی نے آپ سے عرض کی کہ آپ یہ سونے والا نسخہ بنالیا کریں۔ لیکن آپ نے انکار کردیا۔ آپ نے فرمایا ہمیں اسکی ضرورت نہیں۔ اور وہ سنیاسی لکھن شریف سے چلا گیا۔ یہ واقعہ سنانے کے بعد آپ نے مجھے بھی اس خواہش سے منع کر دیا۔ فرمایا کہ محنت کرو اور رزق حلال حاصل کرو۔ اس کے بعد میں نے یہ خیال چھوڑ دیا۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کیلئے

ٹیپ ریکارڈ

عرس شریف کے موقع پر حضرت پیر صاحب علمائے کرام اور نعت خواں حضرات کی کیسٹ بھرنے کا انتظام کر لیا کرتے تھے۔ آپ کے زمانے کی کیسٹ ابھی تک موجود ہیں۔ اور آپ کی اپنی آواز میں محفل ذکر اور ختم شریف کی کیسٹ بھی موجود ہے۔

مریدین کے پاس بہت کم جانا

آپ مریدین و متوسلین کے گھروں میں بہت کم جاتے تھے اسکا ثبوت یہ ہے کہ مرید ہونے کے وقت سے لے کر وصال تک صرف دو دفعہ ۲۳ برس کے عرصہ میں شرقپور میں میرے گھر تشریف لائے تھے۔

حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب

میری نظر میں

از غلام اعظم باٹا پور جلو موڑ لاہور

میری انتہائے نگارش یہی ہے تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

سیدی مرشدی حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب میرے مرشد کامل تھے۔ اور میرے پھوپھی زاد بھائی بھی تھے روحانی اور خونی رشتوں کی وجہ سے خاص قسم کی عنایت فرماتے رہے میں سمجھتا ہوں کہ میں جو کچھ آج ہوں وہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد نبی مکرمؐ سے والہانہ محبت کا سلسلہ جوڑنے والی واحد ذات حضرت پیر محمد عارف حسینؒ صاحب کی ہے۔ ورنہ میرے دوسرے عزیز و اقارب بھی انہی رشتوں میں آپ سے منسلک ہیں۔ مجھے میرے رب نے کچھ وقت سرکار کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا دیا۔ میں نے طالب علمی کے زمانے میں کالج میں داخلہ لاہور میں لیا۔ اور قیام دربار شریف میں رکھا۔ چونکہ میں جہلم کے علاقے کا رہنے والا تھا

اس لئے ایسا پروگرام بنایا یہی ایام میری زندگی میں تبدیلی کا باعث بنے

قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ یا ایھاالذین امنو اتقو اللہ و کونوامع الصادقین اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

صحبت صالح ترا صالح کند۔
صحبت طالع ترا طالع کند

زندگی میں تبدیلی آنا شروع ہوئی۔ صبر کی بار بار تلقین اور پھر عملی طور پر خود صبر کر کے اس کے اثرات کا علم دیا۔ رزق حلال کی باریکیاں سمجھائیں ادب و احترام کرنا سکھایا۔ شیخ کے ادب سے لے کر عقیدت تک کے معرفتی اثرات سمجھائے۔ اللہ اور اسکے رسولؐ کی پہچان مقام تعلق رسول اور تعلق باللہ کی منازل بالکل گھریلو ماحول میں روشناس کرائے گئے۔ یہ سب میرے شیخ کی نظر کرم تھی۔ ورنہ میں اس قابل کہاں تھا آج جہاں بھی جاتا ہوں حضرت پیر صاحب کی نگاہ کرم سے عزت ملتی ہے۔

چند حقائق

کچھ لوگوں کی غلط فہمی ہے کہ حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحبؒ ابھی اوائل عمر میں تھے کہ حضرت خواجہ محمد بخشؒ کا انتقال ہوا اور آپ اپنے والد گرامی سے کماحقہ ولائت حاصل نہ کر سکے جس کی وجہ سے آپ کو وہ درجہ نہ مل سکا۔ جو اولیاء اکرام کا ہوتا ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل کرامات کا ذکر کروں گا۔ جس سے ہر شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ حضرت پیر صاحب کس پایہ کے بزرگ تھے۔

پہلی بات یہ کہ سرکار کی اپنی زبانی جو فرمودات ہیں۔ وہ عرض کروں۔ مجھے کئی بار فرمایا۔ کہ باباجی سرکار کا جلال اس قدر تھا کہ میں آپ کے قریب کم ہی جاتا تھا۔ کبھی کبھار کچھ حکم کرنے کیلئے بلواتے تو مؤدب کھڑا رہتا اور حکم سن کر عمل کیلئے چلا جاتا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ مجھے بلا کر اپنی قبر شریف کے ساتھ بٹھا کر تمام علوم عنائت فرماتے۔ مجھے اچھی طرح علم ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت باباجیؒ کے وصال مبارک کے بعد حضرت پیر صاحب آپ کے روضہ اقدس میں داخل ہو جاتے۔ جہاں پر آج کل آپ کی قبر مبارک ہے۔ ایک طرف جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ اس میں بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اور کئی کئی روز تک وہاں رہتے یہ وہی ایام تھے۔ جب آپ کو نورِ معرفت و تصوّف سے نوازا گیا۔
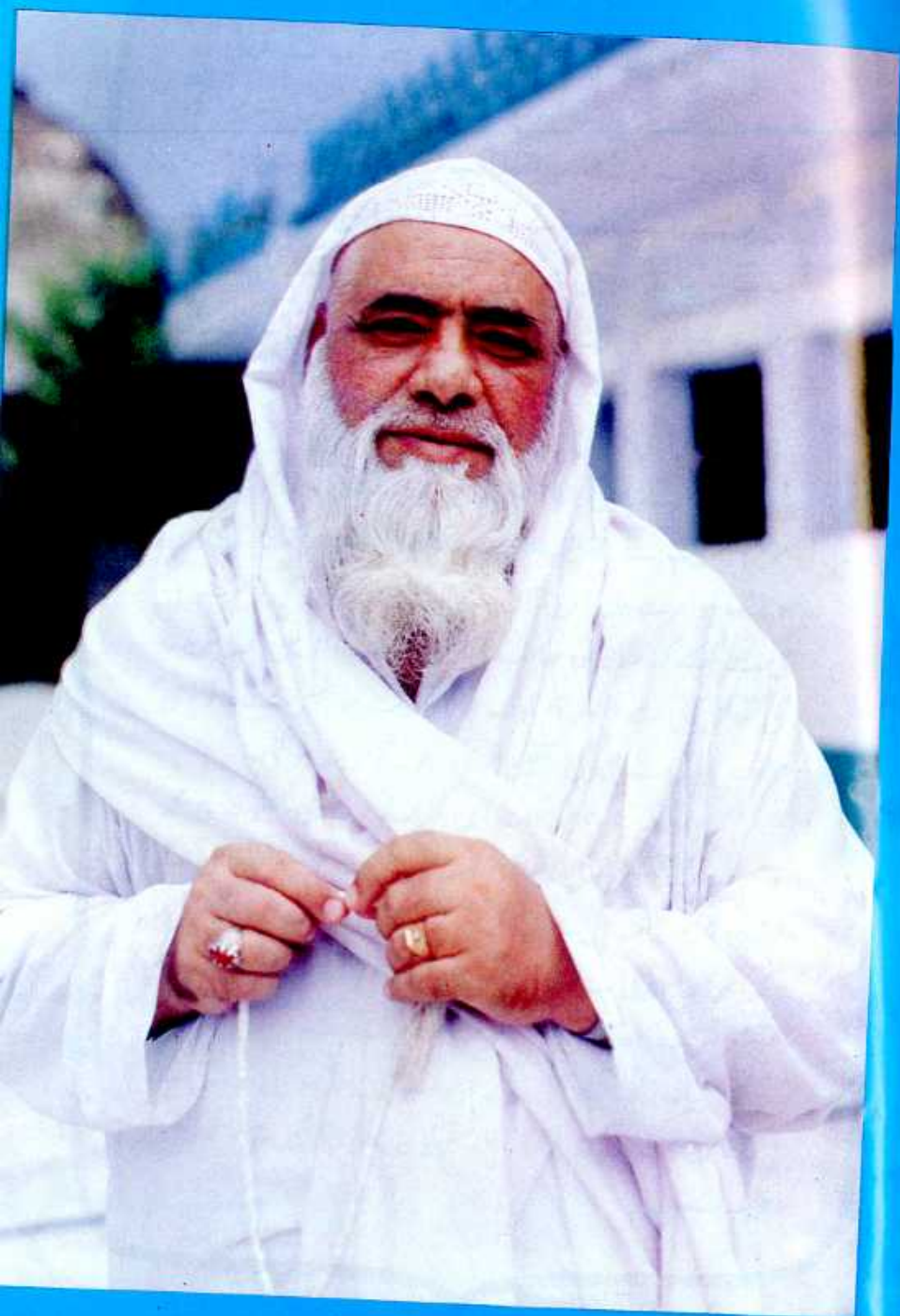
حضرت پیر خواجہ محمد سرور سلطان صاحب
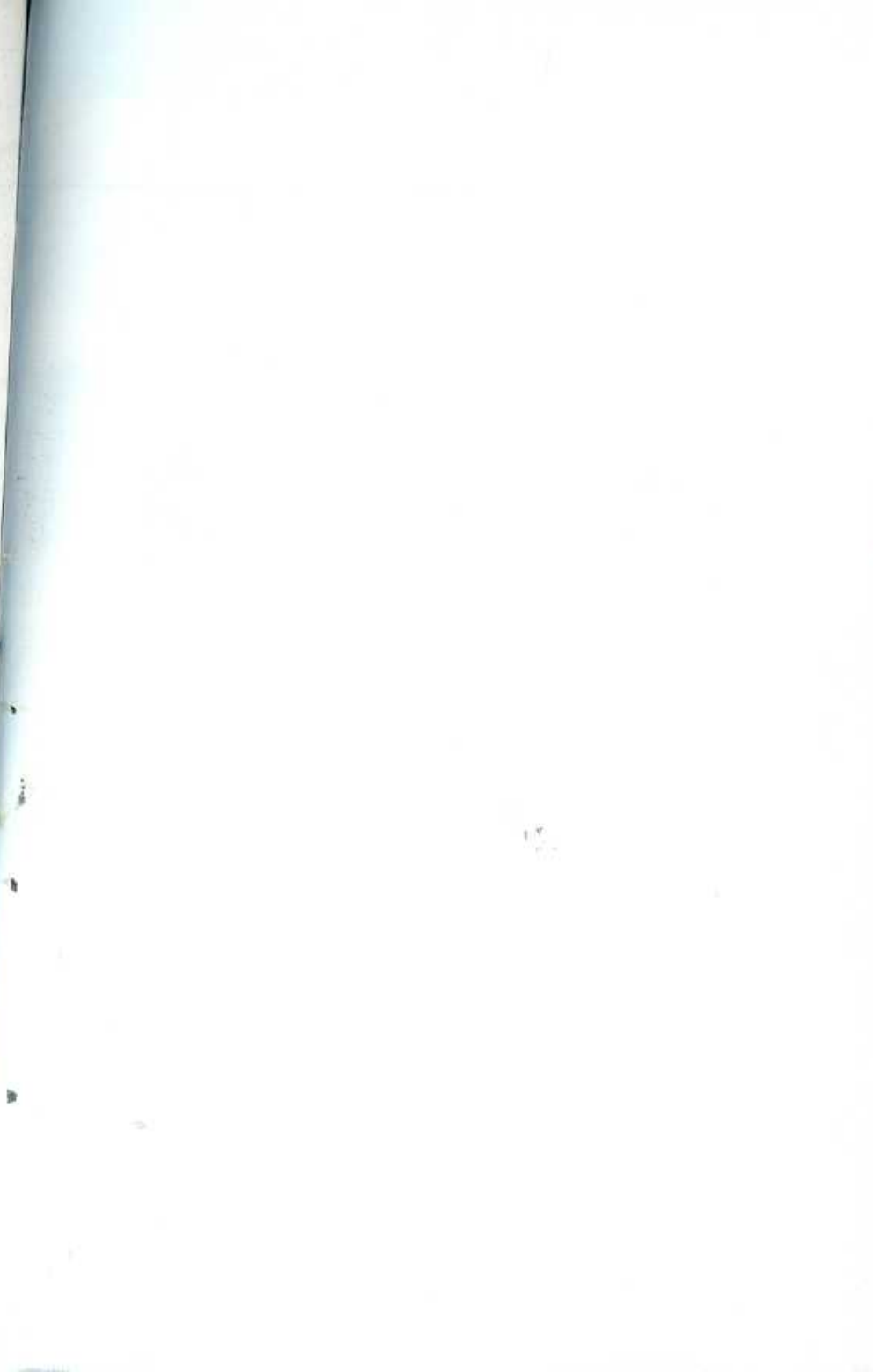
دوسری بات یہ بھی کئی حوالوں سے آپ نے فرمائی کہ میرے کئی بھائی پیدا ہوئے اور یہ سب ہی اللہ کے فضل سے پیدائشی ولی تھے "سوائے میرے" یہ الفاظ آپ انتہائی انکساری سے ادا کرتے جس پر سننے والے سمجھ جاتے کہ آپ بھی تو انہی بھائیوں میں سے ایک تھے۔ یہ تذکرہ کبھی پیر نذیر حسینؒ کے بچپن کے کمالات سے شروع ہوتا۔ کہ وہ بچپن ہی میں "گرم لوہ" جس پر روٹیاں پکائی جاتی ہیں ننگے پاؤں کھڑے ہو جاتے کچھ اثر نہ ہوتا۔ آنے والے کے سر پر جو چیز ہوتی اسکی اطلاع فرما دیتے وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے بھائی جنکا انتقال وزیر آباد کے قریب ہوا جبکہ آپ موہڑہ شریف سے تشریف لا رہے تھے وہاں کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ دوسرے دن اس گاؤں کے لوگ آئے اور اعلیٰ حضرتؒ بابا جی سے کہا۔ کہ صاحبزادہ صاحب کی قبر سے بلند آواز میں کلمہ شریف کی آواز آتی ہے اور ہم لوگ ساری رات سو نہیں سکے۔ تو اعلیٰ حضرت بابا جی نے صبر کی تلقین فرمائی اور آواز بند ہو گئی۔

مندرجہ بالا حوالہ جات اس گھرانے پر بابا جی حضرت پیر محمد قاسم صاحبؒ موہڑی کی نظر کرم اور اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخشؒ کے فیضان کا سرچشمہ ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت پیر صاحب نے مجھے فرمایا کہ سرکار موہڑی نے مجھ پر بچپن ہی سے عنایات فرمائیں۔ جب ہم موہڑہ شریف جاتے تو خاص نظر کرم عطا فرماتے تھے۔

ایک دفعہ مجھے اپنی زبان مبارک بھی چسائی۔ اپنی گود میں لے کر خاص عنایت سے نوازا اور فرمایا یہ میرا بیٹا شیر ہے اور میرا خلیفہ ہے۔

میں نے ایک سفر موہڑہ شریف جناب پیر صاحب کے ساتھ کیا ہے۔ اور یہ خاص میری گزارش پر ہوا۔ انتہائی عقیدت سے حضرت پیر صاحب نے حضرت باباجیؒ کی اولاد کو احترام دیا۔ حضرت بابا جی خواجہ محمد قاسمؒ کے مزار مبارک پر حاضری۔ حضرت پیر نظر حسین صاحب کے روضہ مبارک پر حاضری اور دربار شریف کی مؤدب حاضری آپ کی پیرومرشد سے والہانہ محبت و عقیدت کی آئینہ دار تھی۔ موہڑہ شریف کی راہوں کا باغات کا گلیوں کا ادب کیا۔ جو ہمارے لئے ایک سبق تھا۔

کشف و کرامات

فراست نظر فراست مومن کی یہ شان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس سلسلے میں چند حقائق عرض کرتا ہوں۔ جو میرے گھر والوں کے ساتھ پیش آئے۔ ان میں ہر گز مبالغے کا شائبہ نہیں ہے۔

(ا) ایک دفعہ دربار شریف کی حاضری کے لئے میں اور میری بیوی پیدل باٹا پور سے جا رہے تھے۔ لکھن شریف کے قریب ہی اکتوبر کے مہینے میں ایک بیری کا چھوٹا سا درخت سڑک کے کنارے اگا ہوا تھا۔ میری نظر جو اچانک پڑی تو اس میں ایک بڑا موٹا سا بیر لگا ہوا ہے۔ میں نے اسے ہاتھ بلند کرکے آسانی سے اتار لیا اور رب

کریم کی شان رزاقی کا شکر ادا کیا کہ وہ چاہے تو بے موسم پھل بھی اگا سکتا ہے۔ میں نے اور میری بیوی نے آدھا آدھا بیر کھا لیا۔ روضہ شریف پر حاضری دے کر حضرت خواجہ پیر محمد حسینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حال پوچھنے کے بعد خادم کو فرمایا کہ کچھ پھل لاؤ۔ پھل میں انگور لایا گیا۔ ہم نے کھانے میں ذرا تاخیر کی تو فرمانے لگے بیر بھی جنت کا میوہ اور انگور بھی۔ جس پر ہم میاں بیوی حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ حضرت پیر صاحب کو بیر کے بارے میں کس نے اطلاع دی۔

(۲) دوسرا واقع معمول کے مطابق ہم گھر سے نکلے۔ میری بیٹی نے والدہ سے کہاکہ آج تایا جی سے ہمارے لئے مٹھائی لانی ہے۔ جناب پیر صاحب چونکہ میرے پھوپھی زاد بھائی بھی تھے۔ اس لئے میرے بچے آپ کو تایا جی کہہ کر بھی پکارتے تھے۔ چنانچہ ہم دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ آپ کی خاص عنائت تھی کہ جب بھی ہم حاضر ہوتے چائے وغیرہ کا بندوبست بڑی محبت و اخلاص کرواتے۔ چائے وغیرہ پی لینے کے بعد میری بیوی عموماً بچوں کے امتحانات نیک سیرت اور بلندی درجات کی دعا کرواتی اور آپ کی دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم بھی کیا۔ فی الحال بات مٹھائی کی تھی۔ دعا کروا کے جب ہم رخصت ہونے لگے۔ تو فرمانے لگے ٹھہرو۔ ایک درویش کو بلایا اور کہا کہ جو ڈبہ الماری میں مٹھائی کا پڑا ہوا ہے۔ وہ نکال لاؤ جب لایا گیا تو ہمیں دے دیا گیا کہ یہ بچوں کے لئے لیتے جائیں۔ خدا گواہ ہے کہ ہم بھی بھول گئے تھے کہ بچی نے مٹھائی لانے کیلئے کہا تھا۔

(۳) اس طرح کا ایک اور نور محمد نوری نے بتایا جن کا تعلق باٹا پورے ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور صوفی ریاض صاحب لکھن شریف گیارھویں شریف کے ختم پر گئے۔ میں نے صوفی صاحب سے کہا کہ کپڑا لے لو آج پیر صاحب سے چاول لے کر آئیں گے۔ لہٰذا ہم دربار شریف حاضر ہوئے ختم شریف کے بعد کھیر بطور لنگر لائی گئی ایک بڑے برتن میں جب کھیر لائی گئی تو میں نے صوفی صاحب سے کہا کہ ہم یہ نہیں کھا سکیں گے۔ صوفی صاحب کو تجربہ تھا کہنے لگے شروع کرو ہم نے آسانی سے ختم کر لی۔ اور مزید کی تمنا کی تو خادم نے مزید دے دی۔ وہ بھی ہم نے کھا لی جب دعا کے بعد رخصت ہونے لگے تو حضرت پیر صاحبؒ نے فرمایا ابھی ٹھہرو۔ جس کام کیلئے آئے تھے وہ تو ہو لینے دو۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے چہرے دیکھنے لگے۔ اور حضرت پیر صاحب نے خادم کو بلا کر چاول دینے کیلئے کہا۔ جب ہم نے کپڑا دیا تو بہت سے خشک چاول ڈلوا دیئے۔

(۴) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم میاں بیوی دربار کی حاضری کیلئے گئے اعلیٰ حضرت خواجہ محمدؒ کے روضہ مبارک پر میں نے فاتحہ پڑھنے کے بعد میاں محمد بخشؒ کے چند درد بھرے اشعار درد بھری آواز میں پڑھے۔ میرے آنسو جاری ہو گئے اعلیٰ حضرت بابا جیؒ بھی کبھی کبھی سیف الملوک کے اشعار سنا کرتے تھے۔ اسی نظریہ کے تحت میں نے وہ یاد تازہ کی اور سرکار کا زمانہ یاد آیا کہ اگر میں بھی اس وقت سمجھ دار ہوتا تو آپ کے سامنے میاں صاحب کے یہ اشعار پڑھتا رونا تو مجھے جدائی کا آیا مگر پیر کاملؒ نے وہ آواز اپنے

صاحبزادے تک اس طرح پہنچائی جیسے وہ ہمارے قریب ہی بیٹھے ہوں۔ روضہ اقدس سے فارغ ہو کر حضرت پیر محمد عارف حسین صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میرے چہرے کی طرف دیکھ کر وہی شعر شروع کردیئے مجھے وجد طاری ہو گیا مجھے حالت غیر میں دیکھا تو دوسرے مریدین کو باہر جانے کو کہا۔ دروازہ بند کیا اور دیر تک ہم سرکار کی یادیں تازہ کرتے رہے اور روتے رہے۔ اس واقع سے قارئین دو طرح کی تعبیر لے سکتے ہیں ایک تو یہ کہ اعلیٰ حضرت بابا جی خواجہ محمد بخشؒ کی ذات اپنے صاحبزادہ پر کتنی مہربان تھی اور قربت تھی اور دوسرے یہ کہ سرکار خواجہ محمد عارف حسینؒ کی بصیرت کا عالم کیا تھا۔

(۵) اسی نظریہ پر مزید روشنی ڈالنے کیلئے ایک اور واقع بیان کرتا ہوں۔ میں حضرت پیر صاحب کی نظر کرم سے بحیثیت سینئر فورمین باٹا پاکستان لمیٹڈ میں ملازم تھا۔ کام میں آپ کے حکم کے مطابق کوئی کوتاہی نہ کرتا۔ رزق حلال کمانے کیلئے انتھک محنت کرتا۔ ساتھ ہی ساتھ صبر و رضا کی تلقین پر بھی عمل پیرا تھا۔ کچھ عرصہ کیلئے ایک نیا مینجر ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں آیا۔ ناسمجھی کی بنا پر وہ بلا امتیاز سب پر سختی سے پیش آتا۔ ایک دن اس نے حد سے تجاوز کرتے ہوئے تمام ڈیپارٹمنٹوں میں بد تمیزی کی آخری ڈیپارٹمنٹ میرا تھا وہاں بھی وہ اسی انداز سے پیش آیا میرا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ میں نے آدھی چھٹی کے وقت ڈیپارٹمنٹ کی چابیاں فیکٹری کارڈ اور قلم مینجر کے سامنے پروڈکشن بوائے کو دیا اور کہا کہ میں آج کے بعد کام پر نہیں آؤں گا اپنا بندوبست کرلیں یہ صبر کی

انتہا ہے۔ گھر آکر میں نے کھانا کھایا نماز ادا کی اور دربار شریف کی حاضری کیلئے چل پڑا اعلیٰ حضرت باباجیؒ کے دربار اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ سرکار میں آپ کے زیر سایہ کام کر رہا تھا مگر مینجر کے رویہ کی وجہ سے مزید برداشت نہیں کر سکا نوکری چھوڑ کر آگیا ہوں۔ مجھے کچھ پتہ نہیں کہ اچھا کیا یا بُرا۔ مزید فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ کہاں نوکری دلوانی ہے۔ کہاں نہیں۔ اگر آپ نے مجھے اپنے پاس رکھا ہے تو بندوبست بھی فرماویں یہ گزارشات کر کے میں حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسینؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ آرام فرما رہے تھے اور رانا رحمت علی صاحب لاہور والے آپ کو کھڑے ہو کر پنکھا کر رہے تھے۔ شاید بجلی نہ تھی۔ میں ابھی جا کر بیٹھا ہی تھا کہ حضرت پیر صاحب بڑی جلدی اٹھ کر چارپائی پیر بیٹھ گئے۔ اور مجھے مخاطب ہو کر فرمانے لگے اعظم صاحب اٹھو! اٹھو! اس کرسی پر بیٹھ جاؤ جب میں کرسی پر بیٹھ گیا تو ذرا سنبھل کر فرمانے لگے رانا صاحب وہ نئی کرسی لاؤ۔ رانا صاحب نئی کرسی لائے جو اسی کمرے میں پڑی ہوئی تھی۔ آپ فرمانے لگے میرے سامنے رکھو پھر مجھے فرمایا کہ یہاں آکر میرے سامنے بیٹھو میں نے حکم کی تعمیل کی تو رانا رحمت صاحب سے فرمانے لگے۔ رانا صاحب! دیکھو اعظم کرسی پر بیٹھے کتنے اچھے لگتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں جناب۔ پھر فرمایا۔ اچھے لگتے ہیں نا۔ انہوں نے کہا ہاں جناب اچھے لگتے ،ہیں۔ پھر فرمایا کہ گھر والوں کو آواز دو کہ چائے لائیں چائے کے ساتھ مٹھائی بھی آئی ہم سب نے کھائی اور پی۔ اندر ہی اندر مجھے ہنسی بھی آتی گئی۔ کہ میں نے اعلیٰ حضرت باباجی سرکارؒ کو عرض کی ہے اور کتنی جلدی

آرڈر ہوئے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب تک یہ بات چند لمحوں میں پہنچی ہے۔ بلکہ حکم بھی صادر فرما دیا ہے۔ میں نے ایک لفظ بھی پیر صاحب کو نہیں کہا دعا کروائی اور گھر واپس آگیا۔ میری بیوی بڑی پریشان تھی کہ آپ نے نوکری چھوڑ کر اچھا نہیں کیا۔ ابھی بچے پڑھ رہے تھے میں نے آکر ہنسنا شروع کردیا اور بیوی نہایت پریشان۔ میں نے بیوی سے کہا اللہ کی بندی فیصلہ ہوگیا۔ کہنے لگی کیسا فیصلہ۔ میں نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلی نوکری ہی نہیں جائے گی اور وہ اگر گئی تو پھر نئی بہت خوبصورت ملے گی۔ یہ سرکار بابا جیؒ نے فیصلہ دیا ہے۔ مجھے کرسی پر بٹھا کر کہا کہ اچھے لگتے ہیں۔ ایسا ہی ہوا۔ اگلے دن مینجر نے مجھے واسطے ڈال کر اندر بلایا اور معافی مانگی اور کہا کہ میں اس دن سے سو نہیں سکا مجھے معاف کردیں اور کام پر آجائیں۔

دعاؤں کی قبولیت

دربار شریف کی حاضری کے وقت اکثر اوقات میری بیوی بچوں کی تعلیم ان کے امتحانات سے پہلے کامیابی کی دعائیں کراتی رہتی تھی۔ آپ بڑی کرم نوازی سے دعا فرماتے۔ میری بڑی بیٹی جب ایم۔اے فائنل کے امتحان کیلئے تیار تھی تو حضرت پیر صاحب سے اسکی کامیابی کیلئے دعا کرائی گئی۔ میری اس بیٹی پر آپ ویسے بھی بہت نظر کرم فرمایا کرتے تھے اس کی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ آپ کی

والدہ محترمہ اور میری وہ پھوپھی صاحبہ تھیں سے اس میری بیٹی کی شکل بہت مشابہ تھی۔ اس لئے جب کبھی وہ دربار پر حاضر ہوتی تو آپؒ سے رہا نہ جاتا اور دل کی گہرائیوں سے یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے آج ہمارے ہاں کون آیا ہے۔ دیکھو کون آیا ہے۔

چنانچہ جب دعا کروائی گئی تو آپ نے ہاتھ بلند فرمائے اور دعا کرتے کرتے ہاتھ کافی اوپر لے جاکر فرمایا اللہ تعالیٰ بلند مقام عطا فرمائے گا۔ ہمیں بڑا سکون ہوا۔ بچی نے امتحان دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام کالج کو ٹاپ کیا۔ پنجاب یونیورسٹی میں چھٹی پوزیشن لے کر رول آف آنر لیا۔ اس کے ساتھ عرض کرتا چلوں کہ آپ خوابوں میں آکر بھی کرم نوازی کرتے رہے۔ جب بیٹی کا نتیجہ آنے والا تھا۔ تو مجھے صبح اس نے خواب سنایا۔ کہ ابو جی مجھے تایا جان آج رات کو خواب میں ملے ہیں اور مجھے پانچ سو روپے کا نیا نوٹ بطور انعام دیا ہے اور میں نے اسی وقت بیٹی سے کہا کہ انشاء اللہ تم اچھے نمبروں میں پاس ہو گی جب نتیجہ آیا۔ تو کالج کی تمام لڑکیوں سے فرسٹ پوزیشن میں پاس ہوئی۔ کالج والوں کی طرف سے کافی انعام اور تحائف ملے آپ کا شکریہ ادا کرنے کیلئے لکھن شریف گئے۔ مٹھائی کا ڈبہ پیش کیا۔ آپ پوچھنے لگے۔ یہ کس چیز کی مٹھائی ہے۔ یہ مٹھائی کون لایا ہے میری بیٹی لائی ہے ہم نے عرض کی۔ سرکار یہ آپ کی دعاؤں کی قبولیت ہوئی آپ کی بھتیجی نے کالج میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے اس خوشی میں مٹھائی ہے۔ آپ نے خادم کو بلایا اور ہمارے لئے چائے وغیرہ کا حکم فرمایا اور ہمیں چائے اور مٹھائی کھلائی گئی۔ آپ نے بیٹی کو مبارک دی اور پانچ سو

روپے کا نیا نوٹ میری بیٹی کو انہی الفاظ کے ساتھ عطا کیا جو کہ اس نے خواب میں دیکھا تھا۔

دعا کی قبولیت کا دوسرا واقع یہ ہے کہ آپ کی زندگی کے آخری سال میں میری بیوی نے دونوں بیٹوں کیلئے دعا کروائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھے عہدوں پر سرفراز کرے اور رزق حلال عطا فرمائے۔ آپ نے دعا شروع کی تو میری بیوی کی آنکھوں میں آنسو آگئے آپ نے جلال میں آکر فرمایا یااللہ ان کو بلند مقام عطا فرما۔اور فرمایا اللہ تعالیٰ کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میرا ایک بیٹا باٹا فیکٹری میں اکاونٹنٹ ہے جبکہ دوسرا یہ اصرار کرتا رہا کہ میں نے گورنمنٹ کی ملازمت ہی کرنی ہے۔ کافی عرصہ فارغ رہا کیونکہ رشوت کے بغیر آج کل ملازمت نہیں ملتی لہٰذا رب کریم سے وعدہ کیا کہ اے اللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ رشوت دے کر ملازمت نہیں کراؤنگا۔ خواہ یہ ساری عمر بیٹھا رہے۔ ادھر دربار پر حاضری کے وقت بچے کی والدہ نے مزار پر کھڑے ہو کر کہا کہ آپ نے تو فرمایا تھا کہ بڑے عہدوں پر فائز ہوں گے مگر ایک کو تو ملازمت نہیں مل رہی چند یوم میں ہی اللہ تعالیٰ نے اسکو گورنمنٹ کی ملازمت کا پروانہ بھیج دیا اور ایسے محکمہ میں جس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ تو دعائے فقیراں رحم اللہ کے مصداق یہ کام مکمل ہوا۔

کچھ خوابوں کے بارے میں

(ا) 1993ء کا واقعہ ہے کہ مجھے پتہ میں کافی تکلیف تھی اور اپریشن کروانا پڑا جس دن میرا اپریشن ہوا۔ اس سے پہلے میں نے حضرت پیر صاحب کو بھی یاد کیا اور سائیں کانواں والی سرکار کو بھی یاد کیا کہ جناب آج آپ کا عرس ہے اور اپریشن کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا مہربانی فرمائیں میں صحتمند ہو کر حاضری دونگا۔

اپریشن ہو گیا۔ میں بے ہوش پلنگ پر پڑا ہوا تھا تو حضرت پیر محمد عارف حسین صاحب اور پیر محمد ابراہیم صاحب جو کہ اس وقت دونوں ہی بارگاہ ربّی میں جا چکے تھے میرے پاس تشریف لائے میں بے ہوشی میں ہی پلنگ پر بیٹھ کر جناب سے سلام کے طور پر ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ میرا چھوٹا بیٹا جمال اعظم تیمارداری کے طور پر ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ بھی پلنگ کے پاس بنچ پر سو رہا تھا۔ اچانک چونک کر اٹھا اور کہنے لگا ابّو جی تایا جی آ گئے ہیں۔ جب سنبھلا تو کہنے لگا ابّو جی آپ کیا کر رہے ہیں۔ تو میں نے بے ہوشی میں کہا کہ پیر صاحب اور بھائی ابرہیم تشریف لائے ہیں۔ میں ان سے ہاتھ ملا رہا تھا۔ دوسری رات بابا کانوالی سرکار بھی حقہ ہاتھ میں پکڑے میری تیمارداری کیلئے تشریف لائے اور اسی روز پیر محمد عارف حسین صاحب جہلم میں میرے گھر تشریف لائے۔ میری والدہ محترمہ بیمار تھیں جب میں صحتیاب ہو کر جہلم گیا۔ تو فرمانے لگیں جس دن تمہارا اپریشن تھا تو اس ساری رات ماموں بھانجا یعنی میرے والد محترم مرحوم اور

حضرت پیر محمد عارف حسینؒ دوسرے کمرے میں باتیں کرتے رہے ہیں۔

(۲) ایک دفعہ عرس شریف شروع تھا تو میں نے تھکاوٹ کی وجہ سے گھر والوں سے کہا کہ اس دفعہ آخری دن حاضری دیں گے میں بہت تھک گیا ہوں میں عصر کی نماز ادا کر کے لیٹ گیا ابھی پوری نیند نہیں آئی تھی کہ حضرت پیر محمد عارف حسینؒ خواب میں ہنستے ہوئے تشریف لائے اور فرمانے لگے ۔ آؤ نا ہم آپ کو اپنے یاروں سے ملائیں۔ یہ فرمانا اتنا محبت بھرا تھا۔ کہ میں اٹھ بیٹھا اور گھر والوں سے کہا کہ جلدی تیاری کرو۔ لکھن شریف جانا ہے۔ بیوی نے کہا ابھی آپ نے کہا تھا کہ کل جانا ہے میں نے کہا کہ سرکار نے بلایا ہے ۔ جلدی کریں۔

(۳) نور محمد نوری صاحب باٹا پور سے کہتے ہیں کہ مجھے خواب آیا کہ کوئی بزرگ فرماتے ہیں کہ جلدی بیعت کرلو۔ لیکن مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ کون ہیں اور کہاں کے ہیں۔ یہ بات میری دل میں کھٹکتی رہی کہ ایک دن صوفی محمد ریاض صاحب باٹا پور کے ہیں انھوں نے مجھے کہا کہ چلو میں تمہیں اپنے پیر صاحب سے ملواؤں 1965 کا ذکر ہے حضرت پیر صاحب ان دنوں باغبانپورہ میں تشریف فرما تھے کیونکہ پاکستان اور بھارت کی جنگ کی وجہ سے نقل مکانی فرمائی تھی ہم دونوں وہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوسری منزل پر آپ تشریف فرما تھے۔ ہمارے پہنچتے ہی فرمانے لگے آگے آجاؤ۔ اس نے صوفی صاحب کو کہا کہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ لیکن انھوں نے نوری صاحب سے کہا کہ نہیں آپ کو بلا رہے ہیں۔ جب

میں قریب گیا تو فرمانے لگے آپ کو مرید کرنے کی بہت بڑی سفارش ہے۔ آپ نے فرمایا ہاتھ بڑھاؤ ۔ اس نے ہاتھ بڑھا دیا ۔ تو اس کو آپ نے مرید کیا۔ آپ نے جب اللہ کی ضرب لگائی تو اس کو معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے ۔ کافی دیر کے بعد اسکی کمر پر ہاتھ رکھا اور پھر اسکو ہوش آیا۔

کتاب گلزار طریقت کے بارے میں

1980 میں جب کتاب گلزار طریقت مکمل ہوئی تو تقریباً سوا دو سو صفحات لکھے ہوئے تھے۔ اسکی کتابت بھی ہو چکی تھی۔ خواب میں غائبانہ طور پر مجھ سے پوچھا گیا کہ کتاب کے کتنے صفحے ہو چکے ہیں۔ تو میرے منہ سے فوراً نکلا کہ پونے دو سو صفحے ہو چکے ہیں۔ اسکے بعد میں کتابت شدہ مسودہ لے کر لکھن شریف حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مسودہ کو غور سے دیکھا اور پڑھا۔ حکم فرمایا کہ یہ فلاں فلاں واقعات اور اشعار نکال دو۔ چنانچہ میں نے وہ واقعات نکال دیئے باقی صفحات پونے دو سو ہی رہ گئے۔

حضرت امام حسین کی یاد میں محفل ذکر

ایک مرتبہ دس محرم کو مؤلف لکھن شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت پیر صاحب نے شہداء کربلا کی یاد میں ختم دلانے کیلئے لنگر کا بندوبست کیا۔ چاولوں کی دیگ پکائی گئی۔ چار بجے ختم شروع ہوا اور تقریباً پانچ بجے تک محفل ذکر جاری رہی۔ اور عصر کی نماز کے بعد دعا ہوئی۔ لنگر تقسیم ہونے کے بعد جب لوگ ادھر ادھر ہو گئے۔ تو میں آپ کے قریب بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اس محفل

ذکر میں حضرت امام حسنؓ، حسینؓ اور حضرت علیؓ تشریف لائے ہوئے تھے۔

قطعہ سال وصال امام السالکین عمدۃ الاصفیاء قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ محمد بخشؒ نقشبندی مجددیؒ

محمد بخش خواجہ نبی رحمت کا نشان ہے
سامان عفو بہر ختہ دلاں ہے
ہر لحہ یاد رحمت عالم کی رہی ہمدم
"زاہد و وارث خلد" وہ فیض رساں ہے

نتیجہ فکر۔ حکیم محمد بشیر سہروردی
۱۳۶۴ ہجری

قطعہ سال وصال امام الکاملین خواجہ نقشبند حضرت خواجہ محمد عارف حسین نقشبندی مجددیؒ

نہ غم ہے نہ حزن اہل وفا کے لئے
زندگی وقف تھی خلق کی ہدا کیلئے
عارف کیلئے مژدہ ہے سال وصال آخر
سرخرو ٹھہرے عابد مغفور بادبقا کیلئے

نتیجہ فکر۔ حکیم محمد بشیر سہروردی
۱۴۱۰ھ

حضرت پیر خواجہ محمد عارف حسین صاحبؒ

حضرت پیر صاحب کی اولاد

آپ کی تین شادیوں میں سے آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں

آٹھ صاحبزادگان کے نام مندرجہ ذیل ہیں

۱-غلام محمد قاسم ۲-محمد سرور سلطان ۳-محمد ابراہیم ۴-محمد یونس

۵-محمد اسحاق ۶-محمد اشرف ۷-محمد الیاس ۸-محبوب الحسن

ان میں سے دو صاحبزادگان غلام محمد قاسم اور محمد ابراہیم وصال کر چکے ہیں

رزق میں فراخی کے لئے

حضرت پیر صاحب کے وصال مبارک کے تقریباً سات سال پہلے کی بات ہے کہ بندہ (مؤلف) کو آپ کی آواز خواب میں سنائی دی کہ رزق کی فراخی کیلئے ہر جمعہ کو صبح ۹ تا ۱۱ بجے سورت جمعہ پڑھا کرو چنانچہ میں یہ طریقہ بنالیا ہر جمعہ کو سورت جمعہ کا وظیفہ شروع کر دیا اس زمانے میں سرکاری ملازمین کو جمعہ کی چھٹی ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ چھٹی کے روز جب کبھی حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضری کے لئے جاتا تھا اور سفر کے دوران بسوں میں سورت جمعہ منہ زبانی پڑھا کرتا تھا اور شرقپور شریف سے جب سفر شروع کرتا تو ۹ تا ۱۱ بجے اکثر سفر ہوتا تھا اسی طرح جب سورت جمعہ کا ورد کرتے ہوئے لکھن شریف میں حاضر خدمت ہوا اسلام کرنے کے بعد آپ کے قریب بیٹھ گیا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنا ہاتھ میرے ہاتھ کے اوپر رکھ دیا اور سورت جمعہ کی آخری آیات پڑھیں۔(یاآیہاالذین امنوا سے واللہ خیر الرازقین تک آیات تلاوت کیں)۔

تین الفاظ

ایک دفعہ حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا دل میں سوچا تھا کہ ہومیو پیتھک ڈاکٹر کا کورس کر لوں قریب بیٹھے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا ماسٹر، تھانیدار اور ڈاکٹر آپ نے مزید فرمایا کہ آپ کے بڑے حکیم ہیں آپ تو خاندانی حکیم ہیں میں نے اسی دن سے معلوم کر لیا کہ ہومیو پیتھک ڈاکٹری کورس کر لوں گا اور ڈاکٹر بنوں گا دو کام تو پہلے ہو چکے تھے یعنی ٹیچر تو پہلے تھا اور کچھ عرصہ کیلئے رضاکار تھانیدار بھی رہا تھا اور آپ کے ارشاد فرمانے کے بعد ہومیو پیتھک ڈاکٹر بننے کیلئے حالات درست ہو گئے

سورت تغابن پڑھنے کا حکم

حضرت پیر صاحب کی خدمت میں مرید ہونے کے بعد میں اکثر بیمار ہونے کا ذکر کیا کرتا تھا۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ سورۃ تغابن پڑھا کرو چنانچہ تقریباً تیس سال گزر چکے ہیں میں اکثر اس کا وظیفہ کیا کرتا ہوں میں اکثر اس سوچ میں گم رہتا تھا کہ مجھے قرآن مجید پڑھانے والا استاد حضرت عبداللہ شاہ صاحب جو حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مرید تھے ان کو حضرت میاں صاحبؒ کے روضہ مبارک پر بیٹھے ہوئے سورۃ تغابن پڑھنے کا حکم ہوا تھا اور وہ اکثر اسکا وظیفہ کرتے تھے اور میں اپنے پیر و مرشد کے حکم کے تحت اکثر سورۃ تغابن کا وظیفہ کرتا رہتا ہوں سورۃ تغابن اور سورۃ جمعہ کا اکثر وظیفہ کرتے رہنے سے دونوں زبانی یاد ہو چکی ہیں۔

حضرت پیر خواجہ محمد سرور سلطان صاحب

کرامات

حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب

مردہ کو زندہ کردیا

حق نواز صاحب ایس۔ ڈی ۔ او پاکپتن شریف راوی ہیں کہ وہ ایک دفعہ حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب کے ساتھ حسن ابدال ملک احمد دین خان صاحب کی تیمارداری کے لئے تشریف لے گئے صاحبزادہ پیر محمد ابراہیم اور صاحبزادہ پیر محبوب صاحب بھی ہمراہ تھے آپ وہاں تقریباً چھ یوم رہے خان صاحب کی صحت کچھ بہتر ہوئی تو آپ نے واپس تشریف لانے کیلیے اہل خانہ سے اجازت چاہی خان صاحب نے عرض کیا یا حضرت ایک روز مزید ٹھہر جائیں آپ نے فرمایا کہ کافی دن ہو گئے ہیں اس لئے آپ اجازت دیں لیکن خان صاحب اصرار کرتے رہے اور عرض کیا کہ آج کا دن ٹھہر جائیں آپ کی بہت عنایت ہو گی حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ چلو آج کا دن ٹھہر جاتے ہیں خانصاحب نے عرض کیا کہ آپ کلو بابا کے دربار پر ہو آئیں جو کہ مانسر کیمپ کے پاس ہے ہم سب نے حضرت پیر صاحب کے ہمراہ کلو بابا کے دربار پر حاضری دی ۔ واپسی پر آپ نے فرمایا چلو تربیلا ڈیم دیکھ آئیں ۔ مستری

شبیر احمد بھی ساتھ تھا تربیلا ڈیم سے مغرب کے وقت ہم واپس حسن ابدال پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب گھر والے گھر سے باہر کھڑے رو رہے ہیں حضرت صاحب کو دیکھتے ہی رو رو کر عرض کرنے لگے کہ خانصاحب ہمیں اکیلے چھوڑ گئے ہیں اور اس دنیا سے رخصت ہو گئے ایک گھنٹہ پہلے انکے خاندانی ڈاکٹر سکندر انکی وفات کی تصدیق کر گئے ہیں آپ یہ سن کر بہت پریشان ہوئے اور خانصاحب کی میت کے پاس تشریف لے گئے انکو کندھے سے پکڑ کر ہلایا اور آواز دی خانصاحب خانصاحب تیسری آواز پر خانصاحب نے آنکھیں کھول کر عرض کیا "جی جناب" آپ نے فرمایا خانصاحب کیا ہوا۔ خانصاحب نے بتایا میں سو گیا تھا سب گھر والے فوراً خدا کے حضور سجدہ میں گر گئے اور کہنے لگے کہ آج ہم نے حضرت صاحب کی کرامت دیکھ لی ہے آپ ساتھ والے کمرے میں چلے گئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

ڈاکٹر سکندر صاحب کو گھر والوں نے بتایا کہ حضرت صاحب نے خانصاحب کو اپنی کرامت سے زندہ کر دیا ہے ڈاکٹر صاحب نے فوراً خانصاحب کے گھر پہنچ کر اپنی آنکھوں سے حضرت صاحب کی کرامت کی تصدیق کی۔

حضرت صاحب دوسرے روز صبح کی نماز اور وظائف سے فارغ ہونے کے بعد کمرہ سے باہر تشریف لائے۔

مرید کی وفات کا غائبانہ طور پر معلوم کرلیا

حق نواز صاحب ایس ڈی او جو کہ گاؤں ۱۵ ایس پی ضلع
پاکپتن کے رہائشی ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عرس مبارک سے دو دن پہلے ملتان سے لکھن شریف حاضر ہوا۔ تقریباً تین بجے دوپہر حضرت صاحب نے فرمایا کھانا لے آئیں میں گھر سے کھانا لایا۔ حضرت صاحب نے کھانے کیلئے ایک نوالہ لیا اور فرمایا کہ پتہ نہیں "مہرم" کا کیا حال ہے۔ مہرم حضرت صاحب کا ایک مرید تھا۔ جو کہ چک 77/D (سلوترا۔ نور پور) میں رہتا تھا کافی عرصہ سے بیمار تھا۔ آپ نے دوسرا نوالہ لیا اور پھر فرمایا۔ پتہ نہیں مہرم کا کیاحال ہے میں نے عرض کیا کہ کل یا پرسوں وہاں سے کوئی آئے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ اسکا کیا حال ہے۔ حضرت صاحب نے تیسرا نوالہ لیا اور منہ کے قریب لاکر واپس رکھ دیا اور فرمایا کہ کھانے کیلئے دل نہیں چاہتا میری طرف اشارہ کیا تم کھانا کھاؤ مجھے اسی وقت محسوس ہوا کہ کوئی واقعہ رونما ہوا ہے جس وجہ سے آپ نے کھانا تناول نہیں فرمایا میں نے وہ وقت نوٹ کر لیا۔

تیسرے دن صوفی غلام محمد ساہیوال والے آئے تو میں نے مہرم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ مہرم پرسوں تین بجے دوپہر فوت ہو گئے ہیں میں نے پرسوں والے واقعہ کے بارے میں بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ پیر کو اگر اپنے مرید کے بارے معلوم نہ ہو۔ یعنی اگر پیر اپنے مرید کے حالات نہ جانے تو وہ پیر مرشد نہیں ہوتا۔

مرید کو حادثہ سے بچالیا

خلیفہ رحمت علی جو کہ دربار لکھن شریف میں تقریباً پچاس سال سے لانگری ہے اور "رت گڑھ" ضلع شیخوپورہ کا ہے اس کی حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسینؒ صاحب سے ہمیشہ رفاقت رہی اور تقریباً ستر سال کی عمر میں اب بھی ڈیوٹی پر حاضر ہے بیان کرتا ہے کہ آپ نے مجھے اوکاڑہ کے قریب پنڈ ملیاں والا میں ایک کام کیلئے بھیجا واپس آنے کیلئے جب بس پر سوار ہوا بس میں مجھے اونگھ آگئی پیر صاحب نے مجھے لکھن شریف سے آواز دی بس سے فوراً اتر آؤ چتو کی کے اڈا پر اترا جب بس تھوڑی دور آگے گئی تو الٹ گئی۔ آپ نے اپنے مرید کو خاص مہربانی سے بچالیا۔

حضور اکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت

حضرت خواجہ پیر خواجہ محمد عارف حسین صاحب کی نظر کرم سے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں (مؤلف کتاب ہذا) سوچ رہا تھا۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۰ء کا دن تھا سوچ میں یہ بات ذہن میں آرہی تھی کہ میرے حضرت پیرو مرشد نے فرمایا تھا کہ مجھے

حضور اکرمؐ کی زیارت تین دفعہ نصیب ہوئی ہے۔
کئی سال بعد یہ بھی خیال پیدا ہو رہا تھا کہ آپ کو مزید حضور اکرمؐ کی زیارت نصیب ہوئی ہوگی اور یہ بھی سوچ رہا تھا کہ شاید مجھے میرے پیرومرشد کے وسیلہ سے زیارت نصیب ہو جائے تو اسی رات حضور نبی اکرمؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔

خواب کی تفصیل

خواب میں دیکھا کہ غائبانہ آواز آرہی ہے کہ حضور نبی کریمؐ بادشاہی مسجد لاہور میں تشریف لارہے ہیں یہ سن کر سب لوگ بادشاہی مسجد کی طرف دوڑ رہے ہیں اور میں بھی دوڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ کافی لوگ جمع ہو چکے ہیں مسجد میں کافی رونق ہے وہاں جھنڈیاں بھی لگی ہوئی ہیں۔ مسجد کو خوبصورت طریقے سے سجایا گیا ہے پھر جلد ہی فضا میں ایک براق آیا اور حضور اکرمؐ براق سے اتر کر سیدھے محراب میں تشریف لائے آپ کا چہرہ مبارک خانہ کعبہ کی طرف تھا۔ آپ کی پشت مبارک کی زیارت کی۔ آپ کی ٹوپی اور پگڑی کے نیچے گردن پر زلفوں والے بال مبارک نظر آئے۔ آپ نے کرتہ اور شلوار پہنی ہوئی تھی جلد ہی ایک نوجوان منبر کے

قریب ہوا اور ایک کاپی حضور اکرمؐ کو دکھانے لگا۔ آپ نے اپنا رخ دائیں طرف کیا۔ آپ نے اس نوجوان کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ ختم نبوت کا جلسہ ہر چار مہینے کے بعد ہونا چاہئے۔ یہ حکم آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

پھر کیا دیکھتا ہوں کہ زمان و مکان کے فاصلے ختم ہو گئے اور ہم شر قپور شریف میں حضرت شیر محمد صاحب کی بڑی مسجد میں ہیں منبر کے قریب حضور اکرمؐ صف پر تشریف رکھتے ہیں آپ نے توجہ فرمائی مجھ پر وجد طاری ہو گیا حالت بے خودی میں اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا۔ اور میرے منہ سے یہ لفظ بار بار نکل رہے تھے کہ میرے لئے تو سب کچھ حضورؐ ہی ہیں۔

پھر کیا دیکھتا ہوں کہ نماز کی جماعت ہونے والی ہے حضور اکرمؐ جماعت کرائیں گے صفیں بن گئیں اچانک ایک پیغام کی آواز آئی آپ فوراً مغربی سرحدوں کی طرف تشریف لے گئے بار بار یہ تمام نقشے اور واقعات اس طرح نظر آرہے تھے جیسے ٹیلی ویژن پر بار بار تصویریں بدلتی ہیں اونچے پہاڑی علاقے ہیں مہاجرین افغانستان سے آ رہے ہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے اپنے بازوؤں سے آستینوں کو چڑھالیا آپ زور زور سے اپنے بازو ہلا رہے ہیں اور مہاجرین کی قطاریں بنوا رہے ہیں۔ آپ کے بازو مبارک ہلا ہلا کر

سرخ ہو گئے۔
پھر زمان و مکان کے فاصلے ختم ہوئے اور دیکھا کی شرقپور شریف میں اسی مسجد میں ہیں لوگوں کی صفیں اسی طرح بنی ہوئی ہیں آپ مسجد کے صحن میں آخری صفوں میں تشریف لائے اور میں وہاں آپ کے قریب تھا ایک بزرگ نے کھیر کا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے وہ پیالہ مجھے عطا فرمایا اور ساتھ ہی اس پیالے میں ہاتھ ہلاتے رہے اور فرماتے رہے یہ لو" جناب غوث پاکؓ کا لنگر" یہ لو " جناب غوث پاکؓ کا لنگر" ان الفاظ کے بعد خواب پورا ہوا۔

وضاحت

یہ واقعہ جو خواب میں نظر آیا کہ آپ پاکستان کی مغربی سرحدوں کی طرف تشریف لے گئے تھے اس وقت روس نے افغانستان پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ وہاں پر قتل و غارت کر رہا تھا اور افغان مہاجرین اس خواب کے بعد پاکستان میں آنا شروع ہو گئے اور میں کئی سالوں سے خواب کے مطابق ہی دیکھ رہا ہوں۔ اور حضور اکرمؐ کی نظر کرم سے ہی افغانستان روس سے آزاد ہوا۔ بلکہ روس کے

ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ یہ سب فیصلے آپ کے پاس ہی ہوتے ہیں
اور آئندہ بھی انشاءاللہ افغانستان میں حالات بہتر ہونگے

منجانب۔ ڈاکٹر خلیل احمد خلیل شرقپور ضلع شیخوپورہ۔

شادی پر کھانا نہ کھایا

خلیفہ رحمت علی صاحب نے بیان کیا۔ کہ میں ایک پنڈ دو گیج شادی پر گیا ہوا تھا کھانے کا وقت ہوا۔ شادی والوں نے کہا کہ کھانا کھاؤ میں نے کہا پہلے نماز ظہر پڑھ لوں۔ جب نماز ظہر پڑھ رہا تھا تو حضرت پیر صاحب کی آواز لکھن شریف سے آئی۔ یہ آواز تین دفعہ سنائی دی۔ میں نماز پڑھ کر فوراً لکھن شریف کی طرف بھاگا۔ شادی والے اصرار کرتے رہے لیکن میں نے کھانا نہ کھایا۔ اور حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پیر صاحب فرمانے لگے اتنی جلدی آگئے ہو۔ تو میں نے عرض کیا۔ جب آپکی آواز میرے کانوں میں سنائی دی ۔ میں فوراً چل پڑا۔ آپ فرمانے لگے یہ دو آدمی کہتے تھے کہ خلیفہ رحمت سے ملنا ہے اس لئے آواز دی تھی ۔ یہ آپ سے ملنے سے مایوس ہو گئے تھے جس وجہ سے آپ کو بلایا۔

عمرہ و حج کی منظوری

صوفی جان محمد صاحب پنڈ SP/15 تحصیل و ضلع پاکپتن

شریف نے بیان کیا۔ کہ میرے گاؤں کا حافظ قرآن جو وہاں دینی مدرسہ میں پڑھاتا تھا۔ اس نے عمرہ ادا کرنے کا ارادہ کیا ۔ میں نے اس سے کہا ۔ کہ چلو تمہارے لئے اپنے

پیر صاحب سے دعا کرانے کیلئے لکھن شریف لے چلتا ہوں۔ درپردہ میں نے عمرہ کرنے کیلئے ارادہ کیا۔ اگر اس حافظ کا کام بن گیا تو میں بھی ساتھ جانے کا پروگرام بنالوں گا اور اس نیت سے رقم بھی جیب میں رکھ لی اس کو ساتھ لے کر حضرت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی کہ یہ حافظ عمرہ کرنا چاہتا ہے۔ دعا کرانے کے لیے حاضر ہوئے ہیں حضرت پیر صاحب نے میرے دل کا ارادہ بھی معلوم کر لیا۔ کہ تم بھی عمرہ کرنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا "ہاں جی" آپ نے دونوں کیلئے دعا کر دی۔ لکھن شریف میں رات گزارنے کے بعد لاہور چلے گئے۔ بنک کا ہاف ڈے تھا۔ بنک والے پہلے تو جواب دینے لگے۔ لیکن آپ کی دعا سے کام اتنی جلدی ہوا۔ چھٹی کے بعد عمرہ کے کاغذات مکمل ہوئے۔ لاہور سے اسلام آباد عمرہ ویزہ لگوانے چلے گئے سعودیہ سفارت خانہ کے باہر لائن میں کھڑے ہو گئے وہاں سفارت خانہ کا یہ طریقہ تھا کسی کے کاغذات پر ہاں لکھ دیا۔ اور کسی پر "نہ" لکھ دیا۔ جب میری باری آئی تو اس نے نہ لکھ دیا۔ یعنی کینسل "Cancel" کر دیا۔ بعد میں اعلان کیا گیا۔ جن فارموں پر "ہاں" لکھا گیا ہے۔ وہ اندر کمرے میں چلے جائیں اور باقی گھر چلے جائیں میرا ساتھی حافظ جس کے کاغذات پر "ہاں" لکھا گیا تھا۔ وہ اندر کمرے میں چلا گیا اور میں فکر اور پریشانی میں کھڑا تھا۔ اور میں نے لکھن شریف کی طرف منہ کرکے اپنے مرشد کو یاد کیا اور عرض کی کہ میرے کاغذات مسترد ہو چکے ہیں میں اب اس ساتھی حافظ صاحب کے ساتھ نہ جا سکوں گا کچھ نظر کرم ادھر بھی ہو جائے میں اندر منظور شدہ قطار کے قریب کھڑا تھا۔ مجھے اچانک محسوس ہوا کہ کسی نے مجھے دھکا دیا۔ اور

دھکیل کر قطار میں کر دیا۔ جب ویزے بننے شروع ہوئے۔سفارت خانہ کا افسر ایک ایک آدمی کے ویزے بنا رہا تھا جب میری باری آئی تو اس نے کہا کہ تمہارے کاغذات تو غیر منظور شدہ ہیں اس پر "Cancel" لکھا ہوا ہے۔میں نے کہا کہ مجھے ایک آدمی نے لائن میں لگا دیا ہے۔ لیکن حضرت پیر صاحب کی دعا سے اور نظر کرم سے منظوری ہو چکی تھی۔ ویزہ بنانے والے افسر نے میرے ہاتھ سے فارم پکڑے اور "کینسل" کو لفظ ختم کر کے "APPROVED" لکھ دیا اور ویزہ بنا دیا۔ پھر ہم عمرہ کرنے سعودیہ گئے۔ عمرہ کرنے کے بعد حج کر کے چار ماہ کے بعد پاکستان واپس آئے۔

ظاہری و باطنی علوم

از غلام اعظم باٹا پور چلو موڑ لاہور۔

جب ہم شریعت اسلامی اور رسول اللہ کے اقوال و احوال پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا کہ وہ دو حصوں پر منقسم ہیں ایک کا تعلق افعال و حرکات اور امور محسوسہ سے ہے۔ مثلاً قیام و قعود رکوع و سجود تلاوت و تسبیح اذکار و ادعیہ احکام و مناسک۔ فن حدیث نے اسکی روایت اور تدوین کی خدمت انجام دی ۔ علم فقہ نے اس سے مسائل و جزیات کے استخراج کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ محدثین اور فقہائے امت نے دین کو اس طرح محفوظ کر دیا کہ امت

کیلئے اس پر عمل پیرا ہونا آسان ہو گیا۔ اللہ تعالی انکو اس کار عظیم کا صلہ عطا فرمائے دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق ان باطنی کیفیات سے ہے جو ان افعال و حرکات میں لازم و ملزوم ہیں جو حضرت رسول اللہ ﷺ کی زندگی اکثر نظر آتی ہیں۔ ان کیفیات کی تعبیر ہم اخلاص و احتساب صبرو توکل زہد و استغناء ایثار و سخاوت ادب و حیا خشوع و خضوع دعا کے وقت عاجزی دنیا پر آخرت کی ترجیح رضائے الٰہی دیدار شوق اور اس طرح کی دوسری باطنی کیفیات اور ایمان و اخلاق سے کرسکتے ہیں۔ جس طرح جسم انسانی میں روح کی اور ظاہر میں باطن کی ہے۔ پھر اسکو علیحدہ علم لدنی کا درجہ دینا چاہئے۔

اولیاء اللہ کو جو باطنی علوم حاصل ہوتے ہیں اسکو فقہ باطن قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہی تزکیہ و احسان کا نظام اصطلاحًا تصوّف کہلاتا ہے۔ ہر زمانہ میں ایسی طاقتور شخصیتوں اور جامع کمالات داعیوں کی ضرورت رہی ہے جو مسلمانوں میں تلاوت آیات تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفوس کا کام کریں اور ختم نبوت کے بعد رسول اللہ ﷺ کی نیابت کا فرض انجام دیں اور امت مسلمہ کا رشتہ اللہ اور اسکے رسول سے جوڑیں۔

تزکیۂ نفس تہذیب و اخلاق کا وسیع و مستحکم نظام جس سے نفس و شیطان کے جال کی نشاندہی نفسیاتی و اخلاقی بیماریوں کا علاج

تعلق باللہ اور نسبت باطنی کے حصول کے ذرائع کی تشریح کا نام تصوف ہے۔

تصوف جو ایک اجتہاد ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قلوب و نفوس کے مردہ کھیتوں کو زندہ کیا۔ اور روح کے مریضوں کو شفا دی ان مخلص اولیاء اور انکے تربیت یافتہ افراد کے ذریعے دنیا کے دور دراز گوشوں اور طویل و عریض ممالک میں وسیع پیمانے پر اسلام کی اشاعت ہوئی اور لاکھوں انسانوں نے ہدائت پائی انکی تربیت سے ایسے علماء و اولیاء پیدا ہوئے جنہوں نے مسلم معاشرے میں ایمان و یقین اور عمل صالح کی روح پھونکی۔ اس گروہ کی افادیت اور انکی خدمات سے انکار یا تو وہ شخص کرے گا جن کی تاریخ اسلام پر نظر نہیں یا جسکی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ جب یہ امر واضع ہو گیا۔ کہ دین کی ظاہری اور باطنی دو اطراف ہیں۔دین کے ظاہری محافظین کے گروہ علمائے کرام ہیں۔ اور باطنی علوم کے ماہر اولیائے کرام ہیں ان میں ہر سو سال کے بعد ایک مجدد پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔ اگر دین کی تحریف کی کوئی کوشش ہوتی ہے تو ظاہری اور باطنی دونوں گروہ انکو درست کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اولیاء اللہ جو تصوف و احسان کے ماہر ہوتے ہیں انکی پہچان یہ ہوتی ہے کہ لوگوں میں انکی رفعت و

شان کا عام چرچا ہوتا ہے۔ خلقت انکی طرف کھینچی چلی آتی ہے۔ ہر شخص انکی تعریف کرتا ہے۔ احوال و واقعات اولیاء اللہ کے دلوں پر وارد ہوتے ہیں انکی صحبت اور باتوں میں جذب و تاثیر کی غیر معمولی قوت ہوتی ہے۔ اور ان سے ہر طرح کی کرامات ظاہر ہوتی ہیں غرضیکہ وہ بزرگ کشف و کرامات کے ذ یلیے لوگوں کے دلوں کا حال معلوم کر لیتے ہیں اور اللہ کی مدد سے دنیا کے بعض معمولات میں تصرف کرتے ہیں انکی دعائیں بارگاہ حق میں مقبول ہوتی ہیں۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے کرامات بنتی ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریدین اور طالبوں کی ایک جماعت انکے ارد گرد جمع ہو جاتی ہے۔ یہاں سے انکے خانوادہ طریقت کی بنیاد پڑتی ہے۔

حضرت پیر صاحب مسجد نبویؐ میں

غلام اعظم صاحب باٹا پور لاہور سے بیان کرتے ہیں۔

ہمارے گاؤں **چتن** ضلع جہلم سے ایک مستری دولت علی آپ کا مرید تھا۔ حج کرنے کیلئے گیا مدینہ شریف میں جب داخل ہوا۔ اس کا بیگ غائب ہو گیا۔ اس میں پاسپورٹ۔ ویزا اور رقم تھی وہ سادہ لوح آدمی پریشان ہو گیا وہیں اس کا بھتیجا بھی کام کرتا تھا اس کو ٹیلیفون کیا مگر وہ کام کے سلسلہ میں باہر تھا۔ مستری بہت پریشان تھا کہ میں اب کیسے گھر واپس جاؤنگا۔

پریشانی کی حالت میں مسجد نبویؐ میں نماز ادا کرنے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ میرے ساتھ حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب صف میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر مستری کو اطمینان ہو گیا کہ میرے پیر صاحب بھی حج پر تشریف لائے ہوئے ہیں اب وہ مجھے واپس لے جائیں گے نماز ختم ہوئی تو وہ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے دعا کیلئے ہاتھ کھڑے کئے آنکھیں بند کر کے خدا کا شکر ادا کیا جب دعا ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ پیر صاحب چلے گئے ہیں میں جلدی میں اٹھا اور روضہ رسولؐ کی طرف بڑھا کہ اسی طرف ہی گئے ہوں گے۔ مگر نہ مل سکے۔ مسجد سے باہر نکلا تو بھتیجا باہر کھڑا تھا۔ کہنے لگا چچا کیا بات تھی آپ نے یاد کیا تھا۔ میں نے کاغذات کے بارے میں بتایا تو اس نے بتایا کوئی بات نہیں میں سب دوبارہ بنوا دیتا ہوں۔ میرے کاغذات بھی بن

گئے اور مجھے اس نے ضرورت کیلئے پیسے بھی دیئے یہ سارا واقعہ اس نے گھر آتے ہی میرے والد کو سنایا اور کہنے لگا کہ کیا پیر صاحب حج سے واپس آگئے ہیں؟ میرے والد صاحب بات کو سمجھ گئے اور اس کی دلجوئی کیلئے کہا کہ ہاں آگئے ہیں ورنہ پیر صاحب تو حج پر گئے ہی نہ تھے آپ تو مرید کی تسلی کیلئے روحانی طور پر گئے تھے۔

مرکز فیوض و برکات

قطب زمان حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب نے لوگوں میں فیوض و برکات کے خزانے تقسیم کئے۔ قدم قدم پر آپ مریدین کی رہنمائی فرماتے تھے۔ سفر میں حضر میں خوابوں میں رہنمائی جاری رہتی۔ شادی میں غمی میں نصیحت جاری رہتی۔ آپ کی روحانی طاقت کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ آپ فنافی الشیخ فنافی الرسول اور فنافی اللہ کے درجے پر پہنچے ہوئے تھے مریدین آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہوں۔ یا گھر پر ہوں لوگوں کے حالات واقعات آپ کو اس طرح نظر آتے تھے جیسے سامنے ٹیلی ویژن پر دیکھ رہے ہوں یا اپنے ہاتھ پر کوئی تصویر بنی ہوئی نظر آرہی ہو۔ جب بھی بزرگان دین کے مزارات پر حاضری ہوتی صاحب مزارات سے بات چیت ہو جاتی تھی۔

روضہ مبارک کا اندرونی منظر

وصال مبارک

لاکھوں دنیا کی رہنمائی کرنے والے پیر کامل حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب نے ۷۵ سال کی عمر میں بمقام لکھن شریف نزد جلو موڑ ضلع لاہور میں ۲۶ مارچ ۱۹۹۰ء میں وصال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

ضروری وضاحت

حضرت خواجہ پیر محمد عارف حسین صاحب کے حالات زندگی اور کرامات جمع کی جارہی ہیں اگر کسی مرید کے پاس آپ کے واقعات ہوں ۔ تو میرے پاس لکھ کر بھیج دیں۔ یا دربار لکھن شریف میں دے دیں ۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں شائع کیا جا سکے۔

منجانب ڈاکٹر خلیل احمد خلیل محلّہ صابن والا کارخانہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

فون نمبر 0498-591036

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اگر کچھ لینا ہے سائل تو آجا شادمانی سے
محمد بخشؒ دیتے ہیں بڑی خندہ پیشانی سے

پہلا سالانہ

عرس مبارک

غوث زماں ولی کامل زبدۃ العارفین پیر کامل عاشق رسول واقف اسرار خدا حامی دوجہاں
اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ صاحب والئ دربار لکھن شریف کا

سالانہ عرس مبارک

ہر سال دیسی مہینے کی تاریخ ۱۹۔۲۰۔۲۱ اسوج کو ہوتا ہے

منجانب

پیر محمد سرور سلطان سجادہ نشین آستانہ عالیہ لکھن شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ

محمد رسول اللہ

دوسرا سالانہ

عرس مبارک

اعلیٰ حضرت خواجہ محمد بخش صاحب اپنی زندگی میں عرس مناتے تھے
جو حضور اکرم ﷺ چاروں خلفاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ موہڑوی
کی یاد میں مجموعی طور پر منایا جاتا تھا اور اسی طرح اب بھی منایا جاتا ہے

جو ہر سال دیسی مہینے کی تاریخ: ۱۵-۱۶-۱۷ اساڑھ کو ہوتا ہے

منجانب

پیر محمد سرور سلطان سجادہ نشین آستانہ عالیہ لکھن شریف